بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارق حیدریہ

ترجمانیہ
جناب مولوی بی لی محمد ابوبکر صاحب مدظلہ العالی
قمری
(منشی فاضل مدراس یونیورسٹی)
استاذ دار العلوم
لطیفیہ
ویلور

الحمد للہ والمنۃ "خوارق حیدریہ" جس کی تمہید ترجمہ کے ساتھ آپ کے پیش نظر ہے، ناچیز کا ارادہ تھا کہ اس گوہرِ نایاب کا لفظاً لفظاً ترجمہ کرے مگر ہر صفحہ پر تین چار ایسے الفاظ پائے گئے جن پر ✕ اس قسم کا نشان لگا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کتاب کرم خوردہ اور شکستہ خط میں ہونے کی وجہ کاتب صاحب پر وہ الفاظ واضح نہ ہوسکے پھر اس قلمی نسخہ کا خط بھی ایسا شکستہ ہے کہ ایک نہ شد دو شد والی بات ہوگئی۔ یہ دیکھ کر ہمت جواب دینے لگی لیکن حضرت مولانا ابوالحسن صدر الدین سید شاہ محمد طاہر صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی بی اے ناظم دار العلوم لطیفیہ کی دلبستگی، اور ہمت افزائی نے مہمیز کا کام دیا اور ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ جو مفہومی ہے۔ نیز کہیں کہیں ترجمۂ کتاب میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

مصنف کتاب حضرت ملا ابراہیم صاحب علیہ الرحمہ نے مذکورہ کتاب میں حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری سجادہ بغداد شریف قدس سرہ کے خوارقات کو مفصلاً پیش کیا ہے۔ نیز موصوف نے سبب تصنیف کتاب بھی واضح فرما دیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ فروگذاشتوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے اجر از اجر فرمائیں۔ ؎

دلی جذبات جب الفاظ کے سانچے میں ڈھلتے ہیں
اگر جذبے وہ سچے ہیں تو دل ان سے پگھلتے ہیں

سپاس بے قیاس انعام عام مر خدائے را
که رایا افاضت آیات اولیائے خود را در میدان
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ
لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[1] افراشته د وجود با جود ایشاں
ایخلعت با زینت اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم[2]

اللہ تعالیٰ کے عام انعامات پر بے پایاں شکر ہے کہ جس نے اپنے دوستوں کے فیض بخش جھنڈوں کو الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کے میدان میں بلند فرمایا اور ان کے وجود پاک کو اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری کی حسین

[1] خبردار بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے
[2] میرے اولیاء میرو قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔

عنبری آراستہ ملہم کہ دل معرفت منزل عارفاں
رویش بالہام او ملہم لطیفی کہ لطف بجائش
بر دل مجروح سرگشتگان گویش مرہم قطعہ

آں لطیفیکہ زلطف شامل او
بر درش یافتہ ہمہ عالم
کرم اوست وگہ وبیگاہ
مشتمل بر ہمہ بنی آدم

منعمے کہ شیر انعامش درکام نباتات الارضی
چکان ذی النوری کہ از نور قدیمش نور نباتات
سماوی لمان معززی کہ خطبہ عزتش
فللہ العزۃ جمیعا عالمیکہ برہان علمش
ان اللہ بکل شیئ علیما فہماری کہ دین لی
ادیان طغات نگونسار را لسطوت بعثت انبیاء
ورسل درہم شکست وقلوب منکسرہ ایشاں را
لبعوب انی اسمع واریٰ مرہم لبست صلوات اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین ، درنعت نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم۔ خصوصًا صلوات بے پایاں درود
شایاں فی کل حین وآواں بران قبلہ عجم وعرب
وکعبہ اہل دیانت ولوب لوح خواں صفحہ علمہ
شدید القویٰ فصح زبان خوش کلام وما
ینطق عن الھویٰ سلطان چار بالش ایوان

خلعت سے آراستہ کیا۔ ایسا الہام کنندہ کہ عارفوں کے دل معرفت میں اپنے الہام سے اس کے روئے زیبا کا الہام ہوا ایسا کہ اسکا لطف بالذات شوریدہ صفت لوگوں کے دلوں کیلئے مرہم ہے (ترجمہ قطعہ) ایسا لطیف کہ جس کے لطف سے تمام عالم فیضیاب ہے، جسکا فیض عام دوست اور دشمن تمام بنی آدم پر یکساں ہے۔

ایسا منعم کہ اس کے انعامات کا دودھ زمینی پودوں کے حلقوم میں رستا ہے اور ایسا نور والا کہ اس کے نور قدیم سے آسمانی سیارے اور ستارے تابناک و روشن ہیں۔ ایسی عظمت والا کہ اپنی شان میں فللہ العزۃ جمیعا کہا اور اس کے علم کی دلیل ان اللہ بکل شیئ علیما سے ظاہر ہے ایسی فہمائش کرنے والا کہ ناشکر گذار سرکشوں کے مذاہب کو انبیاء ورسل کی بعثت کے دبدبہ سے توڑ دیا اور شکستہ دلوں پر انی اسمع واریٰ کا مرہم رکھا (ان تمام انبیاء ورسل پر صلوٰۃ وسلام ہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں خصوصًا شایان شان درود بے پایاں ہر وقت وہر آن قبلہ عرب عجم اور کعبۂ اہل دیانت پر کہ آپ کی شان علمہ شدید القویٰ سے ظاہر ہے اور فصیح زبانی اور خوش کلامی پر قادر وما ینطق عن الھویٰ کے مصداق ہیں۔ ایوان رسالت کے مسند نشین کائنات

[1] تمام عزت صرف اللہ کے لئے ہے [2] بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یعنی ہر چیز کا اس کو علم ہے۔
[3] بے شک میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں [4] اس کو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے
[5] نہیں بولتے اپنے نفس کی خواہش سے۔

رسالت و مہتاب جہاں افروز افلاک جلالت
انشاہ بنیتی که مطرش ہدایت سیل و آن مخدومے
که خادمش عقل کل آں خراج گستر تخت و تاج
و سیر شہ سواری که قاب قوسین او ادنیٰ
او راست آماج **بیت** سران ملک دورانی
خراج او بدرگاہش، زدہ بر عرش بارفعت خداوند
پایہ گاہش، صاحب شرعی که استقامت شرع
شریفش وسیلہ نجات و متابع سنت عزیزش موصل
الی الحیات **قطعہ**

روز و شب مستقیم امرش باش
رو بجت میان قہرش باش
گر تو خواہی شفاعتش در حشر
ذرہ سان درہوائے فہو باش

فصلوا علیہ و آلہ و علی اصحابہ و میراث سنتہ
بالخصوص ذی الصدق والتصدیق و خلیفہ اول امیر
المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و بر خلیفہ
دوم امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
و بر خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
و بر خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

اما بعد چنیں گوید که چوں قبل ازیں بہ
حکم فرمان لازم الاذعان سیدی و مولائی قبلتی

روشن و منور کرنے والے ایسے بادل کہ جنکی ہدایت کی بارش
ہمیشہ ریزاں ایسے آقا کہ عقل کل جن کی خادم تخت و تاج
پر کرم گستری کرنے والے، ایسے شہسوار کہ قاب[1] قوسین
او ادنیٰ آپ کی صدر نشینی کا مقام بنا۔
(ترجمہ بیت) حکمران دولت آپ کے حضور میں خراج
پیش کرتے تھے: اور آپ کا مرتبہ بلندی کے اعتبار سے
عرش بریں تک رسا ہے: ایسی شریعت والے کہ آپکی شریعت
مطہرہ وسیلہ نجات: اور آپ کی سنت مقدسہ کی پیروی
حیات جاودانی کا باعث ہے۔

رات دن آپ کے حکم میں رہو
قہر سے آپ کے بھی ڈرتے رہو
حشر میں چاہو گر شفاعت تو
بن کے ناچیز انکی حب میں رہو

آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب اور آپ کی
سنت کے وارثین پر خصوصاً مجسمہ صداقت خلیفہ اول
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اور
خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
پر اور خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر
اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بے شمار
درود و سلام بھیجو۔

اما بعد احقر کہتا ہے کہ اس سے پہلے میرے
آقا سید شاہ درویش قبلہ قادری فرزند خاص

[1] قرب دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک

دکعبتی **شاہ درویش** فرزندِ خاص میراں شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ، سیدنا **شاہ ذیجاہ حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ** نبیرۂ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ، از طبع عقیم نامستقیم در سلک نظم کشیدہ بود۔ آخر الامر باروز ۱۰۸۱ سنہ احدی وثمانین والف تاریخ سبع ذیحجہ در قلعہ اودیتے بہ حکم عالی بایں گلاب درگاہ متعالی جناں صادر فرمودند۔ چوں قبل ازیں در حرر خوارقات جام حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری در سلک نظم کشیدہ غالباً آں حکایات شریفہ واضح شدہ نمی آمد، باید کہ بداں موجب آں خوارقات عجائب را در سلک عبارت نثر کشیدہ لائق آفریں باد و شایان مراحم و مکارم خاطر حق نہاد ما شوی لہذا فرمان شرف توامان الشیخ العام والخاص شد از جان و ایمان دانستہ بایں لئیم الطبعی و بے بضاعتی آغاز نمود امید از معتقدان درگاہ ولایت آں شاہ ذیجاہ آمیدارم کہ نظر توجہ اثر بر عبارات پر خسارت ایں بے بضاعت ننہند و بحکم اعتقاد صمیمی تبرکاً و تیمناً عجائب ایں خوارقات را منظور دارند و اگر احیاناً ایں عروس عبارت زیبا در نظر کیمیا اثر آں قبلہ خداوند بشان شاہ در مقبولیت جلوہ گر آید زہے بخت بلندم،

شعر

حضرت میراں شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اپنی طبع ناقص کے باوجود حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ قادریؒ کے خوارقات کو نظم کی شکل میں پیش کیا تھا، آخر الامر سات ذی الحجہ ایکہزار اکیاسی ۱۰۸۱ سنہ ہجری میں قلعہ اودیتی میں اس حقیر کو حکم دیا کہ اس سے پہلے حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ نبیرہ قادری کے خوارقات جو نظم میں لکھے گئے تھے وہ حکایاتِ شریفہ واضح نہیں ہوئے ہیں۔ لہذا ان عجیب خوارقات کو نثر میں لاکر ہماری تحسین و نوازشات کے لائق و شایان بنو۔ اسی لئے شیخ مقدس کے فرمان کو جان و ایمان سمجھتے ہوئے ناقص طبعی اور بے سروسامانی کے باوجود میں نے شروع کر دیا۔

اس شاہِ ذی جاہ کی درگاہ ولایت کے معتقدوں سے امید رکھتا ہوں کہ اس بے سروسامان کی عبارت پر خسارت پر نظر نہ کریں اور دل کی گہرائی سے تبرکاً و تیمناً جانتے ہوئے خوارقات کے عجائبات کو منظور نظر فرمائیں۔ اگر یہ عروس عبارت جو دیدہ زیب ہے اس قبلۂ عالی جاہ کے نظر کیمیا اثر میں مرتبۂ مقبولیت کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ میری بلند بختی کی علامت ہے۔

فان صبح مدا القال رفعتی
اغلبت مقداری واغلبت قیمتی

آغاز خوارقات الحیدریہ

بحول حضرت قطب الاقطاب معشوق الارباب مقبول اللہ الوہاب سید العشائر والاحباب ولی الکرم غوث معظم سلطان الاولیاء حضرت میران محی الدین ابومحمد سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وصل الینا فتوحہ بسیاری از فرزندان می داشتند لیکن اول ایشان سید الخاص والعام مختار درگاہ ملک العلام رئیس الاولیاء جلیس الانبیاء مجیب علی الاستحقاق سیدی وسندی قبلتی حضرت سید عبدالرزاق قادری بود و این فرزند ارجمند حق پسند بدرجہ رسیدنی بود رسیدہ وسیر مباہات از اخوان اقران کشیدہ **القصہ** بطنا بعد بطن خلافت و سجادہ نشینی بغداد مغفرت آباد علی حسب التوریث بمخزن ولایت ارباب ملک کرامت مفخر کونین رہبر گمرہان دارین حضرت میران شاہ حسین قدس اللہ روحہ رسیدہ وتا الی الآن ہیچ یکے از اخوان واقران ایشان درخلافت سجادہ نشینی آنجا منصرف نشدہ گرچہ ابنای سعادت انتمائے وسیمائے آں ہادی دارین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ در فضائل کسبی وموہبی منجا ور بیش وکم نبودند شرافت وعظمت وہیبت

(ترجمہ شعر) پس صبح دراز ہو تو میری کہاوت کو رفعت ومرتبہ ملے اور میری قدر بڑھ جائیگی اور میری قدر و قیمت سب پہ غالب آجائیگی۔ **آغاز خوارقات حیدریہ**

حضرت قطب الاقطاب معشوق ارباب مقبول اللہ الوہاب خاندان وقبیلہ کے سردار، ولی اکرم غوث معظم سلطان اولیاء حضرت میراں محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ (آپ کی فتوحات ہم تک پہنچے) کے کئی فرزند تھے۔ لیکن ان میں سے سید خاص وعام مختار درگاہ ملک العلام رئیس الاولیاء جلیس الانبیاء سیدی سندی قبلتی حضرت سید عبدالرزاق قادری تھے۔ اور یہ فرزند ارجمند حق پسند تھے۔ کامل درجہ کو پہنچے ہوئے اسطرح کہ سیر وسلوک میں اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں میں قابل فخر مرتبہ کے حامل تھے حاصل الکلام نسلا بعد نسل بغداد مغفرت آباد کی خلافت وسجادہ نشینی وراثتا مفخر کونین رہبر گمرہان دارین حضرت میراں شاہ حسین قدس اللہ روحہ کو حاصل ہوئی اور اب تک آپ کے بھائیوں اور رشتہ داروں میں سے کوئی بھی وہاں کی خلافت وسجادہ نشینی میں آپ سے منحرف نہیں ہوا اگرچہ کہ اس ہادی دارین غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی سعادتمند اولاد کسبی اور عطائی فضائل سے کسی سے کم اور بڑھ کر نہیں تھی۔ خاندان کی شرافت وعظمت اور ہیبت

خواندن فرزند ہر یکے را یکے از × واقران بوجود
ایں سجادہ نشیں علی الاستحقاق چہ در خلا و چہ در
ملا دم وراثت و سجادگی نمیزدند چہ در غیب و چہ
در حضور دریں معنی سعی بظہور نمی رسانیدند، ناگاہ
از تاثیرات دور فلکی جنبشے در عرق حسد ایشاں
پیدا شد در مجلسے یکے از ایشاں متحرک سلسلہ حقد
و حسد شدہ چنیں تقریر نمود کہ غالباً از آوان
میمنت توامان خدم حضرت غوث الاعظم تا الی الآن
خلافت و ریاست ایں خاندان افاضت نشان
منصوب بخاندان بود ہم حد النور ست ایں چہ
معنی دارد کہ کاروبار خلافت برایشاں مقرر باشد
یا ما ہم ہمچوں ایشاں فرزندان حضرتیم در مناقبت
و معاصرت ظاہری و فضائل صوری و معنوی کم
از ایشاں نیستیم، پس عزم ما چنیں باشد کہ ایشاں
دست از بکاء باز داشتہ ایں امر عظیم القدر
بما باز گذارند، ناگاہ از خواہی بہ ہمہ وجہ انگیز
ایں مقال حسد آمیز بسمع حقیقت آں عمدہ کونین
سیدنا حضرت شاہ حسین قادری رسانیدند باستماع
ایں حکایت پر شکایت باطن و ظاہر بے نہایت و
بغایت ارادہ خاطر گشت چوں دل غنا منزل او
چنداں مایل ریاست و خلافت نبود روز دیگر آں
قبلہ مخلوقان آب گل فرزند خجستہ سیر حیدر ولی
اللہ را طلبیدہ فرمود، ولدا حیدرا! سعادت یار خواہم

میں ہر ایک فرزند اپنے ہر ایک بھائی اور رشتہ دار سے
اس مستحق سجادہ نشین کے وجود پر ظاہر میں ہو، یا
باطن میں وراثت اور سجادگی کے بارے میں دم نہیں
مارتے تھے۔ غائب میں ہو یا حاضر میں اس بات کو ظاہر
کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔ لیکن گردش زمانے
کے اثر سے رگ حسد میں جنبش پیدا ہوئی، ان میں سے
ایک سلسلۂ حسد و کینہ کو حرکت دینے والے نے کسی مجلس
میں اس طرح سے تقریر کیا: کہ حضرت غوث الاعظم
کے مبارک زمانہ سے لیکر اب تک اس خاندان کی خلافت
و ریاست اسی خاندان کی طرف منسوب ہے۔ یہ کیا
بات ہے کہ خلافت کے کاروبار صرف انہیں پر مقرر
ہوں۔ ہم بھی تو انہیں کی طرح حضرت کی اولاد سے
ہیں۔ ظاہری خوبی و برابری میں اور صوری و معنوی
فضیلتوں میں ان سے کم نہیں ہیں۔ پس ہمارا
عزم ایسا ہونا چاہیئے کہ ان لوگوں کو اس کام سے
روک کر اس امر عظیم کو ہم اپنے ذمہ لے لیں۔ ان
حسد آمیز باتوں کو حضرت شاہ حسین قادری رحمۃ اللہ
علیہ کے کانوں تک پہنچا یا گیا۔ اسطرح کی سراپا
بے حقیقت شکایت سن کر آپ کا ارادہ بدل گیا کیونکہ
آپ کا دلِ مستغنی ذرا بھی ریاست و خلافت کی
طرف مائل نہ تھا۔ دوسرے دن وہ قبلہ مخلوقات
آب و گل اپنے مبارک سیرت فرزند حیدر ولی اللہ کو
طلب فرمایا اور کہا اے فرزند حیدر سعادتمند، اللہ

ازحق ترا ابقاء بسیار بگذر از جملہ نقرہ و زر بہم ہم
باش و روبراہ ہم آر ای فرزند سعادت مند وظیفہ
سعادت دائمی آنکہ غنا منزل خود از جمیع اسباب
دنیوی کہ در ملک ما است از زر و نقرہ و مواشی و
افراس و اقمشہ و امتعہ گراں بہا کہ در خزانہ
ملوک یافتن آں دشوار ست بر داری و از ملک مذکورہ
خود غیر از کالای شریفین کہ عبارت از توقیع و آثار
مبارک کہ فی الحقیقت موی مبارک زلفین شریفین
آں معشوق خالق دارین خدم جای کونین بہمہ بگذاری
و با من رو براہ آری و محنت سفر بر راحت
حضر اختیار کنی، چوں آں فرزند ارجمند اطاعت
پسند بصفت ان اشکرلی ولوالدیك موصوف
بود حکم والد بزرگوار بجان منت داشتہ بلکہ از
جان و ایمان خود عزیز دانستہ سکہ جد بزرگوار
امجد کہ در حین حیات افاضت آیات خود شجرہ بر
ثمرہ مریدان خود را بداں موقع و مسلوک میگذرانیدند
و آثار مبارک کہ عبادت از موی مذکور خاص
زلفین شریفین ست تبرکاً و تیمناً در دستار مبارک
خود بست و چوں ازیں استعداد فارغ شدند
او نگاہ آں پدر بزرگوار و بشر نامدار طیار طرار
بے معرفت و وداع ساکنان اندبار رو براہ
آوردند منازل مراحل مراحل چوں ماہ سریع
السیر قطع نمودند۔ بیت

تمہاری عمر دراز کرے، ان تمام چاندی اور سونے کے
سکّوں کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلو اور اپنے آپ
کو اہم کاموں کی جانب متوجہ کرو، اے فرزند سعادتمند دائمی
سعادتمندی کا ذریعہ یہ ہے کہ گھر و دنیوی ساز وسامان
سونا چاندی، مویشی گھوڑے اور قیمتی کپڑے اور اسباب
جن کا کسی بادشاہ کے خزانہ سے بھی پانا مشکل ہے۔ ان
سے غنا اختیار کرو۔ اور ان میں سے صرف موئے
مبارک کو اُٹھا لو کیونکہ یہ درحقیقت حضور سید انام
معشوقِ خالقِ دارین کی تبرکات سے ہیں باقی تمام
کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلو، راحت حضر پر مشقتِ
سفر اختیار کرو۔ فرزند ارجمند، جو نیک اور اطاعت
شعار تھے (ان اشکرلی ولوالدیك) کی صفت
سے متّصف تھے، اپنے والد بزرگوار کے حکم کو جان
و ایمان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہوئے مریدوں کو
شجرۂ پُر ثمرہ عطا کیا اور موئے مبارک حضور انام
کو تبرکاً و تیمناً اپنے دستار مبارک
میں باندھ لئے۔ جب ان تمام کاموں سے فارغ ہوئے
اس وقت وہ والد بزرگوار رشد نام دار بغیر
اطلاع کے گاؤں والوں کو وداع کئے، سفر
کے لئے نکلے۔

منزلیں اور مرحلے تیز رفتار
چاند کی طرح طے کرنے لگے۔

بیت

براہِ سفر اندراں دست بُرد
ز بادِ صبا گوئے سبقت ببرد

تا یکم مدتے مبلغے راہ رفتند و آں فرزند ہمایوں منظرت حیدر ہمگی آداب ستودہ و عادات پسندیدہ در خود می داشت، ازاں جملہ عادتے داشت کہ ہرگاہ با پدر جلیل القدر عزم راہ رفتن میکرد غالباً پیش از پدر مقدم قدم نہ شد و در پیشے سبقت نگرفتے و پشتِ خود مقابل روئے والد خویش نہ کردے۔ و دراں سفر معلوم ہمیں عادت جمیلہ مسلوک می داشت روزے آں شاہ بزرگوار در اثنائے راہ رفتن از مشی باز ایستادہ کہ با فرزند ارجمند خود فرمود کہ ای سعادتمند ہوش مرا فراز منگیر حال ہست کہ امروز در مشی از من سبقت گیری و پیش من راہ جوی این بادیہ شوی ؎

ای فرزندِ دلبند خوش کیش من
روی راہ امروز در پیشِ من
چوں بشنید ایں حیدر پاک زاد
زباں را بعذرش چنیں سر کشاد

اے تاج رؤس الاقطاب، و اے نورِ وجوہِ اولی الالباب، اللہ اللہ ایں چہ سخنے ہست و آں کدام ادبا شد کہ حیدر بے ادبانہ بر تو سبقت گرفتہ قطع راہ نماید۔ حاشا ثم حاشا آں عمدۂ اولیاء عرب و عجم و اے رازدان کتابہ لوح و قلم ؎

سفر میں آپ کے غلبہ کا یہ ہوا عالم
ہوا سے آگے بھی سبقت کا گیند لے نکلے

یہاں تک کہ ایک طویل مسافت طے کر لئے، وہ فرزند مبارک صورت حضرت حیدرؒ اچھے اخلاق پسندیدہ عادات کے جامع تھے۔ ان میں ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب والدِ بزرگوار کے ساتھ چلتے تو آپ کا قدم والد سے آگے نہ ہوتا۔ کبھی آگے چلنے میں سبقت نہ کی۔ اپنی پیٹھ والدِ محترم کے مقابل نہیں فرمائی۔ اس سفر معلوم میں اسی عادت جمیلہ کو اپنائے رکھے۔ ایک دن والد بزرگوار چلنے کے دوران رُک گئے اور اپنے فرزندِ ارجمند سے فرمایا کہ اے سعادتمند میری عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آج تم چلنے میں مجھ سے سبقت لے جاؤ اور اس صحرا میں راہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھو ؎

میرے دل کو خوش کرنے والے پسر تم
چلو مجھ سے آگے چلو تم
پسر یعنی حیدر نے سن کر کہا یہ
زبان عذر کے سوا کچھ نہیں ہے

اے تاجِ رؤس الاقطاب، و اے نور وجوہ اولی الالباب اللہ اللہ۔ یہ کیا بات ہے کہ ادب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حیدر بے ادبی کے ساتھ آگے چل کر راستہ طے کرے حاشا ثم حاشا کبھی ایسا نہیں ہوسکتا اے عمدۂ اولیاءِ عرب و عجم اے رازدان کتاب و قلم یہ کیسے

اے نقد جان بزیر پائے تو باشم
کجا زیبد کہ من ہادی تو باشم

امیدوارم کہ بار دیگر بایں تکلیف متکلّف نکنی و در تقدیم ایں کار تصدیع نہ دہی۔

القصہ ہرچند کہ میدانست و می توانست عذر ہائے فراواں بتقدیم رسانیدہ شمہ سود مند نیفتاد طوعاً و کرہاً پیش پدر قدم نہاد۔ ہر دو پس و پیش سر راہ برگرفتند۔ چوں قدم راہ رفتند ناگاہ شاہ حیدر پس پشت خویش نگاہ کرد۔ والد خود را ندید متحیّر فروماند تعلّل و اضطراب آغاز نہاد ؎

کجائی اے پدر آخر کجائی
ز حال من چنیں غافل چرائی

غلغلہ و آہ × اثیر رسانید۔ چوں یعقوب فریاد وا اسفا علی یوسف برداشت و دراں بیدائے بے سروساماں ہرچند کہ جزع و فزع نمود ہیچ اثرے از اثرش نیافت و از غایتِ اضطراب زبان آں بلبل بے گل بدیں ترانہ مترنم ؎

یارب مرغ آشیانہ قرب دہ کجا نمیش کجا بویم
و من پاشکستہ چراں در رہ جستجو جاں پویم

در ہر گوشہ پریشان و آب از دیدہ ریزاں می دوید، ہرچند کہ گریہ و لازی لازم الحال خود گردانید اما چشم مبارکش نصیبی غیر از وابیضت عیناہ من الحزن روزی نہ شد۔ القصہ

(ترجمہ شعر) اے نقد جاں میں آپ کے قدم میں رہوں
کیسے زیبا دیگا کہ میں آپ کا ہادی بنوں

امید رکھتا ہوں کہ دوسری مرتبہ آپ ایسی تکلیف سے مکلف نہیں فرمائیں گے اور آگے بڑھنے کی زحمت نہ دینگے۔

حاصل کلام جتنا کچھ ممکن تھا اور ہو سکتا تھا، بے انتہا عذر پیش کرتے رہے، باوجود آپ کی فریاد فائدہ مند نہ ہوئی۔ مگر با دلِ نخواستہ اپنے والدِ بزرگوار کے آگے قدم رکھے۔ دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو لئے چند قدم جب آپ آگے بڑھے تو اچانک شاہ حیدر پیچھے مُڑ کر دیکھتے ہیں تو اپنے والدِ بزرگوار کو نہ پایا۔ حیران و پریشان ہوئے قلق و اضطراب پیدا ہو گیا۔ (ترجمہ شعر)

کہاں ہیں والدِ امجد کہاں ہیں ؎
میری حالت سے غافل تم کہاں ہیں

آہ و زاری اور رونا چلانا شروع کیا جیسے حضرت یعقوبؑ کی طرح ہائے ہائے یوسف کی آواز بلند کرنے لگے ہائے افسوس اس بے سروسامان کے میدان میں بہت کچھ جزع و فزع کیا لیکن اسکا کوئی اثر و نشان نہیں پایا، نہایت ہی بے چینی کے عالم میں بلبلِ بے گل کی طرح گویا ہوئے۔ (ترجمہ شعر)

اے پروردگار اس مرغ آشیانہ کو قرب دے وہ مجھ سے کہاں ہے اور میں انہیں کہاں ڈھونڈوں اور ٹوٹے ہوئے پاؤں کو کھینچتے ہوئے جستجو کے راہ میں کیسے دوڑ دھوپ کروں یہاں تک کہ ہر گوشہ میں پریشان ہو کر آنسو بہاتے ہوئے دوڑتے رہے اور گریہ و زاری کو اپنے لئے لازم بنا لیا۔

از بسیاریِ گریہ وزاری رضا بقضای
رضینا بقضاء اللہ و آرہ رخت خود
در زیر سایۂ درختے کشید وساعتے
آں جا بحیرت تمام بہ نشست۔ چوں از
نالہائے بسیار قطع راہ دشوار گرفتے بر
وجودِ مبارک والد بود۔ بمجرد کہ زیر سایہ درخت
آمد خوابے برو غلبہ کرد۔ ناگاہ درمیان
خواب دید کہ والدِ بزرگوار پیشِ چشم حاضر
آمدہ دستِ مہروکرم بر سر وروی فرزند آوردہ
میگوید کہ اے فرزندِ سعادتمند' ہے ہے در فراق
من بسے مضطرب شدے تعلل و اضطراب بر
خاطرِ سعادت مآثر خود روا داشتی و در ×
برائت و سوزش گوناگوں افتادے زود برخیز
وعنانِ عزیمت خود را بسوئے مکہ شریفہ
بیاگروردہ بمن درآویز ونقد حیرات وحسرت
از کیسۂ دل بے غل بریز کہ من در مکہ معظمہ
ہستم ؎

اے عاشقِ مشتاق بزودی بشتاب
معشوق نشاں داد و نامش دریاب

وچوں از عالم خواب بعالم بیداری رجعت
فرمودند از شادی تمام کہ چوں زلیخا از نشان
دادن یوسف علیہ السلام در خواب از عالم بیہوشی
وجنونی در ہوش آمد محنت چندیں سالہ ابراحت

لیکن آپ کی چشم مبارک غم کی وجہ سے سفید ہو گئی' القصہ
بہت کچھ گریہ وزاری کے بعد اپنی رضا کو اللہ رب العزۃ
کی خوشنودی پر چھوڑتے ہوئے اپنے سامانِ سفر کو ایک
درخت کے سایہ میں رکھ کر تھوڑی دیر کے لئے وہاں
بیٹھ گئے۔ بے حد رونے اور سفر کی تھکان زیادہ ہونے
کی وجہ سے آپ پر نیند غالب آگئی' کیا دیکھتے ہیں
کہ آپ کے والد بزرگوار آپ کی آنکھوں کے سامنے
کھڑے ہیں اور دستِ شفقت کو اپنے فرزندِ دلبند
کے سر پر پھیرتے ہوئے کہتے ہیں' اے فرزند سعادت
مند' اوہو! تم میری جدائی سے بہت مضطر ہو
گئے اور ہمارے خاطر تم نے خود کو بہت پریشانی
میں ڈالا اور مختلف تکالیف میں مبتلا ہو گئے۔ جلدی
سے اٹھو' اپنی عزیمت کی لگام کو مکہ مکرمہ کی
جانب موڑو اور مجھ سے آکر ملو۔ حیرت
وحسرت کے نقد کو اپنے پاک دل کی تھیلی
سے نکال پھینکو۔ کیونکہ میں مکہ میں ہوں'۔

(ترجمۂ شعر)

اے عاشق مشتاق تو جلدی کرنا'
معشوق نے خود اپنا پتہ تم کو بتایا

جب آپ عالمِ خواب سے بیداری کے عالم میں آئے
تو انتہائی خوشی کے ساتھ جیسا کہ زلیخا یوسف
علیہ السلام کے پتہ دینے سے ہوئی تھیں (یعنی
زلیخا یوسف علیہ السلام کے پتہ دینے سے عالم بیہوشی و

مبدل گردانید مبہوج و مسرور ہماں زماں برخاست چوں مجنون در پے لیلیٰ دراں بادیہ بر ملا شکر حق گویان و وصل محبوب جویان راہ جوئی آں اشرف المواضع شد بقوت ہدایت و خطوہ ولایت آں راہ دور و دراز قلیل المدۃ قطع نمودہ و روزۂ مکہ معظمہ رسید دلے داشت از وصل محبوب ناصبور خواست کہ داخل تحریم امن و آمان شود بحکم من دخلہ کان آمنا از دست فراق نیتی حاصل کند۔ ناگاہ دید کہ انبوہ انبوہِ کثیر الجماعت از حرم شریف خروج نمودہ از درون شہر بیروں می رسیدند از جرأت تمام باخود اندیشہ کرد ایشاں کیانند و ایں جمع جوق کجا می روند و بچہ کار آمدہ بودند، رسم تحیت و تعظیم بجا آوردہ پیش ایشاں شد و از آمدن و رفتن ایشاں سوال کرد۔ شخصے از میاں جواب داد دریں روزہائے تعزیت قرین شخصے کہ در زمرۂ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون بصفت خوشخوئی و خوشگوئی موصوف المسمیٰ بشاہ حسین للازال حسن الوجہ بر حکم یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ رجوع روضۂ

جنونی سے ہوش میں آئیں تھیں اسی طرح آپ کی حالت رہی) کچھ دیر بعد غموں کو راحت و سکون میں بدل کر مسرور و شاداں، اسی وقت اٹھے جیسے مجنوں کی طرح لیلیٰ کے پیچھے اس جنگل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے آپ وصل محبوب کے جویاں ہو کر اس مبارک سرزمین کی جانب روانہ ہوئے۔ قوت ہدایت قدم ولایت کی برکت سے دور دراز مقام کو تھوڑی سی مدت میں طے کر لیا۔ صرف دو دن میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ وصل محبوب کی خواہش میں پیمانۂ صبر لبریز ہوتا گیا۔ آپ نے چاہا کہ حرم مقدس میں داخل ہوں۔ من دخلہ کان آمنا[1] کے حکم سے جدائی سے وصل کی نیت کی۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ بے حساب لوگوں کی جماعتیں حرم شریف سے نکل رہی ہیں اور حرم شریف سے باہر جا رہی ہیں بکمال ہمت اپنے آپ میں یہ غور کیا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں اور کس کام کیلئے جا رہے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے آگے گئے آداب تسلیم کے رسوم کی ادائیگی کے بعد دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے آنے اور جانے کا سبب کیا ہے انکے درمیان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ ایک ایسے شخص کی تعزیت میں کہ جو الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون سے اور صفت خوشخوئی و خوش گوئی سے متصف تھے اور جن کا نام نامی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ہے (آپکے چہرے کا حسن ہمیشہ باقی رہے) یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ[2]

---

[1] جو داخل ہوا حرم میں وہ امن پالیا [2] اے وہ نفس جس نے چین پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

ان للعارفین جنة لیس فیہا حور ولا قصور
فرمود، دفنش در حرم محترم وکفنش از سندس
و استبرق مکرم و ابن سادات عرب واشرف
قوم و رئیسان مکہ کہ می بینی محض از پئے زیارت
او بود، چوں حرف وحشت پذیر در گوش ہوش
انصاف ضمیر رسید ؎

نتواں ازاں بیاں کردن
آنچہ بروے گذشت زاں قصہ
خوں رواں شد ز چشم آں سرور
جائے اشک سفید زاں قصہ
خواب و خور آرام
بر ذاتِ مبارک شد حرام

ز آب دیدۂ او شستہ شد ز لوح تنش رقوم
شادی و آرام و خواب و خور اگرچنداں در مالش
کوشید کہ از ہستی خود بے خبر شد، با ہزار نالہ
و آہ نزدیک مرقد مبارکش رسید و لب لاالباب
مزار پُر انوار آں بزرگوار مقبل و ملثوم ساخت
بادے پر از التہاب و دیدہ پُر آب بتوجہ آں
اولی الالباب الیستادہ شد، ناگاہ آنحضرت
از قبر مبارک ندا در داد، اے فرزند دلبندم
زنہار خود را درچنیں جزع و فزع × صبر و
سکوں راپیش نہاد، خاطر ملکوت ناظر گرداں

مرضیہ کے مطابق ان للعارفین جنة لیس فیہا حور[له]
ولا قصور کی جانب رجوع فرمایا ہے اور آپ کو حرم محترم میں
دفن کیا گیا اور آپکے لئے قیمتی ریشم و حریر سے کفن دیا گیا
یہ سرداران عرب و رؤساء مکہ جن کو تم دیکھ رہے ہو ان کی
زیارت کے لئے آئے ہیں۔ جب یہ وحشت خیز خبر ہوش کے
کان میں پہنچی - (ترجمہ بیت)

جو حادثہ آپ پر گذرا تھا بیان نہیں کر سکتے۔
اسی وقت آپکے آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوئے
اور اس حادثہ کی وجہ سے آنکھیں سفید ہوگئیں اور آپ
نے سونا کھانا اور آرام کرنا اپنے اوپر حرام کرلیا، اور
آنسوؤں کی وجہ سے آپ کا جسم ڈھل گیا۔ خوشی
آرام، نیند اور کھانے کے نشانات مٹ گئے۔ آپنے
بہت کوشش کی کہ اس غم کو بھلا دیں، مگر اپنی ہستی سے
بے خبر ہو کر آہ و نالہ کے ساتھ آپ کے مرقد مبارک
پر پہنچے، اپنے لب مبارک سے اس پُر انوار مزار شریف
کو بوسہ دئے، دلِ پُر سوز اور چشم پُر آب ہوکر
والدِ بزرگوار کے مزار پر کھڑے ہوگئے۔ اچانک قبر
سے والدِ بزرگوار نے آواز دی کہ اے فرزند
دل بند ہرگز اپنے آپ کو ایسی جزع و فزع
میں مشغول مت کرو۔ صبر و سکون کو اختیار
کرو اور اپنے دل کو ملکوت کی جانب متوجہ
کرو۔ گریہ و زاری، گریبان دری تمام

[له] بیشک عارفوں کے لئے ایک جنت ہے۔ اس میں نہ حور ہوں گے نہ قصور، صرف جلوۂ الٰہی۔

وگریہ وتضرع وشق جیوب خدشہ حدود مذہب
ماکہ خاصیم حرام ای فرزند شائستہ ہیچ اندیشہ
مکن وہیچ اندوہ وحزن ازدلِ خود برکن چوں
ایں تقویت سکونت نشان ازاں زبان فصیح
بیان درگوش جان گرفت باز چنداں جزع وفزع
ناملش نکوشید و دست نشست در دامن آہ و
واویلا یاد داشت وبحضورت تمام وتوجہ بسیار
مجد رسوز فیض آثار آں بزرگوارش تا مدۃ دہ
روز بعدہٗ بروز یازدہم کمر عزیمت راہ بست
مقبلا وملثوما باچشم پُر آب وداع قبر
مبارکش نمودہ وچوں بادصبا در دشت
وصحرا میگذشت ودشت بدشت راہ می
نوشت۔ دریں اثنا خیالے در مخیلہ شریفش
راہ یافت کہ راہ جوی بغداد مکرم زادہا اللہ
تعالیٰ شرفا شود وزیارت مرقد منورہ معظم جد
محترم حضرت کعبہ اہل دین سلطان میراں محی الدین
بمدد نا معلوم نماید وبدار فرحت آثار جمیع قرابت
وعشائر فرحتے حاصل کند ازیں قید کلی وعزم
راسخ باندک تکاپوی رایات جاہ جلال خود را
بمیدانِ معرفت نشان بغداد فیض آباد رسانید۔
القصہ نا داخل آں روضۂ رضوان آں
شدہ شرائط تقبیل وتلثیم ولوازمات سجدات و
تعظیم بجا آورد۔ وہر کوئے وبازار خبرے چنیں

مذاہب بالخصوص ہمارے مذہب میں حرام ہیں، اے لائق
فرزند کچھ فکر نہ کرو، غم وحزن کو اپنے دل سے نکال
دو۔ جب صبر وسکون کے تسلی آمیز کلمات اس بزرگ
فصیح اللسان کی زبان سے نکلے تو دل کے کان
میں اُتر گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ نے جزع وفزع
نہیں کیا۔ آہ وواویلا کے دامن میں ہاتھ مارنے سے
باز رہے۔ پوری حضورِ قلبی اور مکمل توجہ کے ساتھ آپ
بزرگوار کی خدمت میں دس روز رہے۔
گیارہویں دن سفر کا ارادہ فرمایا۔ تربت پاک کو
چومتے اور بوسہ دیتے ہوئے بچشم پر آب وداع
کیا اور بادِ صبا کی طرح جنگل وبیابان سے گزرتے
رہے اور دشت بدشت چلتے رہے۔ اس راہ پیمائی
کے درمیان آپ کے خیالِ اقدس میں یہ بات آئی
کہ کیوں نہ بغداد شریف کی جانب جائیں اور حضرت
معظم جد محترم حضرت کعبۂ اہلِ دین سلطان
محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مزارِ پُر انوار کی زیارت
کریں اور فرحت بخش شہر میں تمام رشتہ داروں
اور قبیلہ والوں سے مل کر خوشی حاصل کریں، اس
عزمِ راسخ کے ساتھ تھوڑی سی دوڑ دھوپ میں
پوری شان وشوکت کے ساتھ آپ بغداد فیض
آباد پہنچے۔ حاصلِ کلام حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ
عنہ کے روضۂ پاک میں داخل ہوئے۔ بوسہ وتعظیم و
تکریم بجا لانے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں بغداد کی ہر

انتشار یافت کہ سجادہ نشین برحق و وارث
علی الاستحقاق متاع دینی و دنیاوی حضرت
سلطان میراں محی الدین ابو محمد سید عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ، وارد شاہ رسیدہ چوں روز
براں دوار × دیگر از قدوم میمنت لزوم آں
مخدوم و قوی حاصل شد، ہمہ عرق حسد در جنبش آمد
از باطنی پر از اندیشہ عظیم و ظاہرًا بالوازم تعظیم
ندائے

خوش آمدی خوش مروز آمدنت
ہزار جان گرامی فدائے قدمت

در دادند و ہر یکے نقد تحیر در کیسۂ دل چنیں
انداختند کہ غالبًا رجوع ایشاں دریجا خالی
بمثائے دراز باشد ولکن از عار ایں اندیشہ شاہ را
گاہے پیرامون خاطر شریفش مگر دیدہ درے
مدن بود دراں شرف المواضع غیر از زیارت
و زمین بوسی مرقد شریف جد بزرگوار نبود و زباں
حالش بدیں ترانہ مترنم بود

ششتم دست از ہمہ چیزے کہ در جہاں
مقصود خیز جیب ندارم بد و جہاں

چوں آنشاہ صاحب سریرہ بر ما فی الضمیر خود
اطلاع یافت، ہموں زمان کمر مراجعت بستہ
بر روضۂ متبرکہ آمدہ و ظائف عجز و انکسار
و تسلیم و شرائط تقبیل و تلثیم از روئے

گلی و کوچہ بازار میں یہ خبر اس طریقے سے پھیلی کہ سجادہ
نشین برحق دینی و دنیوی متاع کے مستحق و وارث
حضرت سلطان اولیاء میراں محی الدین ابو محمد سید
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پہنچ گئے ہیں۔ اسی
طرح زمانہ گذرتا گیا۔ اس مبارک شخصیت کی آمد پر سارے
شہر والے واقف ہوگئے۔ مخالفین کی حسد کی رگ پھڑک
اٹھی اور اندر سے بہت خوف کھاتے رہے۔ ظاہری طور
پر تعظیم و تکریم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خوش آمدید، آج
آپ کا آنا بہت اچھا ہے۔ ہزاروں جانیں آپ کے
قدموں پہ فدا و قربان ہیں لیکن ہر ایک شخص پریشانی
کے نقد کو دل کی تھیلی میں اس طریقہ سے ڈالا ہوا تھا
کہ غالبًا اس جگہ سے ان کا لوٹنا بے قراری کا باعث بن
جائے گا۔ پھر بھی حضرت کے دل میں یہ اندیشہ ہوتا تھا
کہ ہمارا یہاں رہنا ان کے لئے بے قراری کا سبب بنا
ہوا ہے۔ مگر آپ کے آنکھوں سے سامنے سارا شہر گھوم
جاتا ہے۔ ایسے مبارک مقام پر آکر جد بزرگوار کے تربت
کی زیارت و قدم بوسی کے بغیر یہاں سے جانا بھی ٹھیک
نہیں ہے تو زبان حال سے اس ترانے کو آپ گن گنانے لگے۔
(ترجمہ شعر) دھو دوں ہاتھوں کو دنیا کے ہر چیزوں سے
میں اپنے گریبان کی بہتری مقصود نہیں رکھتا ہوں اس جہاں سے
جب وہ شاہ صاحب سریرہ دل کی باتوں سے مطلع ہوئے۔ اسی
وقت واپسی کے لئے تیار ہوگئے۔ بعد ازاں روضۂ مبارک
پر تشریف لائے۔ عجز و انکساری سلام و بوسہ دہی کے بعد

تعظیم عظیم بتقدیم رسانیدہ بعد از فاتحہ فتوحی
حاصل کردہ قبر مبارک را وداع کرد واز انجا منازل
منازل قطع راہ می نمود در ہر زمانے و مکانے زہی
نباتِ قدرت الٰہی معائنہ می کرد، ناگاہ دریں
اثنا بہ پایانے رسید بہایت فراخ و درختاں بسیار
بلند شاخ در شاخ و درمیان درختاں درختے
دید بلند و بالا و تنہ اش بغایت سطبر از روئے
تعجب گرداگرد بگردید۔ ناگاہ دریں دیوار تختہ
مربع کہ درمیان چسپانیدہ شدہ شگاف می نمود۔
آنگاہ دست بزور قوۃ کرد۔ چنانکہ در واشد،
سر دروں کرد، جائے دید وسیع چوں سینہ کریماں و
روشن تر از دل عاشقاں و بلند تر از ہمت عارفاں
از انجا نسیم معرفت وزیدن گرفت باز قدم
درپیش نہاد، دید کہ دراں جائے
راحت ہائے صدری از صدر ہای
دار السلام کردہ و فرش مرصع وملون
بروی کشیدہ و براں صدر عالی
قدر ہم سریر خواجہ عالم خاتم
رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نشستہ
وگرد بگردش از چہار یار وے چوں
کواکب لمعان متمکن شدہ وحضرت
قطب الاقطاب سید العشایرہ والاجناب
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

فاتحہ خوانی وغیرہ سے فارغ ہوکر مزار مبارک کو
وداع کرتے ہوئے وہاں سے آپ منزلیں طے
کرتے رہے۔ اثنائے راہ ہر وقت اور ہر جگہ کھیتوں
اور سرسبزیوں کو یعنی قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرتے
رہے، اچانک اس راہ پیمائی کے درمیان ایک
ایسے مقام پر پہنچے جو نہایت ہی کشادہ اور بہت ہی
بلند درختیں شاخ در شاخ ان درختوں کے درمیان
آپ نے ایک درخت کو دیکھا جو بلند و بالا اس کا تنہ نہایت
ہی موٹا تھا تعجب کی وجہ سے آپ اس کے اردگرد گھومنے
لگے۔ اتفاقاً آپ کی نگاہ ایک تختہ مربع پہ پڑی جو درمیان
اس تنہ کے لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اسمیں ایک شگاف محسوس
کیا۔ اسی وقت ہاتھ سے زوردار دھکہ دیا تو ایک دروازہ
کھلا اور اس کے اندر جھانکنے لگے تو ایک جگہ دیکھا اتنا
وسیع جیسے سینہ کریماں اور اتنا روشن جیسے دل عاشقاں
اور اتنا بلند جیسے ہمت عارفاں اور اس جگہ معرفت
کی ہوا چل رہی تھی پھر آپ نے ایک قدم آگے بڑھایا
اور دیکھا کہ اتنی راحت و آرام دہ ہے گویا جنت
دار السلام معلوم ہوا۔ ہیرے و جواہرات سے آراستہ
رنگین فرش بچھایا ہوا تھا جس پہ صدر عالی قدر
لائق وفائق خواجہ عالم خاتم رسل علیہ الصلوٰۃ و
السلام جلوہ افروز تھے اور آپ کے چار یار چمکدار
ستاروں کی طرح آپ کے اطراف واکناف بیٹھے
ہوئے تھے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ

بہ بازوی ایشاں قرار گرفتہ وچوں شاہِ
لولاک باآں تخت نشین صد لولاک
دوچار شد، صدا از صلوٰۃ وسلام برکشید
کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
یا حبیب اللہ وحد المختار ارسلک اللہ
بالرسالۃ والہدایۃ لاہل الضلالۃ وہم
آں سرور وجد خود رسم تحیت وتعظیم بجا
آوردہ جملہ را سلام او گفتند وندائے
احسن یا قرۃ عینا یا در دادند بعد از
ندائے صدائے تحیت وتعظیم درپے ادای
تقبیل وتلثیم شد بوسہائے بسیار بریک
پائے شریف آں مختار را ازانجا پیش جد
خود ولی اکرم حضرت غوث الاعظم شد
بہ ہماں نوع لوازم تعظیم را × بتقدیم رسانیدہ
حسب الفرمان ہمانجا ببازوی مبارک السرور
جائے خود اختیار کرد۔ چوں مجلس آں
فرزند ارجمند بنزدیک آں پدر سربلند
واقع شد جناب نبوت را ازیں معنے آثار
× بر بشرہ مبارک ظاہر شدہ

بعلی گفت یا قوی نسلہ
رجع کل شیئی الی اصلہ

آں گاہ لب مبارک تبسم وا کردہ فرمودہ
حیدر را ادید ان تکلمنا حق استمع آں

ان کے بازو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور غوث پاک رضی
اللہ عنہ آپس میں دونوں آمنے سامنے
ہوئے تو درود وسلام کی صدا بلند ہوئی کہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول
اللہ یا حبیب اللہ وحد المختار ارسلک
اللہ بالرسالۃ والھدایۃ لاھل الضلالۃ
نیز اس سرور اور اپنے جد رسم تحیت تعظیم بجا لائے اور تمام کو اپنا سلام
سنائے۔ حضرات آپنے جد تحیت وسلام بجا لائے تمام کو
اپنا سلام سنائے۔ احسن یا قرۃ عینا یا
کی آواز بلند ہوئی۔ تحیت وتعظیم کے ساتھ
تقبیل وتلثیم میں مشغول ہوگئے اور حضور
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس پہ کئے
بوسے دئے، دراں حالیکہ اپنے جد امجد حضرت غوث
الاعظم اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضور انام
صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو میں ایک جگہ بیٹھ گئے
جب اس فرزند ارجمند کی بیٹھک اس جد بزرگوار
کے بازو واقع ہوئی تو جناب نبوۃ صلی اللہ
علیہ وسلم آپکے چہرۂ مبارک سے تمام احوال وکوائف
سے آگاہی پایا ہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے فرمائے
اے قوی النسل لوٹتی ہے۔ ہر چیز اپنے اصل کی
جانب اسی وقت آپ کے لب مبارک پہ مسکراہٹ
کھیلنے لگی اور فرمائے۔ حیدر سے۔ اے حیدر ہم چاہتے

شاہ عالی مقام بعد از استماع ایں کلام شفقت
پیام زبان بہ الہام فرمود اے جد ذی مجد
امجد الاماجد حاشا ثم حاشا من کیم وکیستم
کہ بے ادبانہ قدم بر جادہ سوال و جواب نہم
و بے حجابانہ گفتہ حکمت اغشہ ترا خوابے دہیم
اے صاحب جمال باکمال بجز خداوند لم یزل و
لا یزال نہم جواب و سوال ترا کئے الیق، و
شایان نیست ولیکن چو حکم فرمودی، پس
تجاوز از فرمان لازم الاذعان تو روا نداشتہ
از تضرع و زاری ہمیں بست بخواہش باز
می کنم کہ ایں دیدہ رمد دیدار فی المشافہ
بے شرائط خواب و خیال از کحل جمال
باکمال تو منور سازم و گاہ بے گاہ در
مجلس شریف باریابندہ باشم
شاہ ایں تعذیر دلپذیر با نصرام
رسانیدہ بامید راسخ سر در پیش افگندہ
نگاہ جوابش از جناب فیض مآب مورد
چناں صادر شد کہ اے فرزند شائستہ خاطر
سعادت مآثر خود ازیں محل جمع دار و دل
شوق منزل ازیں طرف مطمئن گرداں انشاء
اللہ علی حسب المراد آں را از ناظرین بعین
ما باشی و در مجالس ما ہر جا کہ نشینی و
از نشیب و بالا ہر چہ گزینی کسے متعرض خاطر

کہ تم کچھ بولو، یقیناً ہم اسے سنیں گے، جب شاہ
عالی مقام اس کلام شفقت پیام کو سننے
کے بعد فرمایا اے جد ذی مجد امجد الاماجد
حاشا ثم حاشا میں کیا ہوں اور کون ہوں، جو
بے ادبی سے سوال و جواب کے راہ میں قدم
رکھوں تو آپ نے فرمایا حکمت سے بھری ہوئی
ایک خواب دکھاتے ہیں۔ اے صاحب جمال
باکمال خدائے لم یزل ولا یزال، سوال و جواب آپکے
شایان شان نہیں ہے لیکن جب آپ حکم فرماتے ہیں تو
میں اس حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہ آپ کا
فرمان لازم الاذعان جسے تجاوز کر نہیں کرسکتا
تضرع و زاری سے اسی طرح اپنے خواہش کا اظہار
فرماتے رہے۔ اس چشم بے نور کو فی المشافہ بغیر شرائط
خواب و خیال کے آپکے چہرۂ باکمال وجمال سے منور کروں
اور اس مجلس شریف سے باریاب ہو جاؤں۔ اس
عذر دلپذیر کو کہتے ہوئے امید راسخ کے ساتھ آپکے قدموں
پہ سر کو رکھ دئیے تو حضور والا کے جناب میں آپ کا یہ
عذر قابل قبول ہوا اور آپ صلعم نے حکم فرمایا کہ اے
فرزند شائستہ خاطر جمع رکھو اور دل شوق کو یہاں
مطمئن رکھو، انشاء اللہ مراد کے مطابق تم ہمارے
نگاہوں کے سامنے رہوگے۔ جب بھی تم ہمارے مجلس
میں جس جگہ بھی بیٹھو گے کوئی تمہیں اعتراض نہیں
کرینگے۔ پھر شاہ نے عرض کیا۔ اس لطف و کرم کا مسئلہ

سعادت مآثرت نگردد باز شاہ عرض نمود
ایں مسئلہ لطف وکرم کہ در بیان راندے و
وازیں صحیفہ لطف عاطفت کہ از حق من فرو
خواندے از عین بندہ نوازی نشان میدہد
ولیکن اثرش کے بمن ظاہر شود، فرمان شد در
عنقریب الایام × عروس آں مرام وخیال از
رفع حجاب خواب وخیال از میان بتو خواہد کشود
وناظر عین بعین ما باشی وبے ہوشی خواجۂ
عالم ختم کلام بریں نمود شاہ از وداع لبش
مبارک کف پائیش نمود۔ دلدار وعدہ داد
بوصل عزیز خویش ؎ اے دل توشاد باش در
غمہا وداع کن ؎ چوں از انجا بیشتر روانہ
شد تا بعد از مدتے مدید وعہد بعید عزم
زیارت مرقد منورہ جد خود حضرت غوث الاعظم
نمودہ راہ جوئے بغداد معرفت آباد شد وخود
را دراں اشرف المدائن رسانیدہ بزیارت قبر
انور ومرقد اطہر آں غوث بر تر بظاہر وباطن مستفیض
ومستفید گشت۔ الغرض چوں اقارب
وچوں سلسلۂ قادریہ عالیہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین از تشریف شریف اشرف الاقارب
روح الاخوان مطلع شدند۔ ہر ایک را دردزہ
اندیشہ متنوعہ بر دل ایشاں مفتوح شد۔ ہمہ
کس در بحر تفکر گوناگوں غوطہ خوردہ بحاصل

مجھ حقیر پر جو صادر فرمایا عین بندہ نوازی کی نشان
دہی کی ہے۔ لیکن اس کا اثر مجھ پر کب اور کیسے
ظاہر ہوگا۔ حکم عالی ہوا کہ عنقریب چند
دنوں میں یہ دلی مقصد اور خیال کا
رفع حجاب ہوگا اور یہ خواب وخیال کا پردہ
تمہارے درمیان سے اٹھ جائے گا اور تم
ہمارے نگاہوں کے سامنے رہوگے۔ خواجۂ عالم
کی بے ہوشی انہیں باتوں پر ختم ہوئی اور
آپ وداع کے وقت اپنے لب مبارک کو
آپ کے قدموں پر رکھ لئے دلدار نے اپنے ساتھ وصل
عزیز کا وعدہ کیا ہے۔ اے دل تو خوش ہو
جا اور داغ غم والم کو وداع کرلے۔ اس کے
بعد آپ وہاں سے تیزی کے ساتھ روانہ
ہوئے۔ مدت مدید کے گذر جانے کے بعد حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مرقد منورہ
کے زیارت کا ارادہ کیا۔ اور راستہ ڈھونڈتے
ہوئے بغداد معرفت آباد میں اپنے آپ کو پہنچا
لیا بعد ازاں زیارت قبر انور ومرقد اطہر غوث
پاک سے ظاہری وباطنی حیثیت سے مستفیض ومستفید
ہوئے الغرض جب سلسلۂ قادریہ عالیہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین میں سے جو رشتہ دار تھے آپکی تشریف
آوری سے مطلع ہوئے ہر ایک کو اپنے اپنے دل میں ایک
قسم کا اندیشہ ظاہر ہوا ہر ایک تفکرات کے دریا

وکمالِ لا طائل چناں برد ند کہ بکرات ومرات
اعادہ و ارجاع وارث علی الاستحقاق دریںجا
غیر از طلب وراثت و ریاست نباشد' ازیں نوع
چوں در فکر دور و دراز دارد ظاہر ابا رسم
تقویت و مواخاۃ و باطنی بے علارا و مواساۃ
صدائے تہنیت و مبارکبادی درداد ند و چوں
شاہ صاف دل بر ما فی الضمیر آں وارثان
مطلع شد روزی از روزہا نزدیک روضہٗ
متبرکہ شریفہ استادہ ندا درداد کہ اے قرابات و
خویش ازمن عناکیش از طمع میندیشش

ما عاشقیم و ترک ریاست و سروری
کردیم جملہ گرچہ بمیراث برحقیم

الحق سجادہ نشین مطلق و وارث الیق
و مستحق آں محبوب برحق ربانی ماییم باجود وجود
پیر خود ہم ہیچ یکے از برادران نمی سزد کہ دست
تصرف بر املاک و اقمشہ و امتاع ایشاں و ہر
چہ متعلق روضہ منورہ ہست دراز کشد و اگر
می خواہند کہ دست از املاک باز دارم و بالکل
حرف و حکایت وراثت از لوح دل و از
نوک زبان پر دارم پس بشما امرے می
فرمائیم اگر شما وارث بنا ہاں متفق اللفظ
و المعنی ماسوا ماشدہ عجبے نیست کہ ایں کار
از قوۃ بفعل بیاید و آں آنست کہ تا چہل روز

ہیں قسم قسم کے غوطے لگا تا رہا۔ آخر یہ سب بے حاصل
اور کمال لا طائل رہے کہ کہیں اس وارث علی الاستحقاق
کی آمد ریاست و وراثت کے طلب میں تو نہیں ہوگا
اسی فکر میں ڈوبے ہوئے رہے اور ظاہری طور
پر بھائی چارگی اور ہمدردی کا اظہار کرتے رہے
تہنیت و مبارکبادی کی آواز بلند کرتے رہے
جب شاہ صاف دل ان وارثوں کے دلوں کی
باتوں سے مطلع ہوئے تو ایک روز انہیں دلوں سے
روضۂ متبرکہ کے قریب کھڑے ہوکر یہ ندا دی
کہ اے رشتہ دار والے اپنے بھائیو، مجھ سے بے پرواہ رہو
اور میرے آنے سے کوئی فکر نہ کرو۔ (ترجمہ اشعار)
ہم خدا کے عاشق ہیں ریاست اور سرداری کو چھوڑ چکے
ہیں، اگرچہ کہ باعتبار میراث کے ہم بھی حقدار ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ حضرت محبوب ربانی کے سجادہ
نشین اور مستحق وراثت ہم ہی ہیں اور میں اپنے پیر و مرشد
کے ساتھ ہوں۔ بھائیوں میں سے کسی کو یہ لائق
نہیں کہ آپ کے مال و متاع اور ہر اس چیز پر جو
روضۂ پاک سے متعلق ہے دست تصرف دراز کریں اگر
آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان معاملات سے دست
بردار ہو جاؤں، صدق دل و صدق زبان ہو
کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں، اگر تم لوگ ظاہری
و معنوی حیثیت سے ساتھ دیں تو کوئی عجب نہیں
کہ یہ کام قوت ارادی سے پورا ہو جائے۔ وہ یہ ہے

روضۂ منورہ جدم را چناں بر من بگذارند
کہ ہیچ احدے از وارثان و سجادہ نشینان
و مریدان و معتقدان و خادمان و مجاوران
دریں مدت معلوم خود را داخل آں خیر المکاں
نیاید کرد بلکہ ہیچ جاروب کشے بخدمت جاروب
کشی و چراغ افروزی خود را اگرد او نباید
آورد۔ نئے نئے چراغ خاندان آں شاہ ملک
ملکوت و ایں روضۂ متبرکہ لطیف و من دخلہ
کان اٰمنا موصوف ہست منم و آنجا کہ من باشم
چہ حاجت ہست بروشنی چراغ دیگر، چوں وارثان
بسبب ایں نکتہ ترغیب ازاں مظہر نکات عجب
استماع فرمودند، چوں ایں کار در نظر ایشاں
ہر چند آں دشوار نمی نمود ہمہ یکدل و
یک زبان مامور امر عظیم القدر آں سرور بلند
قدر شدہ کلید روضۂ منورہ بتفویض آں
سرور نمودند و دخل او را رضا دادند و بعد ازاں
از چہار طرف سد دروازہ نمودہ آں سید الاولیاءؒ
داخل آں مضجع شریف شد و چناں سدِ دروازہ
نمود ہیچ یکے از جاروب کشاں و خادماں را
بلکہ مور و مگس را مجال دخل شدن نبود بہ
احوالِ او بجز خدائے عزوجل و حضرت محی الدین
غوث اکمل کسے را اطلاع نبود۔ قومے از
سکان و وطان بغداد خیر البلاد را عادتے

کہ چالیس روز تک میرے جد محترم کے روضۂ منورہ میں
مجھے اسی طرح چھوڑ دیا جائے اور کوئی بھی وارثین
سجادہ نشین، مریدین اور معتقدین، خادمین
اور مجاوروں میں سے مدت معینہ تک اس مقدس
مقام یعنی روضۂ اقدس کے اندر داخل نہ ہوں
یہاں تک کہ کوئی جاروب کش اور چراغ لگانے
والا بھی اس کے آس پاس نہ آئے، کیونکہ میں خود
شاہ ذی جاہ کے خاندان کا چراغ ہوں۔ یہ روضۂ
متبرکہ جو من دخلہ کان اٰمنا کا مصداق ہے۔ اس
کے لئے میں کافی ہوں اور جس جگہ میں رہوں اس
جگہ دوسرے چراغوں کی ضرورت کیا ہے۔ جب وارثوں
نے اس عمدہ نکتہ کو جو اس مظہر نکات سے ظاہر
ہوئے تھے سنا تو یہ کام ان کے نگاہوں میں
دشوار ثابت نہ ہوا، تو تمام نے ایک دل و
ایک زبان ہو کر اس امر عظیم کو جیسا کہ اس عالی مرتبت
نے فرمایا تھا عمل کیا اور روضۂ مبارک کی کنجی حضرت
کے حوالے کر دی اور آپکو داخل ہونے کی اجازت
دے دی۔ اس کے بعد چاروں طرف سے دروازے بند
کر دئے گئے۔ دروازے اسطرح بند کر دئے گئے کہ کوئی خادم
یا جاروب کش بلکہ مکھی چیونٹی تک اندر داخل ہونے
کی طاقت و مجال نہیں رکھتی تھی۔ آپ کے احوال پر سوائے
خدائے بزرگ و برتر اور حضرت محی الدین غوث
الاعظم کے کوئی مطلع نہ تھا۔ بغداد شریف ہی میں

معہود چناں بود کہ چوں پگاہ از ملک بے خودی
کہ عبارت از خواب است بعالم باخودی، کہ
کنایت از بیداری است می رسیدند ہموں
وقت تجدید وضو بتقدیم رسانیدہ با دل بار خود
را داخل حریم روضۂ منورہ می کردند وبعد از
ادائے لوازم تقبیل و تلثیم مرقد مطہر نماز فجر
گذاردہ بہ نزدیک کار خود می شدند وغیر از
تقبیل و تلثیم مزار فیض آثار آں سرور ہیچ
کارے مقدم نمی داشتند تا بحدیکہ از خوردنی
ونوشیدنی باز می بودند وچوں آں سید الاولیأ
داخل آں روضہ رحمت آباد شدند ایشاں از آں
کار مانع شدند واز آں سعادت عظمیٰ محروم ماندند
ہمہ ترک خوردنی ونوشیدنی وکار وکسب گرفتند
ومدت موعود آں سرور را منتظر می بودند الغرض
مدت معلوم بسر آمد ونہایت انجامید ناگاہ روز چہلم
ندائے از عالمِ غیب قرع سمع شریفش شد
کہ اے فرزند برگزیدہ ومحبوب پسندیدہ چوں علی
زعم برادران خود مدت معلوم بسر رسانیدی وظیفہ
سعادت ابدی آنکہ بخیر وسعادت وبرافاضت
ظاہری وباطنی قدم بیروں نہی واز مدت چہل روز
معتقدان خاص ماپے تقبیل وتلثیم قبر منورم
ترک آب وطعام کردہ اند بگذار تا ایشاں
بسعادت عظمیٰ برسند کہ از جوع وتشنگی
جاں بلب رسیدہ اند۔ شاہ ذیجاہ بعد از استماع

رہنے والوں میں سے ایک جماعت کی یہ عادت تھی، کہ
صبح سویرے نیند سے بیدار ہوکر درگاہ شریف پہ
حاضری دینے کے لئے چلے آتے تھے۔ اور جوق در
جوق ایک دوسرے سے پہل کرتے ہوئے روضۂ
مبارک میں داخل ہوتے اور ادائے لوازم بوسہ
دہی وغیرہ سے فارغ ہوکر نماز فجر ادا کرتے پھر
اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ یہ لوگ
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کے مزار شریف
کو چومنے سے پہلے کسی کام کو مقدم نہیں کرتے تھے
یہاں تک کہ کھانے پینے سے بھی رُکے رہتے تھے۔ جب
سے حضرت مزار پُرانوار میں داخل ہوئے تھے اُن
لوگوں کو اندر داخل ہونے سے روک دیا تھا اور
یہ لوگ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہو گئے تھے، تمام
لوگ کھانا پینا چھوڑ کر حضرت نے جو وقت مقرر کیا
تھا اسکا انتظار کرتے رہے۔ الغرض مدت معینہ ختم ہوئی۔
اچانک چالیسویں روز عالمِ غیب سے ایک ندا سنائی
دی کہ اے فرزند برگزیدہ ومحبوب پسندیدہ، جب
اپنے بھائیوں کی اجازت کے مطابق مدت معینہ کو تمام
کئے اور سعادت ابدی کا کام سرانجام دئے اور
بہتری اور نیک بختی ظاہری وباطنی فیوضات کو
حاصل کر لئے ہو۔ اب باہر جاؤ کیونکہ چالیس دن سے
ہمارے خاص معتقدین قبر منور کی تقبیل وتلثیم کے
واسطے کھانا پینا ترک کئے ہوئے منتظر ہیں۔ اب جاؤ تاکہ
یہ لوگ سعادت عظمیٰ حاصل کریں۔ بھوک پیاس سے یہ لوگ

این ندا عرض رسانید کہ ای تاج رئیس الاقطاب
و اے برگزیدۂ خدا ؎

خدا تختِ کرامت چوں بنشانید
زفیضِ دامن بدور عالم افشانید
از کمال کرامت وحکمت ومرحمت کہ درحق داری
حکم عالی جہاں صادر فرمودے
ولدا حیدرا افادت یار
قدم از روضۂ ام بیروں بردار
آرے چوں بندۂ محکوم حکم تست
بصد جان و دل ، ولے
بیروں چگونہ نشد ہیچ حاصلے
مقصود اصل خود کہ بدل داشتم عزیز
از کائنات ملک دوعالم وجملہ حدوآں نیتے
کہ منوی دل وعزمے کہ مضمر ضمیر بندہ است
ہمہ درخدمتِ پیر مرحمت ظاہر است میخواہم کہ
بداں نیت عزیز مکرم کردم باز ندا آمد اے فرزند
دلبند آں نیت رویت عین بعین کہ در دل می
داری از اول روزے وکرامت سجادہ نشین
خود کردیم باز چہ شاہ جواب داد کہ اے جدِّ
بزرگوار چوں ایں بندۂ خدمت گار ترک ریاست
وراثت کردم، پس کئی سجادہ نشین باشم و
این دولت عظمی کہ اعظم مآرب دینی ودنیوی است
چگونہ شایم باز جواب فرمود اے سرور سعادت
انتمائے من از اول وآخر بر خاندان شما ختم کردیم۔

جاں بلب ہوگئے ہیں۔ شاہ ذیجاہ نے اس آواز کو سننے کے بعد عرض کیا کہ اے تاج رئیس الاقطاب و اے برگزیدۂ خدا (؎ ترجمۂ شعر) خدائے تعالیٰ نے آپ کو جب سے تختِ کرامت پر بٹھایا ہے اہل عالم آپکے فیوضات وبرکات سے اپنا دامن بھرے ہیں کیونکہ آپ بزرگی بخشش اور شفقت کے پیکر ہیں۔ آپ بزرگوار نے حکم صادر فرمایا۔ اے فرزند حیدر! اپنے محبوب کے فائدے کے لئے محبوب کے روضہ سے قدم باہر رکھو۔ یہ سننا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا ہاں یہ غلام تو آپ کا محکوم ہے۔ بصد دل و جان قبول کرتا ہے، لیکن کیسے باہر جاؤں جب کہ کوئی چیز حاصل نہیں ہوی ہے۔ کیونکہ اصل مقصد کو اپنے دل میں عزیز رکھتا ہوں۔ ایسا مقصد جو ساری کائنات اور دونوں جہان سے پیارا ہے۔ میں ایسی نیت کیا ہوں اور ایسا عزم صمیم دل میں پوشیدہ رکھتا ہوں جو کہ حضرت فیض اقدس پہ ظاہر ہے اور چاہتا ہوں کہ اس نیت عزیز کو شرف قبول تک پہنچاؤں۔ پھر ندا آئی اے فرزند دلبند! تمہاری اس نیت وارادے کو جو تم دل میں رکھتے ہو پہلے دن ہی ہم جان گئے اور اپنی سجادگی کے مسند کو تمہارے حوالے کرتے ہیں۔ پھر شاہ نے جواب دیا کہ اے جد بزرگوار جب یہ بندہ ریاست و وراثت کے خدمتگاری کو ترک کردیا ہے تو پھر کیسے سجادگی اختیار کرے اور یہ دولتِ عظمیٰ دینی اور دنیوی حیثیت سے بہت عظیم ہے اور جس کا میں کیسے مستحق ہوسکتا ہوں پھر جواب میں فرمایا کہ اے سرفراز

وچوں من بتو ایثار ایں نعمت کردم وتو ایشاں
را از دل عنا منزل خود بخشیدی پس ہر جا
کہ باشی باش و بر ہر کہ ایثار می کنی بکن
بحقیقت جان نسبتے ما بر تو ختم کردیم وچوں
ایزد جل جلالہ مرا محبوب خود از جملہ اولیاء
اولوالالباب امتیاز بخشید ہمچناں من ترا
محبوب خود از فرزندان دیگر برگزیدم ومن
بعد ہر چیز یکہ از درگاہ ما درخواست کنی
وہر عزمے ونیتے کہ بحصول آں خواہش
نمائی آں ہمہ ہر جا ست وہمہ حاصل تراست
شاہ را ازیں نور آثار بشاشت بر بشرۂ
مبارک ظاہر شد عرض داشت اے غوث
برتر ولے محبوب اللہ اکبر ایں چنیں عنایات
بے نہایت در حق بندہ تراست باز پس
چنیں حجاب چراست چوں ایں تقریر دلپذیر
بعرض آں سلطان ولایت قدرت ان اللہ
علی کل شیئ قدیر رسانید، ہموں وقت
حجابے کہ بہ درمیان دور شد و دیدار محبوب
میسر در شد و عین بعین مقابل رویش
استاد بالبیہ ہمو لبہا شد ہم کلام شد
حیدرا ہمیں نوع عین بعین مقابل چشم چہ
نور من باشی وایں عین بعین من لعن در
خاندان تو حتی الآن عنا فرمودیم الغرض شاہ

سعادت ہم اس عہدے کو تمہارے خاندان کے اول
وآخر فرد پر ختم کر دئے ہیں۔ ہم تو تمہیں یہ عہدہ عطا کرتے
ہیں اور تم اپنے مستغنی دل سے ان لوگوں کو بخشش
رہے ہیں، خیر تم جہاں رہنا چاہتے ہو رہو اور تم جس
کسی پر اس عہدے کو ایثار کرنا چاہتے ہو کرو لیکن ہم
بدل وجان اپنی نسبت کو تم پہ ختم کرتے ہیں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا محبوب بنا کر اپنے تمام دوستوں میں
امتیازی مرتبہ بخشا ہے، اسی طرح میں تم کو اپنا مطلوب
بناتے ہوئے اپنے تمام فرزندوں میں تمہیں منتخب کر لیا
ہوں اور جو چیز بھی ہمارے درگاہ سے تم چاہو گے یا
کوئی ارادہ یا نیت اپنی اغراض کے حصول میں کرو گے،
تو وہ ہر جگہ تمہیں حاصل ہوگی۔ یہ بات سن کر آپ کے
چہرۂ مبارک پر ایک چمک وبشاشت ظاہر ہوئی پھر
عرض کیا اے غوث برتر محبوب اللہ اکبر، جب اس
بندے پر آپ نے اس طرح کی عنایتیں کی ہیں تو پھر یہ پردہ
وحجاب کی کیا ضرورت ہے۔ جب یہ دلپذیر باتیں
سنیں فوراً ہی دونوں کے درمیان جو پردہ تھا وہ دور
ہو گیا۔ محبوب کے دیدار سے آپ کا دل باغ باغ ہو گیا
اور روبرو کھڑے ہو گئے۔ اور اپنی زبان فیض ترجمان
سے فرمایا اے حیدر اسی طرح تم ہمیشہ میرے آنکھوں کے سامنے
رہو گے۔ اس سلسلے کو تمہارے خاندان میں اب تک عطا
کئے ہیں۔

الغرض شاہ کو علم ظاہری وباطنی سے

را از علم ظاہری و باطنی معزز و مکرم ساخت
و شیرینی از فیض سرمدی در کامش ریخت
و بر سرش افسر کرامت بنہاد و در برش خلعت
تفاخر و مباہات درداد و عنوان حال او را بتوقیع
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم
یحزنون موقع گردانید پس بوسہ چند بسر ریش
داد و شاہ ساعتے سر مبارک خود بر پائے مبارک
آں سرور نہاد، بعد ازاں آں ثانی حیدر کرار
ازاں دار و دیار قدم بیروں نہاد و ندائے بلند
چنیں درداد اے قرابت و یگانہ و اے خویش و بیگانہ

؎ کہ ازیں روضہ بلند و برتر
آنچہ اصل است می برد حیدر

و ہر چہ غیر اصل است بشما بگذاشت و اگر
شما عقل و ہوش می دارید او را ازیں جا بگذارید
و محکم نگاہ دارید القصہ چند روز بایں ندا
در ہمہ کوئے و بازار بغداد خیر البلاد فیض آباد
آں قصہ منادی شد و ازانجا باز عزم سفر را مصمم
کرد طیار، بعد ازاں دیار قدم بیروں نہاد و در
ہر زمانے و مکانے از تعجب و عجائبات و غرائبات
دو رانی میدید و در فضائے بر و بحر کہ ہر آئینہ
ہیچ افراد بنی آدم دراں جا نرسیدہ بلکہ از گوش
نشنیدہ رخت خود می کشید و عجائب متنوعہ
و غرائب گوناگوں معائنہ و ملاحظہ می فرمود،

معزز و مکرم کیا۔ فیض سرمدی کی مٹھاس سے
آپ کے حلق میں ڈالا۔ آپ کے سر پہ تاج کرامت اور
آپ کے تن مبارک پہ خلعت فاخرہ کو رکھا اور آپ
کے عنوان حال کو (الا ان اولیاء اللہ لا
خوف علیہم ولا ھم یحزنون) کا مصداق
بنایا اس کے بعد آپ کے چہرہ اور پیشانی پر
چند بوسے دئے اور آپ نے اپنے سر مبارک کو سردار
اولیاء کے قدموں پہ تھوڑی دیر کے لئے رکھا بعد
ازاں یہ حیدر کرار ثانی اس پاک مقام سے اپنا قدم
باہر رکھا اور بلند آواز سے فرمایا اے میرے خویش
و اقارب اے میرے اپنے اور پرائے یہ تمہارا حیدر
اس درگاہ عالی سے جو کچھ اصل ہے لئے جا رہا ہے اور
جو بے اصل ہے تمہارے لئے چھوڑ دیا ہے، اگر تم لوگ
عقل و ہوش رکھتے ہو تو اس کو اس جگہ چھوڑ دو اور
اس کی حفاظت کرو۔ القصہ چند دنوں تک بغداد
فیض آباد کے گلی کوچہ میں ایسی ہی ندا کرتے رہے
پھر وہاں سے سفر کا مصمم ارادہ کیا تیار ہو کر بغداد
شریف سے نکلے۔ اثنائے سفر میں ہر وقت ہر جگہ
مختلف قسم کے عجائبات و غرائبات کا مشاہدہ فرمایا۔
خشکی و تری کے تمام راستے جہاں آج تک بنی آدم
میں سے کسی کا گذر نہیں ہوا۔ بلکہ کان تک نہیں سنے
ان مقامات سے آپ گذرتے رہے، ان قسم قسم
کے عجائبات و غرائبات جن کا آپ نے مشاہدہ و معائنہ

ازانجملہ بلکہ عشرِ عشیرے و نصر نصیبرے ازاں بطریق تیمناً و تبرکاً بر حکم سید الخاص و العام شاہ عالی مقام سیدنا و مولانا حضرت شاہ درویش بروفق طبع در قلم آورد، امید از درگاہِ عالی آنحضرت چناں میدارد کہ نظر بر عبارتِ پُر خسارت ایں بے بضاعتہ نہ نہند، عجائب و خوارقات را در نظر آرند۔

فرمایا۔ اس کا عشر عشیر سید خاص و عام شاہ عالی مقام سیدنا و مولانا حضرت شاہ درویشؒ کے حکم پر حسب طبع قلمبند کیا۔ آپ بزرگوار کی بارگاہِ عالی سے بندۂ بے بضاعت اُمید وار ہے کہ اس عبارتِ پرُ خسارت پر توجہ نہ فرماتے ہوئے عجائبات و خوارقات کو مرکز نظر بنائیں گے۔

الحمدللہ "خوارق حیدریہ" کی تمہید پایۂ تکمیل کو پہنچی انشاءاللہ آئندہ سال اس کی دوسری قسط جو خوارقات پر مشتمل ہے لیکر بزم اللطیف میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کروں گا۔

وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارق حیدریہ

ترجمہ
از
افضل العلماء جناب مولوی
پی محمد ابوبکر صاحب ملیباری قمری
استاذ دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور
قدس سرہٗ العزیز

الحمد للہ والمنہ ایک نادر و نایاب کتاب "خوارق حیدریہ" کی دوسری قسط جو پہلے اور دوسرے خرقہ پر مشتمل ہے مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے، مذکورہ کتاب مستطاب حضرت مولانا سید شاہ حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری قدس سرہ العزیز کے حیرت انگیز و ولولہ انگیز خوارق پر مشتمل ہے جو شروع سے آخر تک دلچسپ و مؤثر اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے انشاء اللہ "خوارق حیدریہ" کے خرقے سلسلہ وار آئندہ قسطوں میں ھدیۂ ناظرین ہوتے رہیں گے۔

پی۔ محمد ابوبکر ملیباری قمری

روایت ہمائے نشر پرواز اندیشۂ آں شاہ سرفراز در فضائے خاطر پاک و دل ادراک چناں پر و بال زدنی گرفت کہ ایں زمانہ ہست ناہنجار و دوریست ناساز گار، اغلب مردان دروں خود را از جادہ طلبی و حق شناسی دُور اندر ورطۂ طلب الدنیا جیفة وطالبها کلاب افتادہ اندیشہ دریغ باشد کہ حیدر اوقات عزیز خود را درمیان ایں ناکساں ضائع کند۔ و از طعام و شراب ایشاں بکار برد، بمقالات بے ہودہ ولایعنی ایشاں مشغول باشد۔ پس ہماں بہتر کہ رخت در گوشۂ کہ در انجا ہیچ نشانے از آدمی و آدمی زادگان یافتہ نشود و بردہ نفس را از طعام و شراب و نعمتہائے شک آمیز بکلی باز دارد و چندروز خوردنی و نوشیدنی او را مغلوب کند

روایت ہے کہ شاہ سرفراز کی فکر ہُما پرواز نے ضمیر و دل کی فضائے بسیط میں اپنے بال و پر کو یوں مارنا شروع کیا کہ یہ زمانہ خراب اور وقت ناساز گار ہے۔ اکثر و بیشتر لوگ اپنے قلب و باطن کو تلاش راہِ حق اور خدا شناسی سے دُور کرتے ہوئے مُردار دنیا کی محبّت کے بھنور میں غرق کردیے ہیں، حیدر کے لئے افسوس کی بات ہوگی کہ وہ بھی اپنے عزیز اوقات کو ان ناکسوں کے درمیان ضائع کرے اور ان کے کھانے پینے کی اشیاء کو استعمال کرے اور ان کی بیہودہ و لایعنی گفتگو میں مشغول رہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ کسی ایسے مقام کا سفر اختیار کیا جائے کہ جہاں آدمی اور آدم زاد نہ ہو۔ وہاں جاکر نفس کو کھانے، پینے اور مشکوک نعمتوں سے پوری طرح باز رکھا جائے چند دن تک کچھ نہ کھانا اور پینا اس کو مغلوب کرکے رکھ

او ہمیں اندیشۂ قطع راہ کردن گرفت، دریں اثنأ درختے دید درمیان بادیہ ضرر و دراز کہ بداں صفت موصوف بود بلند و بالا راست قد کہ شاخش بالائے چرخ بریں و بیخش برسر شاخ گاؤ زمین بجستی کہ طول و عرض شاخ و تنہ آواز و رع افزوں و بالائے آں جائے وسیع و فراغ و موزوں۔ شاہ را از آں جائے وسیع بغایت خوش آمد از یں عزم و عہد بالائے درخت سوار شد و گوشہ آں بر یک شاخے ماوا و مسکن خود اختیار فرمود و لوح دل پاک را از اندیشۂ ماسوی المحبوب محو کرد، بفراغت و جمعیت تمام در انجا نشست۔ چوں چند بریں برآمد ناگاہ آواز پر زدن جانورے در گوشش رسید، نظر بالا کرد دید در ہوائے مرغ عظیم و جسیم در طیرانست و در چنگل او حمل گراں بار بود کہ از جامہ سفید مربع و عقد محکم بر وزدہ و در چنگل دیگر مشکے پُر آب آویختہ شدہ، ناگاہ بر شابے پر زدن گرفت و خود را در خدمت آنسرور رسانید و آں حمل گراں بار و مُشکے پُر آب پیش آں حضرت رہا کرد و باز از انجا پریدن آغاز کرد۔ شاہ ذیجاہ از دست مبارک چوں آں عقد حمل مذکور باز کرد، دید کہ در و قند اعلیٰ و سپید و کباب بریاں و دانہائے ارز بریاں کہ بھندی بھوا می گویند موجود ست

دیگا۔ آپ اسی خیال میں راہ طے کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ اسی اثناء بیچ جنگل میں ایک بہت بڑا درخت دکھائی دیا جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور جڑ تحت الثریٰ تک پہنچی ہوی تھیں۔ اس کا طول و عرض اور اس کا تنہ و شاخ پھیلے ہوے تھے۔ اس کے اوپر ایک وسیع کشادہ اور موزوں و مناسب جگہ تھی۔ حضرت کو وہ کشادہ جگہ بہت اچھی اور بھلی معلوم ہوی۔ اسی عزم دارادہ کے ساتھ درخت پر چڑھ گئے اور ایک گوشۂ شاخ میں اپنا مسکن بنالیا اور قلب مقدس کی تختی سے ماسوائے محبوب کے خیال کو مٹاتے ہوے فراغت و جمعیت خاطر کے ساتھ وہاں بیٹھ گئے۔ جوں ہی تھوڑی دیر گذری آپ کے کان میں کسی جانور کے پر مارنے کی آواز سنائی دی اُوپر نظر کی تو دیکھا کہ ایک بڑا جسیم پرندہ فضا میں پرواز کر رہا ہے۔ اس کے ایک چنگل میں سفید کپڑے میں لپیٹی ہوی اور گھاٹی لگی ہوی چوکونی گٹھڑی ہے اور دوسرے چنگل میں پانی سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ لٹک رہا ہے۔ پھر اچانک اس پرندے نے زور زور سے اپنے پروں کو حرکت دینا شروع کیا اور پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ اور وزن دار گٹھری کو حضرت کی خدمت میں لاکر رکھتے ہوے وہاں سے اڑ گیا۔ شاہِ ذی جاہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس گٹھری کی گرہ کھولی اور دیکھا کہ اس میں اعلیٰ قسم کی سفید مصری، تلے ہوے کباب اور تلے ہوے چاول کے دانے جسکو بھندی میں "بھوا"

از دل الیقین منزل معلوم فرمود کہ ایں از کجا آمد،
پس تناول کردن گرفت و بعد از تناول آبے، کہ
دراں مشک بود نوش کرد۔ آبے یافت بغایت بامزہ
و شیریں بلکہ آبے بود از جوئے بار فیہا انہار
من ماء غیر آسن، پس شکر حق بجا آورد و
اندیشہ کرد کہ حیدر چند روز بر سر ایں درخت
دریں بادیہ کہ ہیچ نشان افراد آدمی و آدمیاں نیابد
و از طعام و شراب بکلی احتراز نماید، نشستہ نفس
را ادبے نماید و رام کند فاما حق تعالیٰ نمی خواہد، کہ
حیدر بایں تکلیف مکلف شود۔ پس یقین است کہ چند روز
دریں جا اقامت کنم۔ وقت بوقت قسمت ما بدیں منوال
دریں حال خواہد فرستاد و بطریق وظیفہ و معتادہ
ہر روز فراموش نخواہد کرد۔ پس ایں روش ہم از
قاعدۂ توکل دور است بجرد اندیشہ از انجا برخاست و
بسر زمین قدم در پیش نہاد۔

کہتے ہیں موجود ہیں۔ آپ نے یقین قلب کے ساتھ جان لیا کہ
یہ چیزیں کہاں سے آئی ہیں۔ لہٰذا اس کو کھانا شروع کیا۔
تناول طعام کے بعد مشکیزہ کے پانی کو نوش فرمایا جس کو آپ
نے بہت ہی مزیدار اور میٹھا پانی محسوس کیا۔ گویا وہ باغ
جنّت کی میٹھی نہر کا پانی تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا بے انتہا
شکر بجا لایا اور غور کرنا شروع کیا کہ حیدر تو اس جنگل و
بیابان میں، جہاں انسانوں کا نام و نشان تک نہیں ہے
اس درخت پر بیٹھکر کچھ دن کے لئے پوری طرح کھانے پینے
سے پرہیز کرتے ہوئے نفس کو مطیع اور ادب سکھانا چاہتا ہے
لیکن حقتعالیٰ انہیں چاہتا ہے کہ حیدر کو ایسی تکلیف سے دوچار
کرے۔ یہ یقین ہے کہ اگر چند دن اسی جگہ قیام کروں تو وقتاً
فوقتاً میرا حصہ اسی طرح اس حال میں آتا رہے گا اور حسب عادت
اللہ تعالیٰ کسی دن فراموش نہیں کریگا۔ یہ روش اصول توکل
کے خلاف ہے۔ اتنا خیال آنا ہی تھا کہ اس جگہ سے اٹھے
اور زمین پر اُتر آئے۔

بقیۂ صفحہ ۴۶

وہ داستاں جو امانت ہے دل کے داغوں میں — کہوں تو چاند ستاروں کو نیند آجائے

یہ چند کلمات اگر ایک طرف عظمت رسول ؐ کو اجاگر کرتے ہیں تو دوسری طرف اکتساب فیض کی دعوت بھی دے رہے ہیں۔ اس لئے کہ خدا کی معرفت اسی نور کی روشنی میں ممکن ہے۔ خدا کی مستند تعریف وہی ہے، جو اس کے رسول نے بیان فرمائی۔ رسول کا تصور خدا ہر لغزش سے پاک ہے۔ آفتاب رسالت سے ہٹ کر صراط مستقیم کی تلاش عبث و بیکار ہے۔ خدا ہمیں اس نور کی شعاعوں سے فیضیاب کرے۔ آمین

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ کر — ترے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا خرقہ شاہ بزرگوار کا ایک ندی کے کنارے پہنچنا، جہاں ماہی گیر مچھلی پکڑ رہے تھے- آپ کا ان سے مچھلی طلب کرنا اور ان ماہی گیروں کا آپ کو مچھلی نہ دینا، جس پر آپ کا غصہ میں آجانا

روزے آں بدر سریع السیر در اثنائے سیر بجوی رسید کہ آبش از صفا رشک آئینہ چیں و در شیرینی ہم چوں چشمۂ عین و بر لب آں دید کہ چند افراد ماہی گیران دام دراں انداختہ صید ماہی میکنند و دام پر ماہی کشاں کشاں بدر می آرند- قضا را شاہ را گرسنگی غالب بود- پیش ایشاں رفت و طلب ماہی نمود- ہمہ جواب دادند کہ ای درویش ساعتی صبر کن کہ ایں بار دام در آب می اندازیم- از قسمت تو ہر چہ کہ در دام بیاید بہ تمام و کمال ترا عاید باشد ہمہ پیش کش خدمت عالی تو نمائیم- چوں شاہ بشنیدن ایں تقریر قبول فرمود صیاد دام مالا مال و لبالب ہزار ماہیان خورد و بزرگ بیروں آورد- شاہ برپائے خواست و قسمت خویش از و درخواست- صیاد حریص کہ گردنش مبتلائے دام حرص بود، و ماہی دلش از قعر طمع گاہے بر نیامدہ بود کہ ایں کرت دام از یمن قسمت آں صیاد دریائے وحدت لبالب و مالا مال ہست، دل ناپاکش رضا نداد کہ بر حکم الکریم اذا وعد وفا پیشکش آنحضرت نماند- پس وعدہ کرت

وہ تیز رفتار بدر کامل اثنائے سفر میں ایک ندی پر پہنچا جس کے پانی کی صفائی اور پاکیزگی آئینۂ چین کے لئے رشک آور تھی، اور جسکی حلاوت و مٹھاس آبحیات کی طرح تھی- وہاں آپ نے چند ماہی گیروں کو دیکھا کہ ندی میں جال پھینک رہے ہیں اور کشاں کشاں مچھلیوں سے بھرے ہوئے جال کو باہر نکال رہے ہیں- اتفاقاً شاہ بزرگوار کو بھوک معلوم ہوی- ان ماہی گیروں کے پاس گئے- ان سے ایک مچھلی طلب کی- تمام نے یہ جواب دیا کہ بزرگوار عالی کچھ دیر صبر کیجئے- ابھی ہم پانی میں جال پھینکتے ہیں، آپ کی قسمت سے جال میں جو بھی آئے گا پورے کا پورا آپ ہی کا ہوگا تمام کو آپکی خدمت عالی میں لے آئینگے- شاہ نے یہ بات سنی اور اسکو قبول کر لیا- ماہی گیروں نے ہزاروں چھوٹی بڑی مچھلیوں سے بھرپور اور مالا مال جال کو پانی سے باہر نکالا- شاہ بزرگوار اٹھے اور ان سے اپنا حصہ طلب کیا- یہ حریص ماہی گیر جسکی گردن حرص و آز میں گرفتار تھی اور جسکے دل کی مچھلی حرص و طمع کی پنہائی سے کبھی باہر نہیں آئی تھی، جبکہ اس بار اسی بزرگ کی قسمت ہی کی برکت سے جو دریائے وحدت کا ماہی گیر اور اس سے بھرپور و مالا مال ہے یہ چیز حاصل ہوی تھی اس کا ناپاک دل مچھلی دینے پر آمادہ نہوا- الکریم اذا وعد وفا کے

دوّم انداخت وگفت ای درویش قناعت کیش خدا اندیشں ایں کرت مُعاف فرما وباز ساعتی توقف کن کہ اینک دام در آب اندازیم، از قسمت تو باز ہرچہ در آب یابد خواہ خورد خواہ بزرگ خواہ تہی خواہ پُر عزم کلی و قصدِ تمام برآں منفرعست کہ من وعن پیشکش خدمت تو نمائیم، شاہ چوں دید کہ صیاد موذی طمع نہاد دست فرمود کہ نیکو باش۔

صیادؔ باز دام درچند چوں دام فلک بر سر بُرج حوت بر ماہیاں آب فگند وبعد از لحظہ چوں باز کشید دامی دیدش از بیش بر ماہیان بزرگ وبطر و فربہ۔ صیاد چوں دید کہ دام بغایت گراں وثقیل ہست نیت پاک را بہ بدنیتی مبدل گردانید۔ ہیچ التفاتے بشاہ نہ نمود۔ شاہ چوں دید کہ صیاد طمع آباد بر سر مکر و عذر ہست درجذبہ شدہ گفت ای حریص دروغ وعدہ ایں بار دام در آب بینداز و ماہیان بسیار برگیر و بہ بیں کہ شامتِ حرص وبدنیت وعہد شکنی بتو چوں عاید گرد۔ چوں آں دروغ وعدہ نابکار از اں صاحب عزّ و وقار صاحب جدت آثار درگوش گرفت بقہقہہ خنداں شدہ گفت بہ بینم از کرامت ایں درویش تا چہ آید و دام در آب افگند چوں بعد از ساعتے باز کشید غالبا دام پُر ز ماہی

مطابق آپکی خدمت میں مچھلی پیش نہیں کیا، پھر دوبارہ آپ سے وعدہ کیا اور کہا کہ اے خدا ترس قناعت پسند درویش، اب کی بار معاف کیجئے اور کچھ دیر ٹھہرئیے، اب ہم یہ جال پانی میں پھینک رہے ہیں آپکی قسمت سے دوبارہ جو بھی نکلے گا۔ چھوٹی مچھلی بڑی مچھلی بھرا یا خالی جو بھی ہوگا ہمارا کامل ارادہ اور پورا عزم یہ ہے کہ من وعن تمام آپ کی خدمت میں حاضر کردیں۔ شاہ نے ملاحظہ کرلیا کہ ماہی گیر طبعًا حریص ہے، فرمایا کہ اچھی بات ہے۔

ماہی گیر نے دوبارہ دام فلک کو برج حوت، پانی کی مچھلیوں پر پھینکا۔ کچھ دیر بعد جب جال کو کھینچا، تو دیکھا کہ جال میں بڑی بڑی مچھلیاں پڑی ہیں۔ نیز جب دیکھا کہ جال بہت وزنی اور بوجھل ہے اپنی پاک نیت بُری نیت سے بدل دیا اور شاہ کی طرف کوئی توجہ التفات نہ کیا۔ شاہ نے جب یہ دیکھا کہ یہ حریص ماہی گیر مکر و فریب سے کام لے رہا ہے، غصّہ میں آکر فرمایا اے جھوٹے حریص اب کہ جال کو پانی میں ڈال اور خوب مچھلیوں کو پکڑ، دیکھ تیری بدنیتی حرص و عہد شکنی کی شامت تجھ پر کیا آتی ہے۔ وہ جھوٹا نابکار شاہ صاحب بزرگوار کی باتیں سنا اور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا، دیکھیں اب اس درویش کی کرامت سے کیا نکل آتا ہے اور جال کو پانی میں پھینکا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ کھینچا تو جال مچھلیوں

بود، لیکن کہ نشانے براں زگوشت نبود، غیر چند استخوان و پوست نبود۔ دامی دید پر ماہیان خشک، چوں ہیزم منفعل و شرمندہ و سیاہ رو از پیش آنسرور شد و شاہ ازاں جا بیشتر سر راہ گرفت از مرشد لے مع اللہ سر آں شاہ درویش ولی اللہ آید بقادہ، بار دارم کہ الی الآن ہمچناں بجائے کہ دراں جوی جذبہ از آں سرور بر سر آنعیاذ واقع شدہ دراں جا غیر از چنیں ماہیان، ماہیان تازہ و فربہ یافتہ نمی شود، و بمسافت از انجا ماہیان خوش و فربہ یافتہ می شوند۔

سے بھرا ہوا تھا مگر ان پہ گوشت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ صرف چند ہڈیوں اور کھال کے کچھ نہیں تھا۔ ماہی گیر نے جال کو دیکھا کہ اس میں لکڑی کی طرح خشک مچھلیاں ہیں، بہت شرمندہ اور پشیمان ہو آپ کے پاس دوڑا چلا آیا، جبکہ شاہ پہلے ہی اس جگہ سے بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ اس دن سے لے کر آج تک ندی کے جس مقام پر آپ نے غصہ کیا تھا سوائے ان خشک مچھلیوں کے تازہ اور فربہ مچھلیاں نہیں پائی جاتی ہیں۔ البتہ اس مقام سے کچھ دوری پر تازہ اور فربہ مچھلیاں حاصل ہوتی ہیں۔

بقیہ شیخ امام ربانی صفہ ۸۹

ایکمرتبہ شیخ جان محمد جالندھری کے دل میں آیا کہ کاش آپؒ مجھے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرا دیں۔ آپؒ انہیں اسی وقت لیکر کھڑے ہوئے اور فرمایا قطب تارا دیکھو۔ انہوں نے دیکھا تو انہیں اس تارے میں سے سیاہ خرقہ پہنے ہوئے حضرت غوث پاکؒ کی سواری نمودار ہوی اور آپ کے سامنے آگئی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جھک کر سلام عرض کیا۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ تم سرہند میں مرجع خلائق ہو۔

حضرت امام ربانی کی جد وجہد اور طریق کار سے بہت کچھ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں اور اس طریق کار کے لئے ہر جگہ راستہ کھلا ہوا ہے۔ عموماً علماء اور خصوصاً اسلامی ممالک کے لئے احیائے دین کی جد وجہد میں آپ کی رہنمائی کیمیا ثابت ہوگی۔ یہ وہ کیمیا ہے جس سے اس پُر فتن دور میں جو بدعت و خرافات سے بھرا ہوا ہے اسکی بیخ کنی کی جا سکتی ہے۔

دُعا ہے کہ خدا ہمیں آپ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین ——— !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارقِ حیدریہ

از
افضل العلماء مولوی
پی محمد ابوبکر صاحب ملیباری
قمری فاضل لطیفیہ
مدرس دار العلوم لطیفیہ
(مکان حضرت قطب ویلور)

مذکورہ کتاب حضرت مولانا شاہ سید حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری قدس سرہ العزیز کے عجیب و نادر خوارق پر مشتمل ہے۔ اسکی تیسری قسط جو تیسرے خرقہ سے متعلق ہے اس کا خلاصہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔
قمری

خرقہ سوم: از خوارق آنسرور مشتمل بر رسیدن درمیان سفر بشہر بوزنیگاں و بیانِ آں :-

آں راہ رو منازل صوری و معنوی در سیاحت خود بشہری رسید پُر از بوزنیگان و ساکنانش قوم همدوناں در بزرگی مانند اسپاں در فراست و دانائی چوں انساں و ہم جنس ایشاں درمیان ایشاں بوزنیہ بود صاحب عقل و تمیز او را بپادشاہی خود مقرر داشتہ کہ از صغیر و کبیر مطیع و منقاد حکم او بودند و بر سر او افسر شرف سروری نہادہ ذرہ از حکم او تجاوز روا نمی داشتند و پیر خندی از آدمیاں درمیان ایشاں معیشت یار شدہ زندگانی می گردید بدو زبان سخن میکرد سخن انسان بانسان و تقریر حیوان با حیوان۔ و ایں چنیں کس را در ملک ہند دو باشی میگویند القصہ آں سرور با یکنفر کہتر دراں شہر رسیدہ جائے آسائش اختیار فرمودہ و کمر استراحت بکشود، و از

آپ کے خوارقات میں سے یہ تیسرا خرقہ ہے جو بندروں کے شہر میں جانے اور وہاں کے حالات پر مشتمل ہے۔

وہ صوری و معنوی منازل کے مسافر چلتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے جو بندروں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے رہنے والے قوم همدوناں تھے، قامت میں گھوڑوں کی طرح اور فراست و دانائی میں انسانوں کی طرح تھے۔ ان میں سے ایک بندر جو صاحب عقل و تمیز تھا اس کو تمام بندروں نے مل کر اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔ ان کا ہر چھوٹا بڑا، جوان، بوڑھا اس کا مطیع و فرماں بردار تھا۔ تمام اس کو اپنا آقا جانتے تھے۔ اس کے سر پہ سروری کا تاج رکھ دئے تھے۔ ریزہ برابر بھی اس کے حکم سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ آدمیوں میں سے ایک خوشحال بوڑھا ان بندروں کے درمیان زندگی گذارتا تھا، وہ دو زبانوں میں بات کرتا تھا۔ انسان کی زبان میں انسانوں سے اور حیوان کی زبان میں حیوانوں سے۔ ایسے آدمی کو ملک ہند میں دو بھاشی کہتے ہیں۔ وہ سرور ایک خادم کے ساتھ اس شہر میں آئے اور ایک جگہ قیام پذیر ہوئے اور راستہ کی مشقت

بخ راه پاره بیاسود، و ساکنان شهر چه از حیوان و
چه از انسان شاه را دیدند که از سفر دور دراز در
شهر خود رسیده طائفه طائفه در خدمت شاه رجوع
می کردند و از هر درے گفتگو می نمودند فصاحت
پناه بر حکم سه حکم فرمود خداوند بر رسول،
کلموا الناس علے قدر عقول
به تقریر دلپذیر که پسند آں دو قوم که عبارت از حیوان
و انسان باشد بیان می فرمود، و هر گاه که شاه لفظے آدمی
نمود پس آں مردم که جمله بهائم بے دم بودند بزبان
آں حیوان گوشگذار قوم حیوان می نمودند و ایشاں
درمیان شاه و آں حیوان بدو زبان گفتگو می نمودند تا
بحدیکه در همه کوئے و بازار و شهر و دیار خبر و انتشار یافت
که مردے خوش خوئی و خوشگوئے تازه روئے حق جوئے
از تگاپوی دریں شهر رسیده و بعد از استماع ایں حرف
هر یک از روئے تعجب جوق جوق بنظارهٔ شاه می رسید
زیرا که دراں شهر حیوانان آباد، هیچ فردے از انسان
یا النادر کالمعدوم می رسید لهذا هر ایک از تعجب
بدیدن شاه می آمد۔ ناگاه ایں همینت اثر بسردار خود
که مخصوص بپادشاهی بود رسانیدند مجرد اصغای
ایں مقال بے اختیار مع چند کساں خادمان از
جنس خویش در خدمت آں معرفت کیش رسید
مجرد که چشمش بر خدا نور آں سرور افتاد۔ شاه دلجوئی
که متخلق با اخلاق الله بود رابطهٔ تعهد و تفقد را

کی وجہ سے تھوڑی دیر آرام فرمایا، شہر کے رہنے والے حیوانوں
اور انسانوں نے جب شاہ کو دیکھا کہ ایک طویل سفر کرتے ہوئے اس
شہر میں پہنچے ہیں تو جماعتوں کی شکل میں آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور آپ سے انہوں نے ہر باب پر گفتگو کی۔ فصاحت پناہ
شاہ نے رسول خدا کے حکم کے مطابق ان کے عقلوں
کی مقدار ایک تقریر دلپذیر اس قوم
کے لئے جو حیوان وانسان سے عبارت ہے پسند آئے
بیان کی۔ شاہ کی زبان سے جو بھی لفظ نکلتا تھا وہ
آدمی اپنی زبان میں ترجمہ کرکے اس قوم کے گوشگذار
کرتا اور یہ شاہ اور ان حیوانوں کے ساتھ دونوں زبان
میں باتیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی تقریر اور بیان
کا چرچا کوچہ وبازار اور شہر و دیار میں ہونے
لگا کہ ایک مردِ خوش کلام خوبصورت حق پرست اس
شہر میں پہنچا ہے۔ اس اعلان کو سننے کے بعد
ہر ایک جوق درجوق آپ کو دیکھنے کے لئے آنے لگا،
کیونکہ اس شہر میں صرف حیوان ہی بسیرا کرتے تھے،
کوئی فرد بشر النادر کالمعدوم کے تحت وہاں پہنچا
تھا۔ لہٰذا ہر ایک تعجب سے دیکھنے لگا۔ جب یہ خبر ان
کے بادشاہ کو پہنچی تو وہ ان باتوں کو سن کر آپ کو دیکھنے
کے لئے بے اختیار طور پر اپنے چند ہم جنس خادموں کے ساتھ
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جیسے ہی اس کی نظر آپ کے
چہرۂ پرنور پر پڑی سجدہ ریز ہوگیا۔ شاہ مہربان
نے جو اخلاقِ الٰہی سے آراستہ تھے اس کی دلجوئی کرتے ہوئے

مرعی داشتہ از کمال مکارم پیش خواند' از وحید
آفاق اجازت حاصل کردہ پیش آں سرور بادب تمام
بہ نشست واز ہر در سخنان آغاز نہاد وازاں مردماں
معلوم کہ درمیانِ ایشاں معیشت می گردید وبہر آئینہ بر
دو زبان مطلع بودند سخن شاہ باو تقریرا و بشاہ وانمودند
الغرض بعد از شرف ملاقات ومقالات آں سرور عالم مہتر
بوزنیگاں را تحقیق معلوم شد کہ شاہ مردے کامل و
فاضل در کمالات وفضیلت بے نظیر وبے ہمتا است لحظہ
بہ لحظہ توجہ واعتقاد دربارۂ شاہ زیادہ وبیشتر می شد
غالبا در خلا وملا باندیماں وجلیساں ہم جنس خویش
ذاکر ذکر منقبت آں سرور بود وبطوع دل درکمر اطاعت
بستہ خدمات شایاں وپسندیدہ بظہور می رسانیدند' تا
بحدیکہ قصد تمام وعزم کافی براں متفرع داشت کہ ذاتِ
ہمایوں آں ولی خدای ہیچوں از شہر خود جدا نگردد' و
نقطہ وار در پرکار زمین خود متمکن باشد ہرگاہ شاہ از
صحبت ناجنساں وے دہشت سہ کند جنس باہم جنس
پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز باباز۔ ہرگاہ کہ آنسرور رخت
عزمیت بر بارگیر سفر بنہاد' ہرچہ تمام تر با ضطراب باہمجنسان
خود در رسیدے وقاعدۂ خشوع وخضوع آغاز کردہ
چنداں بکار بردے کہ شاہ کمر بند عزیمت سفر بر کشادے
واز راہ روی ومشی باز استادے۔
الغرض شاہ افاضت آیات از مقالات و
ملاقات وحشت سمات ایشاں متنفر ومحترز شدہ راہ

اسکو کمال اخلاق کے ساتھ اپنے سامنے بلایا۔ وہ آپ سے
اجازت حاصل کرکے انتہائی ادب کے ساتھ آپ کے روبرو آیا'
ہر معاملہ پہ گفتگو ہوی۔ وہ لوگ جو اُن کے درمیان تھے اور
دونوں زبانوں کو جانتے تھے آپ کی بات کی وضاحت کی اس سے
اور اس کی بات کی وضاحت آپ سے کئے۔ الغرض شرف
ملاقات کے بعد وہ بندروں کا سردار جان لیا کہ آپ ایک
کامل اور فاضل ہیں۔ اور فضیلت وبزرگی میں بے
مثال وبے نظیر ہیں۔ لحظہ بہ لحظہ شاہ کے بارے
میں بادشاہ کا اعتقاد بڑھتا گیا اور ہمیشہ اپنے ہمنشین
اور وزراء کے درمیان شاہ کا ذکر ہی کرتا رہتا تھا۔
اور خشوع وخضوع کے ساتھ سب شاہ کی خدمت کرنے
کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ اور خوشی کے ساتھ آپ کی خدمت
میں پہنچے۔ ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ کسی
صورت بھی شاہ ہمارے اس محدود شہر ہی میں زندگی بسر
کریں اور یہیں ٹھہر جائیں اور ادھر شاہ کی طبیعت
ان ناجنسوں کی وجہ سے ایسی ہوگئی تھی جس کی طرف یہ شعر
مشعر ہے۔ ترجمۂ شعر: جنس جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے'
کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ۔ جب بھی شاہ وہاں سے
سفر کرنے کا ارادہ کرتے تو تمام حیوان مضطرب وپریشان ہوکر آپ
کی خدمت میں خضوع وخشوع کے ساتھ حاضر ہوتے اور آپ کو سفر
کرنے سے روکتے شاہ انکی محبت وانسیت کو دیکھ کر عزم سفر سے باز آجاتے۔
الغرض شاہ نے ان کی وحشت انگیز گفتگو اور ملاقات سے
محترز ومتنفر ہوکر ان سے دُوری اختیار کرلی۔ لیکن کوئی فائدہ

نفرت و دوری در پیش گرفتے ہیچ سودمند نبودے و ہر چند خواستے کہ کبوتر قدسی وار ازیں مکان ناساز وار طیارہ شود میسّر نشدے۔ ہر چند کہ آں سرور جد و جہد نفورانہ بکار برد ہیچ طرف راہ نجات و خلاص رو نہ نمود۔ ناگاہ آثار جذب و غضب بر بشرۂ مبارکش نمایاں و ظاہر شد۔ علت خناق را حکم فرمود کہ اورا در گیرد او ازاں علت معلوم ملول و معلول شد و ہیکل با قوۃ و ثمین او خون بال گشت۔ چناں کہ آثار بقا از لوح وجودش محو شدن گرفت و خود را در پنجۂ ملک الموت اسیر و مبتلا دید۔ چو آں شاہ دانست کہ نظر جذب و غضب خود دمار از روزگار زندگانی خود خواہد برآورد آزاں میاں ایشاں کسے معتمد درگاہ او بود گفتہ فرستاد، اے مبتلائے بلاہی خناق اگر از دل مارا رخصت دہی و بیشتر روانہ کنی عجبے نباشد کہ عاجلاً مدعائے تو بحصول موصول خواہد گردید و بلباس صحت و عافیت ملبوس خواہی شد بمجرد کہ آں مبتلائے آلام و اسقام ایں نوید الہام صحّت تمام ازاں سرور عالی مقام استماع نمود باوجودیکہ طاقت زمین و نشستن و برخاستن در وجود نداشت از بشاشت تمام بستر مرض را پشت پا زدہ برجست و بامید شفا و نوید بقا محنت چندیں روزہ عنا و بلا فراموش کرد ہمو نوقت قانون عہد و قول را بسوگند و پیمان مشید و محکم ساختہ فرستاد۔ چوں آں سرور عالی قدر ایں وعدہ را نشان وفا دید خلعتے در برش از شفا بنہاد و نظرے از صحت برو بکشاد۔ فی الجملہ اعضائے ظاہری و باطنی از شفا قوتی پذیرفت و کوفت مرض از جوارح او بالکل مندفع

نہ ہوا۔ بہت کچھ چاہا کہ کبوتر قدسی کی طرح اس ناموافق جگہ سے اُڑ جائیں، لیکن ہو نہ سکا۔ شاہ نے بہت کچھ جد و جہد کی، مگر انہیں کوئی چھٹکارا اور نجات کا راستہ دکھائی نہ دیا تو اچانک آپ کے چہرۂ مبارک پر جذب و غضب کے آثار نمایاں ہوئے۔ مرض خناق کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ لے۔ حیوانوں کا بادشاہ اس بیماری سے رنجیدہ اور دن بدن مریض ہونے لگا۔ قوت و طاقت سب جاتی رہی۔ بال کی طرح باریک ہو گیا۔ زندگی کے آثار ختم ہونے لگے۔ وہ خود کو ملک الموت کے پنجہ میں گرفتار سمجھنے لگا۔ شاہ نے جب یہ جان لیا کہ ہمارا غصہ اسکی ہلاکت کا باعث ہو رہا ہے تو ان میں سے ایک آدمی کو جو اس کی بارگاہ کا معتمد تھا کہلا بھیجا کہ اے مرض خُناق میں مبتلا اگر تو صدقِ دل سے یہاں سے رخصت کر دے تو تعجب نہیں کہ تو بہت جلد اپنے مدعا کو پا لے اور لباس صحت کو زیب تن کر لے۔

جیسے ہی وہ مبتلائے مرض و آلام شاہ عالی مقام کی زبان سے صحّت کی نوید سُنا باوجودیکہ اُسے زمین پر اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی بھرپور خوشی کے ساتھ بستر مرض کو ٹھوکر لگاتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور صحّت کی امید، اور بقا کی خوشی میں اتنے دنوں کی تکلیف و مشقت کو بھول گیا۔

اسی وقت اپنے قول و عہد کو قسم کے ذریعہ مضبوط کرتے ہوئے قاصد کو بھیجا۔ جب وہ سرور عالی قدر نے اس وعدہ کو وفا ہوتے ہوئے دیکھا تو اپنے ہی مقام سے صحت کے خلعت کو اس پر ڈالا اور صحت کی نظر کو اس پر کھولا۔ حاصل الکلام اسکے اعضائے ظاہری و باطنی صحت کی

شدآں گاہ رسم ورسوم شادی بجا آوردہ روانہ خدمت شاہ شد وباہمہ سپاہ از ہمجنسانِ خود پیش پس فوج ملوکانہ آراستہ باتجمل ودبدبۂ شاہی درخدمت شاہِ ذیجاہ درآمد۔ ہمہ یکبارگی سجدات وکورنش بجا آوردند بعدازاں خود از میانِ ایشاں جدائی گزیدہ درخدمت آں سرور رسید اوب بلیغ احوال مرض وشفاء عاجل بیاں نمود۔ دریں اثنا شاہ ذکر رخصت خود درمیان وعدہ اورا وفائے طلب نمود چوں شاہ بوزینگاں ہمچو کہ ذکر رخصت شنید بے اختیار چشمش اشک ریز دخوں بار شد نوع الحاح وعذرہائے بسیار پیش آورد۔ اما ہیچ وجہ مطبوع طبع آنسرورنیفتاد۔ فی الجملہ اشک ریزاں بادلِ سوزاں طوعاً وکرہاً وداع شاہ نمود۔ چوں شاہ از صحبت ناجنساں خودرا درمیان ایشاں ہمچو طوطی درقفس می دید ہمچو کہ حرف رخصت ووداع از زبان او شنید درقفس بارشد ہموں زماں برخاست عزمیت بربست وباخادم معلوم راہ جوئی سفر شد ناگاہ عجبے دیگر شنو ایں مہتر بوزینگاں دخترے داشت کہ درقوم خود بخوبروئے وخوشخوی وجوانے موصوف بود وقتے شاہ کہ داخل شہر ایشاں شد ہموں زماں بیک دیدار مبتلائے دیدار وکردار وگفتار شاہ شد ہر روز از دور نظارہ شاہ میکرد وچوں وقتے کہ شاہ عزم سفررا آمادہ شد آں مادہ ہم اشک حیرت ریزاں چوں عاشق دلسوزاں دنبالۂ شاہ گردید وے برشاہ دراں سفر راہ پیش گرفت ناگاہ شاہ در پس خود نظر فرمود دید کہ ایں بلا درد

وجہ سے طاقت پانے لگے اور اسکے اعضاء سے مرض کی تکلیف بالکل ختم ہوگئی۔ اسی وقت وہ خوشی سے جھومتا ہوا شاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اپنے تمام ہمجنس سپاہیوں کے ساتھ آگے اور پیچھے شاہی فوج کو آراستہ کرکے شاہی دبدبہ اور وقار سے خدمتِ ذیجاہ میں پہنچا۔ تمام سجدہ ریز ہوگئے۔ اس کے بعد خود تنہا ان کے درمیان سے جدا ہوکر شاہ کی خدمت میں پہنچا' انتہائی ادب کے ساتھ تمام احوال مرض بیان کیا۔ اسکے درمیان شاہ نے رخصت کا ذکر کرتے ہوئے اسکی وعدہ وفائی پر زور دیا جیسے ہی شاہ بوزینگان رخصت کی بات سُنا تو بے اختیار اسکی آنکھیں اشکبار وخوں ریز ہوگئیں۔ اسی عالم میں آہ وزاری وعذرخواہی بہت کچھ کرتا رہا لیکن شاہ کی طبیعت میں کچھ اثر نہ ہوا فی الجملہ اشک ریز آنکھوں اور دلسوزی کے ساتھ طوعاً وکرہاً شاہ کو رخصت کیا۔ شاہ ان ناجنسوں کی صحبت سے تن تنہا ان کے درمیان مثل ایک طوطی جو قفس میں مقید رہتا ہے حرف رخصت سنتے ہی اسی وقت اٹھے اور ایک خادم سے راہ سفر معلوم کرکے سفر پہ نکلے دوسری ایک عجیب بات سنئے کہ اس بادشاہ بوزینگان کی ایک لڑکی تھی' اپنی قوم میں سب سے زیادہ خوبصورت اور اچھی خصلت والی تھی۔ جسوقت کہ شاہ ذیجاہ ان کے شہر میں داخل ہوئے اسی وقت سے شاہ کی وہ شیدائی ہوگئی تھی۔ آپکے کردار وگفتار وغیرہ کا دُور دور رہکر نظارہ کرتی تھی۔ جب شاہ عازم سفر ہوئے تو وہ لڑکی روتے ہوئے عاشق دلسوز کی طرح شاہ کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ جب شاہ پیچھے مڑکر دیکھے تو وہ لڑکی پیچھے ہے۔ جانا کہ کیا حالت ہے۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ شاہ لاعلاج ہوکر وہیں رُک گئے اور اس سے

بنا لست دانست کہ حال چیست و ایں چہ واقعہ
روی داد ولاعلاج باز استاد، ازاں حال استفسار نمود
بمجرد کہ از حال او پرسان شد، نالہ و سوز و فریاد از نہاد
او برآمد و از دل غمناک و دیدۂ نمناک طومار عشقی باں
سرور خواندن گرفت۔ چوں شاہ ذیجاہ ازیں واقعہ
خبردار شد بغایت فرو ماند و در فلک دور دراز افتاد
الحق بلائے دید کہ ہیچ طور ازاں رہائی ممکن نئے و خلاصی
محال، لاعلاج دراں شہر باز آمد و پدرش ازیں حال
آگاہی داد و بریں واقعہ اطلاع بخشید۔ پس پدر او را
بحضور خود طلبید و از نصیحت ناصحانہ و مواعظات مشفقانہ
زاجر و مانع شد فاما ہیچ سود مند نیفتاد و بر دلِ عاشق او
کارگر نیامد بعد ازاں رجوع در خدمت شاہ کرد و در جناب
ولایت پناہ چناں عرضہ داشت، اے شاہِ ذیجاہ ایں
ضعیفہ ہست دل و جاں را در عشق تو باختہ است
پس او را مہجور و از خود دور مکن۔ پس چارہ و رہائی
و سبب خلاصی خود در ہمیں دید کہ مریدے ہمراہ سواری
خاص بود۔ حکم باو چناں صادر فرمود کہ اے ارادتمند
اگر چہ توجہ و عقیدہ راسخ بما داری پس چند روز بدلِ
من در ینجا ساکن شود، ایں حیوانِ ضعیفہ را کہ مبتلائے
دام عشق ہست ہمسر خود گرداں و بزن شوی و راضی
شود۔ چوں ایں بیچارہ را از حکم پیر چارہ نبود لاعلاج
برآں کار راضی شد۔
آں گاہ شاہ باو آں حیواں را خطبۂ نکاح

پوچھنے لگے کہ کیا واقعہ ہے۔ اس نے رونا پلانا شروع کر دی۔
دلِ غمناک و دیدۂ نمناک لئے ہوئے اس نے شاہ
کو اپنے عشق کا پورا واقعہ سُنایا۔
جب شاہ تمام احوال سے واقف ہوئے تو
عاجز ہو کر اس بلا سے چھٹکارا چاہا مگر لاعلاج ہو
گئے اور رہائی ممکن نہ تھی۔ مجبوراً آپ واپس
اسی شہر آگئے۔ جب اس لڑکی کا باپ اس خبر سے
واقف ہوا تو خود اپنی لڑکی کو بلا کر مشفقانہ
وعظ و نصیحت کرنے لگا اور شاہ کے عشق سے
باز رہنے کے لئے کہا۔ مگر تمام نصیحتیں بیکار گئیں اور،
اس عاشق کے دل پر کچھ کارگر نہ ہوا۔
یہ حال دیکھ کر حیوانوں کا بادشاہ شاہِ ذیجاہ
کے خدمت میں آکر عرض کرنے لگا کہ اے شاہ ذیجاہ
یہ ایک ضعیف و کمزور لڑکی ہے جو دل و جان سے آپ
پر فریفتہ ہے۔ آپ اسے محروم اور خود سے دور نہ کیجئے
شاہ نے اپنی رہائی اور خلاصی کا ایک ہی راستہ جانا اور
وہ یہ ہے کہ آپ اپنے مرید خاص سے فرمایا کہ اے ارادتمند
اگر تم ہمارے ساتھ پختہ و راسخ عقیدہ رکھتے ہیں تو چند دنوں
کے لئے ہمارے خاطر یہاں رہ جاؤ اور یہ جو مبتلائے عشق
ہے اس کو تم اپنا ساتھی بنالو۔ اس بیچارے کو پیر کے
حکم سے کوئی چارہ نہ تھا مجبوراً راضی ہوگیا۔ اسی وقت شاہ
ذیجاہ نے اس لڑکی کے ساتھ اپنے مرید کا
خطبۂ نکاح پڑھا، پھر اپنے سفر پر نکل گئے۔

خوانده ارادۂ سفر پیش گرفت، آں ہر دو در زندگانی مشغول بودند۔ بعد عرصہ از و دو فرزند در وجود آمده ہر دو خوبرو و خوش خوی و خوش گوی بودند۔

العقصہ بعد بلاغت خود ہر دو از زبان والد و والدۂ خود شنیده ہر دو در خدمت حضرت شاہ ذی جاہ رسیدند و شاہ ہم انواع تلطفات شامل حال ایشاں پیدا است وچوں خواستند باز بطرف والدین خود باز گروند پس ہر دو را دو جفت خلعتِ بیش بہا و دو اسپ تازی و باز چند کلاہِ قیمتی مرحمت فرمود ارادہ جو ی آں صوب فرمود۔

غرض کہ یہ مرید اور وہ عورت اپنی زندگی کے کاروبار میں مشغول رہے۔ ایک عرصہ کے بعد ان کو دو لڑکے ہوئے۔ دونوں خوبصورت اور اچھی خصلت والے ہوئے۔

حاصل الکلام دونوں بچے بڑے ہو جانے کے بعد اپنے والدین سے پورا واقعہ سن کر حضرت ذی جاہ کی خدمت میں پہنچے۔ شاہ نے ان پر خوب نوازشات کیں۔ چند دنوں کے بعد جب وہ دونوں اپنے والدین کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کئے، تو آپ نے دونوں کو دو قیمتی جوڑے اور دو عربی گھوڑے اور چند قیمتی ٹوپیاں دے کر اُن کے مقام کو روانہ فرما دیا۔

چوتھا خرقہ آئندہ

(بہ سلسلہ صف ۱۶۳)

تمشی الیہ علی ساق بلا قدم یہی نہیں بلکہ جس راہ سے گذر گئے شجر وحجر نے آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے جس کے راوی حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہوں نے کہا کہ:۔

"کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیھا فما التقبلہ جبل ولا شجر الا وھو یقول السلام علیک یا رسول اللہ (رواہ الترمذی والدارمی) ترجمہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں تھا۔ ایک مرتبہ ہم آپ کی معیت میں مکہ کے بعض علاقے میں نکلے تو اس وقت کوئی پہاڑ یا درخت ایسا نہیں تھا جو آپ کی رسالت کا اقرار نہ کر رہا ہو اور آپ پر صلوٰۃ وسلام کا تحفہ لازوال نہ بھیج رہا ہو۔ یوں تو سیر و تواریخ کی کتابیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ لیکن میں اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ رب العالمین ہم تمام مسلمانوں کو اپنے پیارے رسول کی اطاعت کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خوارقِ حیدریہ

از:-
افضل العلماء
مولوی محمد ابوبکر
ملیباری لطیفی
قمری
دار العلوم اللطیفیہ مکان حضرت ویلور

مسلسل چار سال سے ماہنامہ اللطیف میں خوارقِ حیدریہ قسطوار شائع ہوتی آرہی ہے۔ مذکورہ نادر و نایاب کتاب حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دلچسپ و حیرت انگیز خوارق پر مشتمل ہے۔ لہٰذا بفضلہٖ امسال بھی اس کڑی کا چوتھا خرقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

قمری

رسیدن آنسرور بلبِ بحر جماد و دیدن راہب بران بحر و بیان آں۔

آں بدر السریع السیر زمین و زماں در ہر منزل و مکاں از عجائب و غرائب دوراں مشاہدہ می نمود، ناگاہ دراثنائے قطع راہ بجوئے رسید کہ آبش از صفا ہمہ چشمۂ حیواں و در طول و عرض زیادہ تر از دریائے عماں و برلب آں راہبے با موئے ژولیدہ و خاکستر بر ہمہ اعضاء مالیدہ اتفاقاً باشاہ دوچار شد بمجرد ملاقات بے تعرف گفت السلام علیک یا حیدر ولی اللہ ؒ و چوں آں راہب ریاضت گر بے معرفت سابقہ نہ نشانے از شاہ دیدہ و نہ نامے از آں سرور شنیدہ بنام خواندن او شاہ را تعجب آورد و از روئے حیرت سوال کرد کہ راہبا درمیان ما و تو ہیچ نوع و وجہ معرفتے و آشنائے نیست بچنیں بے تعرف

یہ خرقہ آپ کے بحر جماد پر پہنچنے، وہاں ایک راہب کو دیکھنے اور اس کی وضاحت میں ہے۔

زمین و زماں کا وہ تیز رفتار ماہ کامل یعنی حضرت شاہ سید حیدر ولی اللہ قدس سرہٗ راستہ کی عجیب غریب چیزوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ناگاہ ایک دریا پر پہنچے جس کا پانی اپنی صفائی اور پاکیزگی میں آبِ حیات سے بھی کہیں زیادہ بہتر تھا اور اس کا طول و عرض دریائے عمان سے بھی کہیں زیادہ وسیع۔ اس دریا کے کنارے رہنے والے ایک راہب جسکے بال بٹے ہوئے تھے اور تمام بدن پر مٹی ملی ہوئی تھی آپکو دیکھا اور بلا کسی تعارف کے پہلی ہی ملاقات میں آپ کا نام لیتے ہوئے "السلام علیکم یا حیدر ولی اللہ" کہا۔ پچھلی کسی جان پہچان اور نام و نشان کے بغیر اس عابد و زاہد راہب کا اس طرح سے نام لیکر بلانا حضرت کیلئے انتہائی تعجب کا باعث ہوا۔ آپ نے حیرت سے دریافت کیا کہ اے راہب ہمارے تمہارے درمیان کسی قسم کی

نام من چوں میدانی و بداں نام میخوانی بے معرفت میان ؎

نے معرفت میان من و تو دریں زمن
در حیرتم چگونہ تو خوانی ز نام من

گفت اے شاہِ من، مرد راہبم و عالم قوم خودم و در علم خود سر آمدۂ قوم و از مدت سی سال بر لب ایں جوی بار ریاضت کردم، سبب ریاضت من آنست کہ مدت العمر آرزو کردم کہ آب ایں جو عبور نمودہ عجائبات و غرائبات آں طرف بہ بینم۔ حیدرا عبور ایں آب از جملہ محالات است و تاثیر عجیب دارد و آں آنست کہ ہر چیزے از چیزہائے دنیاوی کہ بدو میرسد خواہ از آدمی خواہ از چوب خواہ از جامہ ہر چہ نباتے باشد بجمادی مبدل می شود، سخت تر از سنگ سیاہ می شود اگرچہ پنبۂ نرم باشد بمجرد رسیدن دراں سنگ سخت می شود و ہمچوں جماد منجمد میگردد۔ پس ازیں، ہیچ کس از بنی آدم بر لب ایں جو نمی تواند کہ مردانہ از شناوری پا بر لب ایں حد نہد و ازیں ورطہ ہائل عبور نمود، بر لب آں طرف رسیدہ از احوال آں طرف خبر دہد الا در علم خود دیدہ ام کہ مردے بدیں قد و قامت و بدیں شکل و نمش از فرزندان علی علیہ السلام نامش حیدر ولی اللہ مردانہ و بے ملاحظہ قدم

جان پہچان ہے نہ آشنائی، پھر تم نے بغیر تعارف کے میرے نام کو کیسے جانا اور مجھے اپنے نام سے یاد کیا ؎

کچھ معرفت نہیں ہے میرے اس کے درمیاں
حیراں ہوں اس نے کیسے بلایا ہے نام سے

راہب نے جواباً عرض کیا کہ اے شاہِ محترم! میں ایک راہب ہوں، اپنی قوم کا عالم، علم و دانش میں اپنے وقت کا سربر آوردہ، پورے تیس برس سے اس دریا کے کنارے عبادت میں مصروف ہوں۔ یہاں عبادت و ریاضت کرنے کا واحد سبب اس بات کی خواہش کہ اس دریا کو عبور کروں اور اس طرف پائے جانے والے عجائبات و نوادرات کو دیکھوں۔ اے حیدر! اس پانی کو عبور کرنا محالات سے ہے کیونکہ یہ پانی اپنے اندر عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اس دنیا کی جو بھی چیز چاہے آدمی ہو یا کپڑا یا لکڑی، اس میں گر جائے تو ایسی جامد ہو جاتی ہے کہ گویا سنگ سیاہ، حتیٰ کہ نرم روئی بھی گرے تو سخت پتھر بن جاتی ہے۔ انسانوں میں کسی کی یہ مجال نہیں کہ مردانہ وار اپنے قدم کو اس میں ڈال سکے اور اس بھنور کو پار کرتے ہوئے اس جانب پہنچ جائے اور وہاں کے احوال کی خبر دے سکے۔ ہاں میں نے اپنے علم سے یہ معلوم کیا ہے کہ ایک آدمی، جو اس قد و قامت اور اس شکل و صورت، روشن دل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہوگا جس کا نام حیدر ولی اللہ ہوگا، وہ بلا تردد اپنے قدم کو پانی میں ڈالنے

دریں آب نہد واز کنارۂ اول بہ کنارۂ آخر رسد۔ و بہ ہیچ گونہ ازیں آب کثیف بذاتِ شریفش تاثیر نہ کند۔ پس اے شاہ تو آں باشی، لہٰذا بے تعرف ظاہری و باطنی از نام تو خبر میگویم، امید دارم کہ بہ یمن تو و بدستیاری کرم و رحم تو خود ہم رخت ازیں ورطۂ ہلکہ بدر برم۔ ازیں امید از مدت سی سال بر کنارہ ازیں جوی ریاضت کردم کہ ترا یابم و بہ یمن تو بمقصود رسم۔ چوں آں سرور ایں حرف شگرف ازاں راہب استماع نمود، مردانہ بے محابا برلب آں آب رسید و بہ نیت وضو چند غرفۂ آب در دستِ مبارک گرفت تا کہ وضو تمام گردد و ذرہ ازاں آب معلوم در ذات شریفش موثر نیامد، ازیں ذات او عین فنا فی اللہ وجود او عین فنا فی الرسول بود۔ پس چہ مجال آں آب کثیف در ذات لطیفش موثر آید واز ہیئتے بہ ہیئتے بگرداند۔ آنگاہ تمام وضو ساختہ بقصد شناوری خود را در آب افگند واز برائے شنا دست و پا زدن گرفت۔ قضارا راہب معلوم چوں شاہ را دید کہ در آب شنا می کند ہوسے در دلش پدید آمد و بر اثر شاہ خود را بر آب زد بمجرد افتادن دو سہ گام نرفتہ بود، کہ آں آب قہر آمیز در وجودش موثر آمد واز سر تا پا تمثالے از سنگ گردانید۔ چوں شاہ نیم ازاں آب عبور کردہ بود۔ ناگاہ ہاتفی آواز داد، کہ

ہوے دوسرے کنارے پر پہنچ جائے گا۔ یہ کثیف پانی اس کی پاکیزہ ذات پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہو سکے گا، اے شاہ محترم! چوں کہ وہ آپ ہی ہیں اسی لئے میں نے کسی قسم کے تعارف کے بغیر آپ کا نام لیا ہے، اب میں اس بات کا آرزومند ہوں کہ آپ کی برکت و دستگیری سے اس ہلاکت خیز بھنور سے اپنے آپ کو نکال لے جاؤں، اور اس دریا کے کنارے تیس سال سے اس امید پر عبادت کر رہا ہوں کہ آپ کو پاؤں اور آپ کی برکت سے اپنے مقصود کو پہنچوں۔ شاہ محترم نے اس راہب کی معنی خیز باتوں کو سنا اور مردانہ وار بلا خوف و خطر دریا پر گئے۔ وضو کے ارادے سے اپنے ہاتھ سے پانی کے چند چلو اٹھائے، وضو کرنا شروع کیا۔ اسکے باوجود آپ کی ذات والاصفات پر پانی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کی ذات فنا فی اللہ تھی اور آپ کا وجود فنا فی الرسول تھا کثیف پانی کی کیا مجال تھی کہ آپ کی ذات پاک میں اثر انداز ہوتا، اور ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں بدل دیتا۔ آپ نے وضو پورا کر کے تیرنے کے ارادے سے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ تیرنا شروع کیا۔ اتفاقاً راہب کو معلوم ہو گیا کہ جیسے ہی اس نے دیکھا کہ آپ دریا میں تیر رہے ہیں۔ اسکے دل میں ہوس پیدا ہوئی، اس کے پیچھے ہی کود گیا۔ پانی میں گرنا ہی تھا کہ قہر آمیز پانی اس کے جسم میں اثر کر گیا اور وہ سر تا پا پتھر کی مورت بن گیا۔ شاہ محترم جبکہ دریا کا نصف حصہ طے کر چکے تھے اچانک ایک

ظلمی وجفائے بر وجود خود کردی وبرای العین
دیدہ ودانستہ دربلائے کہ کمترین پایہ آتش
بیم جان باشد افتادی خوب ہرچہ شدنی بود،
شد پس می باید کہ لمحہ در پس پشت خود بازنگری
وبہ زودی ازیں ورطۂ جاں ستاں عبور نمائی
چوں پادشاہ ممالک لاخوف علیہم ولا
ہم یحزنون ندا از منادی شنید تبسم نمود
وازپاسخش فرمود بہ گوشت ولپوست کہ بر
وجودمن است نہ آں گوشت ولپوست است کہ
ہرموثرے دروتاثیرمی کند بلکہ خمیر وجودم
مخمر قدرت درخانۂ لیس الوجود الا ھو استعداد
یافتہ، پس ہیچ متغیرے اور التغیر وتبدیل نتواند
کرد، نیز می گوئی کہ ایں بلا ہم جاں است ماہم
آں مردانیم کہ کمینہ ہمت ما جان باختن است
ومردانہ ہم برسر ہر بلا تاختن پس پشت
خود نگاہ کرد، دید کہ راہب معلوم بمجرد در آب
افتادن از ہیئت خود گردیدہ مسخ شدہ وجسم
نباتی او بجمادی مبدل گشتہ۔ آنگاہ بے ہراسانہ
آہستہ آہستہ بکند رہ دوم رسید ناگاہ بعد
ازعبور آب چوں قدرے چند بر ساحل رفت
دید کہ ہمہ بجائے ریگ وسنگ جواہر خوش رنگ
ولعل گراں قیمت وسنگ افتاد، لیکن از دل
غنا منزل ذرہ التفات بآں نہ نمود۔ بلکہ

ایک غیبی آواز آئی کہ آپ نے اپنے وجود پر ظلم وستم
کیا ہے جانتے بوجھتے کہ اسکی معمولی صفت خوف جان
ہے پانی میں کود پڑے ؟ خوب جو کچھ ہونا تھا ہوگیا
اب آپ کو چاہیئے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے کی طرف
نہ دیکھیں تیزی کے ساتھ اس جان لیوا بھنور سے نکل
جائیں، بادشاہ ممالک "لاخوف علیہم ولاہم یحزنون" نے
یہ سن کر مسکرادیا۔ اور کہا کہ میرا یہ گوشت ولپوست
ایسا گوشت ولپوست نہیں ہے کہ کوئی بھی چیز اس پر اثر انداز
ہوسکے۔ بلکہ میرے وجود کا خمیر لیس الوجود الا ھو
کے گھر میں خمیر گر قدرت کے ہاتھ سے بنا ہے۔ لہٰذا
اس کو کوئی بھی چیز متغیر نہیں کرسکتی۔ تم یہ کہتے ہو
کہ اس بلا کا ادنیٰ سا وصف جان کا خوف ہے، ہم
بھی وہ مرد ہیں کہ ہماری ادنیٰ سی ہمت جان سے
کھیلنا مردانہ وار ہر مصیبت کے سر پہ پہنچ جانا ہے۔
غرض آپ نے پیچھے کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ
راہب پانی میں گرنے کی وجہ سے اپنی ہیئت اصلی کھو
کر مسخ ہوگیا ہے اور اس کا جسم پتھر بن گیا ہے، یہ
سب کچھ دیکھنے کے بعد آپ بلاخوف وخطر آہستہ آہستہ
دوسرے کنارے پہ پہنچ گئے۔ ساحل پہ چند قدم
چلنے کے بعد آپ نے دیکھا کہ ریت اور کنکریوں کے
بجائے خوبصورت ہیرے جواہرات خوش رنگ
لعل اور قیمتی پتھر پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ نے
اپنے مستغنی دل سے ان کی طرف ذرہ بھی توجہ نہ

بلکہ بگوشۂ چشم نہ نگریست' پس باشتابی و سرعت
ہر چہ تمام تر از انجا گذر نمود۔ چوں گامے چند
درپیش راند جمعے از زاہداں کہ بجاسوسے
راہ متعین و نامزد بودند شاہ را دیدند' از آں آب
بحر جماد کہ عبورش از جملہ محالات است عبور
نمودہ بطرف خود میرسد۔ جملہ متعجباً بپیش شاہ
دویدند از کدام طرف و از کدام ملک پرسیدند
چرا کہ ہیچ آفریدہ از آفریدگان خدائے عزوجل
و ہیچ فردے از افراد بنی آدم عبور آں ورطۂ
جانستاں نمود بایشاں نرسیدہ بود۔

الغرض ہر یکے بحقیقت چناں فہم کردند کہ ایں
مرد عالی ہمت و ذوی الکرامت از اولیائے خدائے
تعالیٰ است کہ از تا چنیں جوئے مردم خوار بحر جماد
عبور نمود' باین کنارۂ دویم رسیدہ ہیچ اثرے
از آں آب بوجود موثر نیآمدہ، پس تعظیم و تکریم
تمام شاہ را بشہر خود آوردہ حاکم خود را متنبہ
کردند کہ دریں ہنگام متعجب انجام مردی بدیں قد
و قامت ذی الہمت صاحب کرامت وادی خونخوار
بحر جماد از شنا عبور نمود، بدیں طرف رسیدہ
ولیکن حاشا و کلا کہ ہیچ اثرے از تاثیرات آں
بوجود مبارکش موثر نیامدہ۔ الغرض حاکم ازیں
خبر تعجب اثر از آں چند نفر استماع نمود متعجب و
متحیر گفت کہ از مدت ابو البشر آدم علیہ السلام

کی حتیٰ کہ گوشۂ چشم سے بھی دیکھنا گوارا نہ کیا۔
تیزی کے ساتھ آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ آپ
نے ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ زاہدوں کی
ایک جماعت جو راستے کی نگرانی کیلئے متعین تھی اس
نے دیکھا کہ آپ بحر الجماد کو عبور کر کے آرہے ہیں جس
کا عبور کرنا بالکل محال ہے تمام تعجب کرتے ہوے
شاہ کی خدمت میں دوڑتے چلے آئے اور پوچھنے لگے
کہ کس طرف سے آئے ہو' کس ملک سے آئے ہو؟
کیونکہ خلق خدا اور بنی آدم سے کوئی بھی اس جاں لیوا
بھنور کو عبور نہیں کیا اور نہ ان تک پہنچا۔

حاصل کلام ہر ایک نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی مرد عالی
ہمت صاحب کرامت اللہ کے ولی ہیں۔ جو ایسے مردم
خوار بحر جماد سے دوسرے کنارے پر پہنچے اور آپ پر
کچھ پانی کا اثر نہیں ہوا۔ ان لوگوں نے آپ کی بڑی
تعظیم و تکریم کی اور جلدی جلدی شاہ محترم کو اپنے
شہر لے آئے اور اپنے سردار کو اس کی اطلاع دی۔
کہ اس وقت ایسی شکل و صورت والے صاحب ہمت
و کرامت بزرگوار وادئ خونخوار اور بحر جماد کو عبور
کر کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ حاشا و کلا کہ ان
کے جسم مبارک پر ان کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ حاکم نے
ان لوگوں سے اس تعجب خیز خبر کو سن کر حیرانی کے
ساتھ کہا کہ آدم علیہ السلام سے اب تک سوائے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے اس دریا کو کسی نے

ہیچ یکے از آدمیاں خاص و عام غیر از علی
علیہ السلام عبور ایں جوئے نمودہ بدیں
طرف نرسیدہ واز بزرگان خود شنیدہ شدہ
کہ یکبارگی ازاں طرف حضرت مشکل کشا
علی دریں شہر رسیدہ ایں ظلمت آباد کفرۂ فجرہ
رالبسراج وہاج دین متین محمدی منور و مزین
گردانیدہ باز بعد از روز چند عنان عزیمت بالصواب
معطوف ساختہ غالبًا ایں مرد کامل ہم از فرزندان
آں سرور ہست وجود شریفش بضعہ از ذات
اوست کہ از صدمت تاثیر ایں آب محفوظ و
مصئون صحیح وسالم بدیں جانب رسیدہ۔ پس
ہموں وقت باچند خادمان معدود کہ ندیم حاجب
او بودند استقبال آں سرور پیش آمد ہنوز
چند گام مسافتے درمیان ماندہ بود کہ بشاہ دوچار
شد بمجرد نظر آثار وقار بر بشرۂ پر انوار
آں سید ابرار برائے العین مشاہدہ فرمودی۔
اختیار از ہموں جا سخنے بیش رسید وسجدۂ
چند دمادم بتقدیم رسانید و بعزت وجلال
وتجمل حکومت درون شہر آوردہ بمحل خاص
خود فرود آوردہ میوہا و طعام ہا کہ لذیذ و عزیز
اند یار باشد بتوالی وتواتر پیشکش خدمت
آنحضرت نمود شرف قبولش را مترصد و منتظر وقت
میوود چوں چند روزے بریں گذشت بعد ازاں

بھی عبور نہیں کیا۔ اپنے بزرگوں سے سنا گیا ہے
کہ ایک مرتبہ حضرت علی مشکل کشا اس شہر میں تشریف
لائے تھے اور کفار فجار کے اس ظلمت کدہ کو
دین متین محمدی کے روشن چراغ سے منور فرما
دیا۔ پھر چند دنوں کے بعد یہاں سے واپس
لوٹ گئے۔ غالبًا یہ مرد کامل بھی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی اولاد سے ہیں جس کی وجہ سے اس خونخوار
دریا کا پانی ان کے جسم پہ اثر انداز نہیں ہوا، جو
سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچے ہیں۔

یہ کہہ کر اسی وقت چند مخصوص
خادموں کے ساتھ آپ کے استقبال کے
لئے روانہ ہوا۔ اس کے اور شاہ محترم کے
درمیان ابھی تھوڑا سا فاصلہ باقی تھا کہ جیسے ہی
شاہ پہ نظر گئی آپ کے چہرۂ پُر انوار پہ خاندانی
وجاہت کو دیکھا اور بے اختیار اسی جگہ سے
جھک کر سجدۂ تحیت بجا لاتے ہوئے آگے بڑھا
پوری شان وشوکت اور تعظیم وتکریم کے ساتھ
شہر کے اندر اپنے خاص محل میں آپ کو اُتارا
اور لذیذ میوے اور مزیدار کھانے مسلسل آپ
کی خدمت میں پیش کرتا اور شرف قبولیت
کا منتظر رہتا۔ اسی طرح چند روز گزرے
اس کے بعد اپنے کامل اعتقاد کے ساتھ
آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا۔ اس کے

از توجہ و اعتقاد ظاہری و باطنی خود را در سلک مریدان آنسرور مسلک گردانید۔ انگاہ آں سرور از محل خاص آں حکم رخت خود بمسجد آورده چند روزی اقامت نمود۔ بسیار کس از عام و خاص بہ ہدایت خود از بادیۂ ضلالت بیروں آورده بر شارع متین استقامت بخشید و بر حکم ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة بزبان فصیح و بیان ملیح بسیار دلہائے تاریک کفر را بنور اسلام منور ساخت ؎

آں چراغ خاندان مصطفیٰ — خلق را بنمود راہ صفا

روزے دریں اثنا شاہ عالی تبار از آں جماعۃ تفتیش کسب ایشاں نمود کہ معاش شما از کدام عمل حاصل ست و اوقات گذاری شما از کدام کسب می شود آنگاہ ہر یکی منفخ و کوره و آلات زرگری پیش آورد بحضور آنسرور چناں عرض نمودند۔ سیدا! در شہر ما چہ از صغیر و کبیر و چہ بزناں و پسر و چہ مرد و زن ہیچ یکی نیست کہ عمل کیمیانیت ندارد۔ ما ہمہ کیمیا گریم و در صنعت کیمیا گری نظیری نداریم چنانچہ در ولایت شما ہر بیوہ زنی کہ نان پختن آساں میداند در شہر ما ہر بیوہ زنی را ہمچناں کیمیا راست کردن آسانست۔ آنگاہ ہر یک از عمل خود کہ صحیح و مجرب باشد پیشکش شاہ نمودند و شاہ آنرا بعبارت فارسی کنده از انجا ہمراه خود باین ولایت آوردند از مرشد لی مع اللہ سید الثقلین شاہ و ما شنیدیم کہ ہنوز تا الی الآن چند اجزا در خاندان ما ہست ۔

بعد شاہ محترم اس حاکم کے محل خاص سے مسجد میں چلے آئے چند دن یہیں قیام پذیر رہے۔ اس مدت میں بہت سے لوگوں کو اپنی ہدایت کے ذریعہ وادی ضلالت سے باہر نکال لائے اور شرع متین کے راستے پہ لگا دئے ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة کے مطابق اپنی فصیح زبان اور عمدہ بیان کے ذریعہ بہت سے کافرین کے تاریک دلوں کو نور اسلام سے منور کر دیا۔ ؎

اے چراغ خاندان مصطفیٰ
خلق کو دکھلائے راہ صفا

ایک دن آپ نے ان لوگوں سے ان کی محنت و کمائی کے بارے میں دریافت فرمایا کہ تم لوگ روزی کیسے حاصل کرتے ہو اور کس طریقے سے تمہارے اوقات گذر بسر ہوتے ہیں؟ ہر ایک نے اپنا بھتہ، بھٹی اور زرگری کے آلات کو آپکی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ اے ہمارے آقا ہمارے شہر میں ہر چھوٹا بڑا، بوڑھا جوان، مرد و عورت، تمام کیمیا بنانے کا طریقہ اچھی طرح جانتے ہیں، جس طرح کہ آپ کے شہر میں ایک بیوہ عورت بآسانی روٹی پکانا جانتی ہے، اسی طرح ہمارے شہر میں ہر بیوہ عورت کیمیا گری میں ماہر ہوتی ہے۔ پھر ہر ایک نے اپنے کیمیا گری کے صحیح اور مجرب طریقے کو آپکی خدمت میں پیش کیا۔ شاہ محترم نے ان طریقوں کو فارسی زبان میں محفوظ کر لیا اور اپنے ہمراہ اس ملک میں لے آئے ہمارے مرشد شاہ محترم سے ہم نے سنا ہے کہ ابتک اسکے بعض اجزاء ہمارے خاندان میں ہیں ۔

خوارقِ حیدریہ

از: افضل العلماء
پی محمد ابوبکر
ملیباری
اُستاذ دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور

چند سالوں سے "سالنامہ اللطیف" میں "خوارقِ حیدریہ" قسطوار شائع ہوتی آرہی ہے۔ اس سال پانچواں خرقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔ مذکورہ خرقہ میں سیّد شاہ حیدر ولی اللہ قادری قدس سرہ العزیز کے ایک دریائی سفر اور جزیرہ کی سیر کا تذکرہ ہے۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ تین سو ۳۰۰ مریدین کا ایک قافلہ ہمراہ تھا۔ دورانِ سفر میں آپکی کشتی طوفان کی زد میں آکر ٹوٹ گئی۔ آپ اور آپکے ایک مرید صادق کے سوا تمام غرق ہو گئے۔ جس تختہ پر آپ سوار تھے، وہ ایک ایسے جزیرہ سے جا لگا جو بیحد حسین و دلکش تھا، وہاں انسانی زندگی کا دُور دُور تک کوئی نشان نہیں تھا۔ یہاں آپ نے ایک سن رسیدہ بزرگ کو پایا، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کتابوں کی تلاش میں یہاں تک پہنچ گئے تھے۔ اور تیس سال تک ریاضت میں مشغول رہے۔ مگر وہ ان کتابوں کو حاصل نہ کر سکے۔

آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دو کتابیں عطا کی گئیں۔ ایک آپکے لئے، دوسری عرب کے ایک خوش خصال بادشاہ "شاہ اسمٰعیل" کے لئے جو زمانے سے اس کے مشتاق تھے، غرض پورا خرقہ دلچسپی سے لبریز ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

قمری

خارق پنجم سوال کردن آنسرور از خادمان خود کہ ہر یک مدعاء خود بحضور من بیان کند و باین کسان بکشتی نشستن۔

آں بدر کرم او فلک مفاخر و مناقب و آں مصدر خوارقات عجائب و غرائب در خدمت برکات خود در ہر زمان و مکان از خادمان و طالبان و مریدان و معتقدان چنداں میداشت کہ غالب عدد ایشاں از دائرہ حد و حصر خارج بود، زمانہ اکثر ایشاں تا یکہزار و یازدہ صد می بود و اقل ایشاں سی صد کمیں توقع آمدندی

خرقۂ پنجم میں دو چیزیں مذکور ہیں ایک حضرت حیدر ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے خدام کے ساتھ کشتی میں سفر کرنا اور ہر خدمتگذار کو اپنا اپنا مُدعا بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمانا۔

وہ جود و عطا کے ماہ کامل، وہ بلندیوں اور خوبیوں کے آسمان، سرچشمۂ خوارق عجیب و غریب ہر وقت اپنی خدمت کے لئے چند خادمین و طالبین و مریدین و معتقدین کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ ان کی کثرت تعداد کا حساب نہیں کیا جا سکتا اکثر ایکہزار یا گیارہ سو ہوتے اور کم از کم تین سو ہوتے۔ اتنے ہی لوگ آتے اور جاتے تھے۔ لیکن شاہ علی جاہ

قومی گفتند وشاہ علی جاہ بر حکم کل ولی علی قدم نبی و انا
علی قدم جدی ہمچو شفقت جد خود بر امت انواع
انواع الطاف واشفاق ظاہری وباطنی بر خادمان
شامل حال ایشاں می داشت ودر تعہد وتفقد ایشاں
بذات شریف خود متوجہ بود، ہر احاد الناس را در ہر ماہ
ودر ہر ہفتہ تعیناتی کہ از آں اوقات گذاری خود میکنند
معین داشتہ بر ہر کس امر عالی چناں صادر فرمودہ بود، کہ
حاشا ثم حاشا اگر کسے را احتیاج بشری پیش آید دست
طلب پیش ہر یکے از احاد الناس دنیاوی دراز نکند
وصورت احتیاج معروض خدمت را نماید تا ما بذات شفقت
آیات خود در سر براہی آں سعی موفور بظہور رسانیم وہر کہ
باوجود ایں تفقد وتعہد من بعد دست بے حیائی پیش
سفلگان دنیا دراز کند فواللہ و باللہ او از ما نیست،
ودر درگاہ غنا منزل ما جائے او نیست۔ اتفاقاً
روزے آنسرور درپی اثنا کہ وقتی عدد خادمان خدمت
در زمانہ کہ سی صد بودند ہمہ را بار عام دادہ حاضر فرمود
از روئے شفقت جبلی کہ لازمۂ ذات او بود فرمود کہ
اے مریدان صادق واے طالبان لائق واے معتقدان
موافق واے خادمان خدمت کیش واے درویشان
خدا اندیش ہر یک از توجہ وعقیدت خالص یقین
باور کنید کہ حیدر مراد بخش دو جہاں و بر آرندۂ
مرادات جاں جہاں چوں ہر یکے از مدت مقیم خدمت

کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی کے مطابق
جس طرح آپ کے جد امجد اپنی امت پہ طرح طرح کی مہربانیاں
وشفقت فرمائے تھے اسی طرح آپ بھی اپنے خدمت
گذاروں پہ ظاہری وباطنی طور پہ شفقت ومہربانی
فرماتے تھے اور ان کی ہمدردی ودلجوئی میں خود اپنی ذات
کو متوجہ فرماتے۔ ہر ایک آدمی کو ہر ماہ میں یا ہر ہفتہ میں آپ کے
ساتھ اوقات گذاری کا موقع دیتے تھے جس کے لئے آپ خود
وقت مقرر فرماتے اور ہر ایک پہ اس طرح کا حکم صادر فرما دیا تھا
کہ تم میں سے کسی کو کوئی ضرورت پیش آئے تو ہرگز کسی دنیوی آدمی
کے سامنے اپنے ہاتھ کو دراز نہ کرے بلکہ جو بھی ضرورت ہو ہمارے
سامنے پیش کرے تاکہ ہم خود اپنی پوری کوششوں سے اس کام کو
انجام دیں۔ اتنی سی ضمانت اور مہربانی کے باوجود جو بھی اپنے بیحیائی
کے ہاتھ کو دنیا دار کمینوں کے سامنے دراز کریگا، خدا کی قسم وہ
ہم میں سے نہیں ہے اور ہماری بارگاہِ غنا میں اس کیلئے کوئی جگہ
نہیں ہے۔ ایک دن آپ کی خدمت میں تین سو خادم آئے تھے، آپ
نے تمام کو عام اجازت عطا فرمائی، ہر ایک کو حاضر ہونے کیلئے کہا اور
پہ پوری شفقت کے ساتھ فرمایا کہ اے مریدان صادق، طالبان
لائق، معتقدان موافق، اے خادمان خدمتگذار، اللہ سے ڈرنے
والو تم میں سے ہر ایک توجہ اور عقیدت خالص ویقین کے ساتھ
یہ باور کرے، کہ حیدر دونوں جہاں کے مرادات برلانے والے
ہیں، میری خدمت میں جو بھی ایک مدت سے مقیم ہے البتہ
ضرور ہر ایک کا مدعا اور خواہش خواہ دنیوی ہو یا اُخروی

ممن اندلپس ہر آنکہ بریکے را مدّعا و خواہشے خواہ از دینی و خواہ از دنیوی پیش باشد۔ پس مکنون مافی الضمیر برطبق بیان نہادہ بجلوگاہ ظہور رسانند و حصول آں را منتظر باشد و دوران ہیچ شک نیارد کہ اشتکاک دراں باکفر برابر ہست۔ چوطالبان و مریداں و خادمان سعید ازاں محبوب ملک مجید ایں شفقت ولطف بدیدند، ہر ایک پائے کوبان و چرخ زناں نایک رب ھبلی برکشیدند صف صف، قطار قطار پیش آں بزرگوار باادب استادہ مدّعا و مطلب مافی الضمیر با پایۂ سریر ہدایت مصیر لبغرض می رسانیدند۔ قضارا مردے بلہ درمیاں ایشاں مبتلا بجد آں سرور متقین بود اتباع سنت ایں جماعت را کار بستہ ہیچو دیگر آں لب خواہش باز نہ نمودہ و اصلا از مقصد قلبی و مدعا و فواد بحضور آنسرور زبان بیان نکشود و چوں نوبت بدور سید، شاہ از کمال مہر و کرم کہ لازمۂ ذاتِ ایشاں بود در پیش خود خواندہ فرمود کہ اے بلہ دل موصوف بصفت اکثر البلہ من اہل الجنۃ از حیدر مراد بخش از ہرچہ کہ مدعا ضمیر تست چرا دریغ داشتہ لب خواہش باز نمی کنی، ہرچہ خواہی بخواہ۔ کہ عطاء آں برما مضائقہ نیست۔ سوال آنسرور جواب از وی چناں واقع شد، کہ اے قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات سوگند

پوری ہوجائیگی اپنے دل کے پوشیدہ باتوں کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے منتظر رہیں۔ اس دوران کسی قسم کا شک نہ کریں۔ اس میں شک کرنا کفر کے برابر ہے۔ جب سعادتمند مریدوں اور خادموں نے اللہ کے محبوب سے ایسی شفقت و مہربانی کو دیکھا تو ہر ایک نے دوڑتے بھاگتے ہوے رب ھبلی کا نعرہ لگایا۔ قطار کی شکل میں آپ کے آگے کھڑے ہوگئے اور اپنے دلی مقاصد کو آپ کے سامنے پیش کئے۔ اتفاق سے ان لوگوں کے درمیان ایک بھولا آدمی جو آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا ان لوگوں کی اتباع کرتے ہوے اس نے اپنی کبھی خواہش کے لئے لب کشائی نہ کی اور اپنے دلی مقصد و مدعا کے لئے زبان نہیں کھولا۔ جب اس کی باری آئی تو آپ نے اپنی انتہائی شفقت و مہربانی سے جو آپ کا وطیرہ تھی اس کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا اے بھولے، تیرا دل اکثر البلہ من اہل الجنۃ کی صفت سے متصف ہے حیدر مراد بخش سے جو کچھ تیرے دل میں خواہش ہے کیوں اس سے چھپائے ہوئے اپنی زبان نہیں کھولتا، جو چاہتا ہے مانگ لے۔ اس کا عطا کرنا ہمارے لئے کوئی دشواری کی بات نہیں۔ آپ کے سوال پر اس بھولا سا آدمی نے جواب دیا، کہ اے قبلۂ حاجات!

بکرد، کفش پا بیت کہ ایں اخس و کفش بردار ناکس
بہ یقیں چہ در دنیا و چہ در دیں بجز از تو ہیچ نمیخواہم
و لبغیر از ذات شفقت آیات تو در ہر دو عالم ہیچ
کس را نمی دانم و نمی خوانم و نمی بینم و نمی شناسم
و از جملہ کائنات تو مرا بسے و چوں تو بر اضمار ضمائر
مطلع ہستی دیگر چہ گویم پیش ازیں از طال لسانی
راہ سوادب نمی پویم و چوں ایں نکتہ خالص گوشگزار
شاہ نمود، شاہ ذیجاہ لب مبارک بہ تبسم کشاد، دیگر
ہیچ با و نفر مود۔ اتفاقاً چوں ایں مجلس روزے چند
بگذشت ناگاہ شاہ راہوس زیارت بیت اللہ در
سر مبارک راہ یافت، خواست کہ ظاہر اعضاء و
جوارح را بہ تقبیل و تلثیم مرقد مبارک جد خود و کعبۂ
شریفہ مشرف گرداند۔ آنگاہ بجملۂ توابعان و
لواحقان و خادمان و مریدان درگاہ عالی را حکم
محکم و فرمان حکم چناں نافذ فرمود کہ ہر یک فردے
استعداد زاد و راحلہ سفر دریا کند و بہ رفاقت با ما
استعداد و استیلام و تقبیل و تلثیم آں اشرف المواضع
و امجد الاماکن مستعد و مشرف شود۔ القصہ ہر یک از اں
سہ صد نفر مذکور حکم محکم آنسرور را محکوم شدہ
در اندک روز از اں استعداد زاد و راحلہ بہ پرداختند
بعد از اں سرور مع ایں کساں معدودہ بلب دریا
رسیدہ در کشتی سوار شدہ شب و روز قطع منازل

و کعبۂ مرادات میں قسم کھا کر کہتا ہوں یہ ذلیل جو آپکی
خاک پا ہے یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ یہ دنیا ہو یا آخرت
مجھے آپ کے سوائے کوئی چیز نہیں چاہیئے۔ میں آپ کی
شفقت بھری ذات کے سوا دونوں عالم میں کسی کو نہ
جانتا ہوں اور نہ دیکھتا ہوں اور نہ ہی پہچانتا ہوں۔ پوری
کائنات میں آپ میرے لئے کافی ہیں۔ میری اس بات پہ
آپ ہی گواہ ہیں جب آپ دلوں کی پوشیدہ باتوں سے مطلع
ہیں تو آپ سے کیا کہوں۔ لب کشائی کہیں بے ادبی کا باعث نہ
ہو جائے۔ اس خالص نکتہ کو سننے کے بعد آپ نے تبسم فرمایا اور
اس سے کچھ نہیں کہا۔ اس مجلس کے چند دن بعد اچانک شاہ کو زیارت
بیت اللہ کی خواہش پیدا ہوئی کہ ظاہری اعضاء و جوارح کو
اپنے جد امجد کے روضۂ مقدسہ اور کعبۂ مبارکہ کی بوسہ دہی
سے مشرف کریں۔ اسی وقت آپ اپنے مریدوں معتقدوں
اور خادموں کو حکم دیا کہ ہر ایک آدمی سفر کے لئے توشہ تیار
کر کے سفر دریا کرے تاکہ ہر ایک ہمارے ساتھ مقدس مقامات
کی زیارت سے مشرف ہو جائے۔ القصہ ان تین سو آدمیوں
میں سے ہر ایک آپ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے
چند ہی دنوں میں سفر کی تیاری کر لیا۔
آپ ان لوگوں کے ساتھ ساحل سمندر
پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہوئے۔
دن رات سفر میں رہے۔
اتفاق سے ایک رات سمندر

و مراحل بر سراب می نمود و قضارا دریں اثنا شبے از شبہائے طوفانی در دریا پدید آمد۔ چنانچہ ہمہ آب دریا بجوشید و کشتی را در جنبش آمد و بند بندش از ہم گسیخت۔ اعضایش ذرہ بذرہ پارہ پارہ و ریزہ ریزہ از یکدیگر جدا کردہ و ازاں سہ صد نفر معدود ہیچ یکے نماند، ہمہ معدوم شدند مع مبلغے املاک و امتعہ و اقمشہ ہمہ یکساں راہ عدم گرفتند و من و عن در ورطۂ فنا غرق شدند الا شاہ و آں ابلہ کہ بشاہ دعوائے انا لك و انت لی من ترا میخواہم و ترا می جویم میکرد۔ مگر ایں ہر دو شاہ و گدا بر سر تختہ دراں قعر آب بے پایاں از شکر حق گویاں رضاء او جویاں در تشویرات امواج بپایاں قطع راہ می نمودند، نہ مجال آرمیدن و نہ یارائے جنبیدن، ولیکن شاہ را ازیں بلائے ناگہانی ذرہ تغیر و تبدیل بر بشرۂ مبارک راہ نیافتہ، بعد ہر زماں با روئے تازہ و لب خنداں جبہۂ لمعان چوں گل گلاب بر سر آب در شوق خالق وہاب بآں خادم بے تاب در سوال و جواب مشغول بود و او را بر ساحل سمندر فرو گذاشتہ بصفائے باطن تلقین کرد و شاہ از عجائبات دریا و جانوران آبی معائنہ می نمود و خالق خلقت ایشاں را حمد و ثنا می گفت۔ اتفاقاً بعد از روزے چند تختہ معلوم بکنارۂ جزیرہ رسید۔ شاہ از تختہ فرود آمد و تختہ را بر کشید و بر کنارۂ آں جزیرہ نہاد و خود درون جزیرہ

میں ایک زبردست طوفان اٹھا۔ پورا سمندر جوش میں آگیا، اور کشتی ڈولنے لگی۔ اس کے تمام جوڑ ٹوٹ گئے۔ اس کے تمام حصے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گئے۔ تین سو آدمیوں میں سے سوائے شاہ اور اس بھولے آدمی کے جو شاہ کا عاشق صادق تھا اور انا لك و انت لی جسکی شان تھی کوئی بھی باقی نہ رہا، سب گم ہوگئے، اپنے ساز و سامان کے ساتھ راہ عدم لی اور فنا ہوگئے۔

دونوں شاہ و گدا ایک تختہ پر سوار بے پایاں سمندر میں شکر حق و رضائے حق بجا لاتے ہوئے موجوں کے اشاروں پر راستہ طے کرتے رہے، نہ آرام کرنے کا ذریعہ، نہ ہلنے کا موقعہ، باوجود اس کے شاہ کے مبارک چہرے پر کوئی تغیر و تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ ہر وقت تازہ سا چہرہ مسکراتے لب اور چمکدار پیشانی سے ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی گلاب کا پھول پانی کی سطح پہ خالق وہاب کے شوق میں اس بے تاب خادم کے ساتھ سوال و جواب میں مشغول ہے اور اسکو ساحل سمندر پہ اتار کر صفائی باطن کی تلقین فرمایا اور آپ دریا کے عجائبات اور آبی جانوروں کا معائنہ اور خالق کائنات کی حمد و ثنا کرتے جا رہے تھے۔ چند روز کے بعد کشتی کا تختہ ایک جزیرے کے کنارے

خرامیدہ جائے دید وسیع با درختانِ پُرمیوہ وبلند ورفیع، صحفے دلکش وفضائے بے خاشاک وخس جابجا. ہر سو آں شاہ آزاد با دلِ شاد گشت می نمود — اتفاقاً درایں اثنا شخص معمّر با جبہۂ نورانی، کشادہ پیشانی بارِیش سفید درخشاں ۔ چوں خورشید باو دوچار شد، چوں در عمر بسیار معمر بود. شاہ اورا بخطاب یا عمو مخاطب گردانید۔ نامش پرسید، گفت سید حسین، ایشاں ہم از نام شاہ نشانے طلبیدند، شاہ ہم از نام مبارک خود اعلام داد۔ بعدازاں از مہر غالب و التفات جاذب یکدیگر مقبل وملثوم ساختہ زیر درختی بنشستند واز ہر دوئے سخناں پیوستند۔ شاہ پرسید اے عمو بزرگوار! اقامت شما دریں بیشہ خونخوار کہ جزیرہ ست، اصلاً از آدمی وآدمی زادگان درو نرسیدہ بلکہ نام ونشانش کسے نہ شنیدہ واز چہ سبب واقع است وبا دام ودو جانوراں چگونہ وقت گذر است گفت سید مختار واے ثانی حیدر کرار از مدت سی سال مقیم ایں بیشہ ہلاک بیشہ از ہمیں اندیشہ شدہ ام کہ شنیدہ ام کہ جملہ از مصحفہا وکتب ہا کہ از دست مبارک اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، وکرم اللہ وجہہ، مکتوب ومطور شدہ من وعن آں ہمہ مکتوبات عزیزہ دریں کوہ سیاہ بلند کہ در پیش تست نہاں اند وبعد از وفات آنسرور ہمہ درو مندرج

پہنچا۔ شاہ نیچے اتر آئے اور اس تختہ کو کنارے پر کھینچ لیا اور خود اس جزیرے میں آرام کئے — اتفاق سے آپ کی نظر ایک وسیع جگہ پہ پڑی۔ میووں سے بھرے ہوئے بلند درختوں اور دلکش میدان پہ جہاں کی فضا گرد وغبار سے پاک وصاف تھی اور آپ ادھر اُدھر خوشی کے عالم میں گھومنے لگے۔ اتفاق سے آپ کی نظر ایک معمر آدمی پر پڑی جسکی پیشانی نورانی تھی اور کشادہ داڑھی سفید چمکیلی خورشید تاباں جیسی آپ نے ان سے ملاقات کی۔ چونکہ وہ بزرگ کافی عمر رسیدہ تھے اسلئے آپ نے انہیں چچا کہہ کر پکارا اور ان کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میرا نام سید حسین ہے۔ خود وہ بزرگ نے شاہ کا نام دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنے مبارک نام سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد محبت والفت وجذبے کے تحت ایک دوسرے سے معانقہ کئے۔ پھر ایک درخت کے نیچے دونوں بیٹھ گئے اور ہر ایک مسئلہ پر گفتگو کرتے رہے پھر شاہ نے ان سے پوچھا اے چچا بزرگوار آپ اس خطرناک جنگل جس میں نہ کوئی آدمی زاد ہے اور نہ ہی اس جزیرے کا نام کسی نے سنا ہے، آپ کیوں مقیم ہیں ۔ ان درندوں جانوروں کے درمیان آپ کا وقت کیسے گذرتا ہے۔ انہوں نے کہا اے سید مختار اے ثانی حیدر کرار، تیس سال سے اس جنگل میں رہتا ہوں، اس خیال سے کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، کے لکھے ہوے وہ تمام صحیفے وکتب من وعن اس کالے بلند پہاڑ میں پوشیدہ ہیں ۔ جو آپ کے سامنے ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد سے وہ سب صحیفے اسی کے

کردہ امیدوارم کہ اگر طالع یاوری بخت مددگار شود، مکتوبے ازاں خط شریف عزیز بمن رسد وازہمیں مد نظر در مدت سی سال کہ دریں بیشہ گوناگوں ریاضت وحصول مدعا یافتہ گفت نے اکنوں بجائے حیدر کرار مختار چوں تو حیدر بزرگوار آمدہ است عجبے نیست کہ رہ بدار الملک حصول مدعا ومقصود برم، بعد ازاں شاہ نوعی از استخارہ باو فرمود کہ بعد از استخارہ سر بخواب نہد وآنچہ در جواب حکم شود برآں عمل کند وشاہ کارآگاہ خود ہم شرائط استخارہ بتقدیم رسانیدہ پارۂ سر بخواب نہاد حکم عالی از جناب باعظمت اسد اللہ الغالب چناں صادر شد کہ اے فرزند خجستہ سیر اسمک اسمی وہو حیدر راز یمن قدوم میمنت لزوم تو ریاضت چندیں سالۂ آں پیر را قبول کردہ از نوشتجات عظمت آیات خود مصحفے باو دو مصحفے بتو مرحمت فرمودیم۔ فردا شما ہر دو قسمت خود برحکم بخش بگیرید۔ علے الصباح چوں شجرہ ازیں آفتاب از جزیرۂ فلک سر بر کرد شاہ باآں پیر معمر پرسید کہ عمو دوش ترا چیزے در عالم خواب نمودند گفت نے۔ اگر امشب از دولت اقبال تو چیزے بمن نمایند وازاں کالائے پنہانم نشانے دہند عجبے نیست، چوں وقت شب رسید باز بہموں نوع شرائط استخارہ۔

اندر ہیں امید ہے کہ اگر قسمت یاوری کرے اور نصیبہ ساتھ دے تو ان مبارک خطوط میں سے کوئی ایک حصّہ مجھے بھی نصیب ہو، اسی خواہش کے تحت تیس سال سے اس جنگل میں مختلف قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے کر رہا ہوں، اب جبکہ حیدر کرار کے بجائے آپ حیدر بزرگوار آگئے ہیں تعجب نہیں کہ میں اپنے حصول مدعا میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس کے بعد شاہ نے انہیں ایک استخارہ کا ایک طریقہ بتایا اور کہا استخارہ کے بعد سو جاؤ اور جو کچھ جواب میں حکم ملے اس پہ عمل کرو، شاہ نے بھی استخارہ کے تمام شرائط ادا کرنے کے بعد آرام کیا۔ پُرعظمت بارگاہِ حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہٗ سے یہ حکم عالی صادر ہوا کہ اے فرزند خوش سیر تمہارا نام اور میرا نام ایک ہے، وہ ہے حیدر۔ تمہارے مبارک آمد سے اس تیس سال کے عبادت گذار بوڑھے کی ریاضت وعبادت قبول کی جاتی ہے اور ان مبارک مکتوبات میں سے ایک مکتوب انہیں اور دو مکتوب تمہیں عطا کئے جاتے ہیں کل تم دونوں اپنے اپنے حصے حاصل کرلیں۔ طلوع آفتاب کے بعد آپ نے معمر آدمی سے پوچھا چچا آپ نے کل رات خواب میں کوئی چیز نہیں دیکھی ہے؟ اگر آج کی رات تمہارے نصیب سے کوئی ایسی چیز دکھائی دے جس سے وہ سامان جو ہم سے پوشیدہ ہے اسکی جانب نشاندہی ہو جانا تعجب نہیں۔ جب رات آئی پھر اسی طرح شرائط

بتقدیم رسانیدہ سر بخواب نہاد، ناگاہ حکم عالی
از اسد اللہ الغالب در باب او چناں صادر شد
کہ فلاں حاشا ثم حاشا ازاں کالائے مخزون و مکنون
ترا نشانی دادن نبودیم و آں دروازہ ہرگز بر تو
کشادن نخواستیم ولیکن محض یمن قدوم میمنت لزوم
فرزند نیکو سیر قرۃ عینائی شاہ حیدر لابد ازاں در
بر تو ہم کشادیم و ازاں مکتوب یکعدد بتو و عددین
باو بخشش فرمودیم۔ فردا شما قسمت خود بگیرید۔
چوں ازیں نوع در عالم خواب اجازت یافت بمجرد
اشک آلود و بر حسد از عالم خواب بیدار شد و گفتن گرفت
کہ من از مدت سی سال مقیم ایں بیشہ جفا کیش، ستم
و انواع انواع محن و شدت و گونہ گونہ رعب و دہشت
کشیدہ ام و ایں مرد ازیں محنت ذرہ نکشیدہ
شراب تلخ تنہائی ایں جزیرہ ذرہ نچشیدہ، بلکہ دریں
جا آمدہ ہنوز ہفتہ نشدہ ایں چہ معنی دارد کہ مرا گویند
کہ از یمن قدوم شاہ حیدر ازاں در دادہ بر تو کشادہ
ایم و الا نہ ہرگز فتح باب آں کالائے مخزون بر تو
کردنے نبودیم و نیز گویند عددے بتو و عددین باو
مرحمت فرمودہ ایم، ازیں در اندیشہ و حسد مالا یتناہی
افتاد، ناگاہ دریں اثنا ناگاہ چوں پیر معمر آفتاب
ریش دریں سفید نورانی از زنخدان مشرف
برآورد و شاہ پیش آں پیر شد کہ السلام علیکم

استخارہ بجا لا کر سو گئے، اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے اس معاملہ میں اس طرح حکم عالی صادر ہوا کہ اے فلاں
ہرگز یہ چھپی ہوی دولت کی نشانی ہم تمہیں نہیں دیتے
اور اس دروازے کو ہم تم پر کھولنا نہیں چاہتے تھے۔
لیکن صرف فرزند ارجمند شاہ حیدر ولی اللہ کے تشریف
آوری کی برکت سے ہم تم پر یہ دروازہ کھولتے ہیں۔
اور ان مکتوبات مبارکہ میں سے ایک حصہ تمہیں، اور
دو حصے انہیں بخشتے ہیں۔ کل تم اپنے حصے لے لو۔
خواب میں اس طرح کی اجازت پانے کے بعد معمر آدمی
رشک اور حسد کے عالم میں خواب سے بیدار ہوئے۔
اور اپنے آپ میں کہنے لگے کہ میں تیس سال کی مدت
سے اس جنگل میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کرتا
آیا ہوں اور خوف و دہشت سہتا رہا ہوں، لیکن یہ
آدمی (حیدر ولی اللہ) ذرا برابر تکلیف نہیں اٹھایا اور
تنہائی کی تلخ شراب کو ذرا برابر بھی نہیں چکھا بلکہ اس
جگہ آکر ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا اس کا کیا مطلب ہے ؟
مزید مجھ سے کہتے ہیں کہ شاہ حیدر کی آمد کی برکت سے
تجھ پر یہ دروازہ کھولا جاتا ہے ورنہ ہرگز یہ دروازہ
تجھ پر کھولا نہیں جاتا اور پھر کہتے ہیں کہ ایک تم لو اور
دو آپ کو دیدو۔ اسی لامتناہی فکر میں وہ بزرگ پڑے
رہے۔ اس درمیان صبح کے وقت شاہ ان کے سامنے
آئے اور سلام کیا، تو وہ بوڑھے نے جواب میں

از سر غیرت جواب داد کہ وعلیکم السلام، بعد ازاں شاہ گفت یا عموی شب آں کالائی معلوم کہ بخش ما و شما است بیا بنما کہ آں کجا ہست تا بگیریم از روی حسد جواب داد کہ شما را خود معلوم است کہ از برکت شما آں در بر ما کشادہ ایم فرمودند۔ شاہ گفت نے نے شما اول در پیش شوید و ما را با آں رہبری کنید کہ مردی بزرگ سن و عموی با حرمت ہستید و در حرب حرمت اب و عم یکی ہست۔ آخر الامر شاہ ایشاں را بجہد بلیغ در پیش کرد، و ایشاں ہم طوعاً و کرہاً راضی شدند۔ القصہ چوں آں پیر معمر ساعتے چند بہ پیش کوہ معلوم از توجہ تمام استادہ فاما ہیچ آثار قبول ظاہر شد بعد ازاں آں سرور با دلی پاک ساز حقد و حسد بہ پیش آں بلند رسد، بتوجہ تمام بمجرد استادن آثار قبول توجہ نمایاں شدن گرفت و نسیم مرحمت وزیدن آغاز کرد۔ ناگاہ شقی در میان کوہ سیاہ پیدا شد۔ چنانچہ در دہنش مقدار آمد و رفت یک کسی راہی پدید آمد۔ شاہ چوں دید کہ شقی در میان کوہ پیدا۔ بعد ازاں شاہ فرمود کہ ای عمو برو و قسمت مقسوم ازاں برگیر۔ ناگاہ در حال روانۂ آں بلند رسد شدہ خود را داخل آں شق ساختہ دید بر جائی بلند مصحفی چند نہادہ اند بمجرد رسیدن

وعلیکم السلام کہا، اس کے بعد شاہ نے فرمایا اے چچا! رات جن چیزوں کے بارے میں جو معلومات دی گئی ہیں وہ تمہارے لئے اور ہمارے لئے ہیں، چلئے اور دکھائیے کہ وہ جگہ کہاں ہے، تاکہ حاصل کرلیں۔ از روئے حسد اس نے جواب دیا کہ وہ خود تمہیں معلوم ہے اور تمہاری ہی برکت سے وہ دروازہ ہم پر کھولا گیا ہے۔ ایسا ہی تو فرمایا گیا ہے۔ شاہ نے فرمایا نہیں نہیں آپ آگے چلئے اور ہماری رہنمائی کیجئے اور آپ بزرگ آدمی ہیں، محترم چچا ہیں اور عرب میں والد اور چچا کی عزت یکساں ہوتی ہے۔ آخر کار شاہ اپنی تمام کوششوں سے ان کو آگے بڑھایا اور وہ بھی طوعاً و کرہاً راضی ہوے۔ حاصل کلام جب وہ معمر آدمی کچھ دیر کے بعد پوری توجہ کے ساتھ ایک پہاڑ کے قریب کھڑا ہوگیا مگر قبولیت کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوے اس کے بعد شاہ کہ جن کا قلب مبارک حقد و حسد سے پاک تھا اس پہاڑ کی بلندی پر پہنچے اور کامل توجہ کے ساتھ قیام فرما نا ہی تھا کہ قبولیت کے آثار نمایاں ہوے نسیم رحمت چلنے لگی اچانک اس کالے پہاڑ کے درمیان ایک پھٹن ظاہر ہوئی۔ صرف ایک آدمی کے جانے اور آنے کا راستہ پیدا ہوا۔ شاہ نے جب اس پھٹن کو دیکھا تو فرمایا، اے چچا اندر جاؤ اور اپنے حصہ کو لے آؤ۔ معمر آدمی پہاڑ کی بلندی پر پہنچے اور اس شق کے اندر داخل ہوے دیکھا کہ اونچے ایک مقام پر چند صحیفے رکھے ہوے ہیں۔

درانجا مصحفی خود بخود بزیر رسید که قسمت خود داشت، دست دراز کرده در بغل گرفت، بار دیگر کوه دلرا از شق غیرت منشق ساخته، باز دست دراز کرده مصحفی دیگر گرفت، هر دو در بغل کرده خواست که بیرون در شود۔ ناگاه حکم عالی از عالم غیبی از جناب اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجهہ، بآں کوه منشق چناں صادر شد که فلاں کسی تجاوز از حکم ما کرده بی اذن و رخصت ایں جانب مصحفی دیگر گرفت است، پس زنہار زنہار ای سنگ گراں انبار که ہرگاه که ہر دو مصحف در بغل کرده در شق شما آید شما ہر دو وصلہ سنگین فراہم آمده چناں کنید که از میاں شما سلامت نگذرد تا که تا سر پا دو نیم شد ناگاه با ہر دو جلد اشک آلوده بمقابلہ آں شق شخص رسیده پای بیروں و پای دروں داشت که ہر دو وصلہ سنگیں از بالا و زیر ہر دو بہم آمده او را درمیان خود چسپانیدند، شاه چوں ایں احوال برای العین مشاہده نمود آثار ترس و رعب بر بشرہ مبارکش ظاہر شد۔ باز دلش نخواست که داخل در شده قسمت خود بگیرد۔ پس تحیر و متفکر در آنجا ایستاده در اندیشہ دور و دراز افتاد که مبادا اگر من اول داخل در شدی آنچه که او دید من ہم دیدمی و آنچه که او رسید من ہم رسیده۔ ناگاه دریں اثنا آوازی از ہاتف غیبی شاه رسید که ای قرة العین

اُن کے پہنچتے ہی ایک صحیفہ خود بخود نیچے آگیا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ اپنا حصّہ ہے۔ ہاتھ دراز کیا اور ایک صحیفہ اٹھالیا۔ اور اپنے بغل میں رکھ لیا۔ دیکھا کہ پہاڑ کی پھٹن ابھی کھلی ہوئی ہے۔ ہاتھ بڑھا کر دوسرا صحیفہ بھی اٹھالیا اور دونوں صحیفوں کو بغل میں دبا کر باہر نکلنا چاہتے کہ اچانک غیب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حکم عالی پھٹے ہوئے پہاڑ پر اسطرح صادر ہوا کہ فلاں شخص ہماری حکم عدولی کی ہے اجازت کے بغیر دوسرے صحیفے کو بھی لے کر آرہا ہے، اے سنگ گراں بار، جب وہ شخص دو صحیفے بغل میں دبائے تمہارے شق سے گذرنا چاہے تو تم دونوں پتھروں کو جاد و تاکہ وہ سلامتی کیساتھ گذر نہ سکے یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ جب وہ معمر شخص دو جلد لیکر اس شق کے مقابلے میں آئے ابھی ایک پاؤں اندر ایک پاؤں باہر ہی تھا کہ وہ دونو شق ایک دوسرے سے اوپر اور نیچے جمع ہوگئے اور اس آدمی کو درمیان میں چپکا دیا۔ سر سے پاؤں تک دو ٹکڑے ہوگیا۔ شاہ نے جب اپنی آنکھوں سے اس حالت کا مشاہدہ کیا تو خوف و دہشت کے آثار آپکے چہرۂ مبارک پر ظاہر ہونے لگے۔ آپکا دل نہیں چاہا کہ اس دروازہ کے اندر داخل ہو اور اپنے حصّہ کو لے۔ پس متحیّر و متفکر ہو کر اسی جگہ کھڑے رہے اور سوچنے لگے، اگر میں پہلے داخل ہو جاتا تو میری بھی یہی حالت ہو جاتی تھی۔

حیدر کرار، وای قطعہ کبد الرسول بزرگوار زود باش وپیش شو وقسمت ومقسوم خود بگیر شاہ گفت نمی خواہم کہ جان شئ عزیز است واز برائے چنیں کالا چنیں شئ عزیز را در ورطۂ مخافت وتہلکہ افگندن از عقل عاقلاں دور است ای جد بزرگواری حکم عالی ترا چگونہ محکوم شوم واز برای آوردن قسمت مقسوم چگونہ پیش روم چگونہ پس وپیش نہ نہم کہ اولا آں مرد را درون خواندی وگونہ گونہ حرفہای استمالت و مرحمت ہر صفحہ دلش نہادندی آخر از امیدواری داخل شدن ہماں از سر تا پا دو نیم ہماں پس در چنیں مخافت کہ اولین قدم کاہش مخافت جان باشد چگونہ قدم زنم باز ندا آمد کہ اے فرزند شائستہ از وقوع ایں واقعۂ ہابلہ دلی تنگ مشو کہ ایں مرد از شومیت اعتدادی خود بسرا رسید وگر از جادۂ حکم ما عدول نکردی حاشا روزی ایں روز شوم ندیدی بلکہ مامون ومضمون با عروس مراد ہم آغوش شدہ صحیح وسالم بیروں فرا میدی۔ پس زود باش وہیچ گونہ اندیشہ وخدشہ بخاطر عزیز رامدہ، خراماں وخنداں داخل در شو۔

وامنا من الخوف الرعب مع جلدین عزیزین مبارکین بیروں آر القصہ بعد از قیل وقال بسیار شاہ ذی الانتباہ دید کہ آں جد بزرگوار تملیک آں

اچانک اسی درمیان ایک غیبی آواز آپکے کانوں تک پہنچی، اے قرۃ العین حیدر کرار، اے لخت جگر رسول بزرگوار جلدی کرو اور آگے بڑھو، اپنے حصہ کو لے لو، شاہ نے فرمایا ان چیزوں کے حصول کے لئے اپنی جان عزیز کو خطرات میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اس بھنور میں خود کو ڈالنا دانشمندی نہیں ہے۔ اے جد بزرگوار آپکے حکم عالی کی تعمیل کیسے کروں اور اپنے حصہ کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھوں۔ پہلے تو اس آدمی کو اندر بلایا گیا اور مختلف قسم کے نوازشات کی خواہش اس کے دل میں ڈالی گئی۔ جب وہ امید کے ساتھ داخل ہوا تو اسکے دو ٹکڑے کر دئے گئے۔ ایسے خوف کے عالم میں جسکا پہلا قدم ہی اندیشۂ جان کا سبب ہے میں کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں۔ دوبارہ آواز آئی اے فرزند ارجمند اس واقعہ سے تم کو کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیئے۔ اس شخص نے حکم عدولی کی اپنی سزا پایا۔ اگر وہ ہماری حکم عدولی نہ کرتا اسے ہرگز یہ دن نہ دیکھنے پڑتے بلکہ اپنے مقاصد کو حاصل کرکے آرام کے ساتھ باہر جاتا۔ تم جلدی کرو اور اپنے دل عزیز میں کوئی خدشہ واندیشہ مت لاؤ۔ ہنسی خوشی سے اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ خوف ودہشت سے بے خوف ہوکر دو جلدوں کو جو بابرکت ہیں لیکر باہر آؤ۔ القصہ بہت کچھ گفتگو کے بعد شاہ ذی جاہ نے دیکھا کہ جد بزرگوار ان دو جلدوں کا مالک بنا دینے کے لئے بہت ہی مصر ہیں ناچار سمعنا واطعنا کہتے ہوئے

جلدین بسیار ساعی وقاصد ہست چار حرف
سمعنا واطعنا زبان فرمود که ای ازاں جلد ہای
وافی وصافی ما رایکی کافی ہست . پس
امیدوارم که بتکلیف اخذ جلدین مکلف نکنی
باز از واری غیب چنیں منادی شد که از فرزند
برخوردار زنہار زنہار رضای دل مانگہدار
وازاں جلد ہائے مبارک عددین فراہم آر اگر خاطر
عزیزت خواہد ہر دورا برای خود نگاہدار والا نہ
ازاں جلدی لبشاہ اسمٰعیل که پادشاہ ہست در ملک
عرب واز مدت العمر آرزو میدارد که پارچہ از نوشتہ
جات دست مبارک من بیابد وما ہم می خواہیم که
خواہش اورا بقبول مقروں داشتہ از کتابت
خود مرحمت او کنیم از دست خودیکی ازاں باو بدہی
الغرض آں سرور مامور امر جد جلیل القدر شدہ
خود را داخل ساخت بمجرد داخل شدن دو جلد
ازاں رسد بلند خود بخود فرود آمد پس ہر دو از
دست مبارک در بغل گرفت آں سرور سالم وغانم
رفت، ہستی خود بدر آوردہ الغرض چوں وجود
آں پیر بزرگوار معلوم کرد و وصلہ شد، ہمہ دراں
نیم بیروں ماندہ بود، چوں آں سرور درون آں شق
داخل شد ازاں وصلہ معلوم ہیچ اثری نیافت،
وچوں بیروں آمد ہمچناں از وصلہ دیگر ہم نشانی

فرمایا ان دو جلدوں میں سے مجھے ایک ہی کافی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے دوسری جلد لینے کی تکلیف نہ دینگے۔ غیب سے آواز آئی اے فرزند ارجمند ہماری خوشنودی کو ملحوظ رکھو اور ان جلدوں میں سے دولے لو تمہارا دل چاہے تو دونوں رکھ لو یا ایک جلد شاہ اسمٰعیل، جو عرب کا بادشاہ ہے اور ایک زمانے سے ہمارے دست مبارک سے لکھی ہوی چیزوں کا خواہشمند ہے اس کے حوالے کردو۔ ہم خود چاہتے ہیں کہ اس کی یہ خواہش قبول کرلیں اور اپنی لکھی ہوی چیز انہیں عطا کریں۔ لہٰذا اپنے ہاتھوں سے انہیں ایک جلد دے دو۔

الغرض آپ اپنے جد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کرتے ہوے جیسے ہی شگاف میں داخل ہوے دونوں جلد اوپر سے نیچے آگئیں۔ آپ نے دونو جلدوں کو بغل میں رکھا سلامتی اور کامیابی کے ساتھ باہر نکل آئے۔

جس وقت آپ شگاف میں داخل ہوئے تو آپ اس معمر آدمی جو (ٹکڑے ہوکر آدھا اندر آدھا باہر پڑا ہوا تھا) کے حال کو معلوم کرنا چاہا۔ اس جگہ اس حادثہ کی کوئی نشانی موجود نہ پاکر سخت حیران ہوئے۔

درنظرش بیامد درخود حیران شد۔ فی الجملہ آں سرور ازاں جامع ہر دو جلد بر کنارہ دریا آمدہ باز برآں تختہ کہ درگرت اول نشستہ بود وبوقت دخول جزیرہ از آب کشیدہ ہمچناں برکنارۂ آب دریا نہادہ بود ہموں تختہ در آب افگند، وبرآں تختہ سوار شدہ آں ہر دو مصحف پیش خود نہادہ کہ برسر آب راہ رواں شد۔ اتفاقاً درہماں شب درخواب شاہ سمٰعیل اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ حاضر شدہ چناں بشارت داد کہ اے فلاں از مدت العمر آرزوی دارین کہ پارچہ کاغذی از دست مبارک من مکتوب باشد بیابی وشب و روز و روز وشب ہمت بریں مصروف میداری پس حسن عقیدت و توجہ ترا بشرف قبول مشرف داشتہ در فلاں تاریخ و فلاں ساعت از فلاں راہ قرۃ العین بارادت خود بر تو رسیدہ جلدی از مکتوب خود بر تو برسا۔ پس صورت املح وشکل دلکش شاہ حیدر را از سرتا ناخن یا درنظرش در آورد۔ چوں شاہ سمٰعیل ازیں بشارت و مژدہ جاں بخش مسرور و مبہوج شد ہر روز در راہی کہ آں شیر خدا نشانی دادہ بود، باں طرف سواری فرمود، منتظر قدوم میمنت لزوم آں سرور بودی، القصہ روزی برحکم

آپ دونوں جلدوں کو لے کر سمندر کے کنارے آئے اور اس تختہ کو جس پر سوار ہو کر آئے تھے دریا میں ڈال کر سوار ہوئے اور دونوں صحیفوں کے ساتھ روان ہو گئے۔ اسی رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ شاہ اسماعیل کو خواب میں بشارت دی کہ ایک زمانہ سے ہمارے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کے آرزومند ہو اور دن رات اسی خیال میں رہتے ہو، تمہاری عقیدت کو شرف قبولیت عطا کرتے ہیں۔ اور فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں وقت، فلاں راستے سے فرزند ارجمند تمہارے پاس آئیں گے، اور ایک جلد تمہیں عطا کریں گے۔ خواب ہی میں حضرت شاہ حیدر ولی اللہؒ کی دلکش شکل وصورت سر سے پا تک دکھادیا، شاہ اسماعیل اس جاں افروز بشارت سے بہت ہی مسرور ہوئے۔ اور ہر روز گھوڑے پر سوار ہو کر شیر خدا کے بتائے ہوئے وقت اور راستہ پر شاہ کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرنے لگے۔

حسب عادت ایک روز بادشاہ سوار ہو کر

عادت معهود چوں بآں طرف معلوم رسید یکایک دید کہ بر کنارۂ دریا و زیر درختی شخص بزرگوار با جبهۂ نورانی نشستہ دو جلد مصحف پیش نهادہ چوں آں شاہ عقیدت مند خوب نظر فرمود علامت و نشانی کہ در خواب دیدہ بود ہر ہمہ در جبهۂ مبارکش و در وجود آنسرور بر جا دید۔ ہموں وقت خود را از آداب و اشتیاق تمام از مرکب سواری بزیر افگند و سجدات شکر بتقدیم رسانیدہ پیش آنسرور در آمد و بتعظیم ہر چہ تمام تر با تجمل و دبدبۂ بادشاہی درون شہر خود براد، القصہ شاہ ازاں جلدین جلدی باو مرحمت فرمود، بعد ازاں او ازانجا باز مسافر شد۔ ؛؛

بتائے گئے راستہ پہ جارہے تھے کہ یکایک ان کی نظر سمندر کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے بزرگ پہ پڑی جو دو صحیفے اپنے ساتھ رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ بادشاہ نے غور سے دیکھا خواب میں دیکھی ہوئی تمام علامتیں اور نشانیاں آپ کے چہرۂ مبارک پہ واضح تھیں۔ فرطِ ادب سے اتر پڑے، آداب بجا لاتے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچے اور پوری تعظیم و تکریم اور شاہانہ دبدبہ کے ساتھ آپ کو اپنے شہر میں لے آئے۔ شاہ نے ان دونوں جلدوں میں سے ایک جلد بادشاہ کو عنایت فرمایا۔ اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد سفر پہ روانہ ہو گئے۔

خوارق حیدریہ

افضل العلماء مولوی
محمد ابوبکر صاحب ملیباری
لطیفی استاذ دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور

خرقۂ ششم رسیدن آنحضرت برلب دریا و دیدن راہبے و بیان واقعہ کماہی۔
چھٹی کرامت حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادریؒ دریا کے کنارے پہنچنا اور وہاں ایک عیسائی راہب کو دیکھنا، اس واقعہ کا تفصیلی بیان۔

در وقتے سفر آنحضرت بر کنارہ دریا واقع بود۔ بر لب آں راہبے باآنحضرت ملاقی شد با تجمل و متاع بسیار خادمان و شاگردان بے شمار فی الجملہ از امتعہ و رقمۂ عظیم البہائے دنیاوی اقل متاع او آں بود کہ عدد قبقاب بے داشت دریائے مرصع از جواہر گراں قیمت کہ جوہریاں جوہر شناس بکیفیت و کمیت قیمت آں نبردندے و بہر از زبان تعریف و توصیف آں کردندے فی الجملہ شنیدہ شدہ کہ غالب قیمتش از ہفت لک درم رائج بیشتر بود۔ اتفاقاً آنحضرت با تجمل و دبدبہ شاہی آیات مباہی بر آں سرزمین نصب فرمود۔ القصہ چوں آں راہب بر فضل و کمالیت آنحضرت اطلاع حاصل کرد، ہموں زماں عازم ملاقات شاہ شدہ در خدمت آنسرور رسید و از در گفتگو مشغول شد و آں معدن خلق محمدی بر حکم ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة مواعظیکہ صیقل آئینہ دل او باشد بیاں می فرمود۔ ناگاہ مرأت دلش جلا شدن گرفت ای شاہ اہل سلف ہر آئینہ از انبیاء زمانہ خود

ایک مرتبہ آپ سفر کے دوران ایک دریا کے کنارے سے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک راہب نے آپ سے ملاقات کی، اس کے ساتھ کافی دولت اور بہت سے خدام و شاگرد تھے، نیز دنیوی مال و دولت کا انبار اس کے پاس موجود تھا۔ اس میں سے معمولی ہیرہ جواہرات سے آراستہ ایک جوڑی کھڑاوے کی تھی جسکو وہ پہنے ہوئے تھا جسکی قیمت اچھے اچھے جوہری بھی لگا نہیں سکتے تھے۔ ہر ایک زبان پر ان کی تعریف و توصیف ہی تھی۔ حاصل کلام سنا گیا کہ ان کی قیمت سات لاکھ درم جو اس وقت رائج تھے اس سے کہیں زیادہ تھی۔ حضرت نے پورے آب و تاب و دبدبۂ شاہی کے ساتھ اس سرزمین پر قیام فرمایا۔ راہب کو جب آپ کے فضل و کمال کی اطلاع ملی تو اسی وقت شاہ سے ملاقات کرنے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جو خلق محمدی کا معدن تھے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنہ کے مطابق وعظ و نصیحت کی جو اس کے آئینہ دل کے لئے صیقل کا کام دے۔ آپ بیان فرماتے رہے اور اس کے آئینۂ دل میں جلا آنے لگی۔ راہب نے کہا

طلب معجزہ کردہ برای العین مشاہدہ نمودہ در دین
ایشاں آمدہ اند ما ہم اتباعاً لسنۃ الاسلاف از آنحضرت
کہ غالباً ذات شریف ایشاں نایب مناب قائم و مقام
انبیاؑ و رسل است و بلباس الشیخ فی قومہ کالنبی
فی امتہ ملبوس است طلب خوارقے می نمایم اگر از قوت
ولایت ایشاں بظہور اسد فی الواقعہ بچشم دیدہ شود
پس آئینہ دل کہ زنگ خوردہ کفر است اگر بجلای
الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب منجلے
شود چہ عجب است۔ ؎

از سرور زمانہ توئی نائب رسول
وعظمت فصح و ذکاء کز و دل کند قبول

ہما خوارقے کہ شود رہنمائی من درداده۔ دین احمد مختار
ذوالمنن شاہ فرمود کہ ای فلاں ہرکدام کہ طلب خوارق
ازیں حیدر می نمائی کہ ما عندہ بعزیز گفت شاہا
ہمیں خوارق عجیبہ را طالبم درآب عمیق و امواج پر تشویہ
ایں دریای ذخار از طرف مشرق بسوی مغرب روان است
ایں قبقاب بیش بہا می اندازم و ایں سخن مقرر است کہ ہر چیز
آب گم کند و چوں گم شدہ در زنگ آب جا می گیرد۔ ہر آئینہ
اتباعاً للماء چناں کہ آب بالا بپستی روان است و ہمچناں
بپستی رجوع نماید وازاں وازاں سر در نشیب دارد بر عکس
آب بالا صعود نمی کند و من می خواہم کہ گم کردہ خود را
بخلاف ایں دراں آب بیابم یعنے سر در نشیب نداشتہ باشد

اے شاہ پہلے کے لوگ اپنے زمانہ کے انبیاء سے معجزہ
طلب کرتے تھے مشاہدہ کے بعد ان کے دین میں داخل ہوتے
تھے۔ میں بھی اسلاف کے طریقہ کی اتباع کرتے ہوئے
آپ سے جو وارث انبیاء و رسل ہیں الشیخ فی قومہ کالنبی
فی امتہ کے لباس سے آراستہ ہیں کرامت کا طالب
ہوں، جو آپ کی ولایت کی قوت سے ظہور پذیر ہو تو،
آنکھوں سے دیکھا جائے، پھر آئینہ دل جو کفر سے زنگ آلود
ہے، الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب سے
جلا پائے۔ تاکہ دین احمد مختار ذوالمنن میں رہنمائی ہو۔
شاہ نے فرمایا اے فلاں حیدر سے جو بھی کرامت کا
طالب ہوتا ہے اس کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔
اس نے کہا کہ اے شاہ میں ایسی ہی عجیب کرامت کا طالب
ہوں۔ دریا کے اس گہرے پانی میں جس کی موجیں جو خوفناک
ہیں، جو مشرق سے مغرب کیطرف آرہی ہے اس قیمتی کھڑاوے
کو ڈال دیتا ہوں اور یہ بات ثابت ہے کہ جو بھی چیز
پانی میں گم ہوتی ہے اور پانی کی تہ میں جاکر بیٹھ جاتی
ہے جیسا کہ پانی اوپر سے نیچے کیطرف ویسے ہی چیز
نیچے کیطرف ہی رجوع کرتی ہے اور نیچے کی طرف ہی اس کا
رخ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس پانی اوپر کی طرف نہیں چڑھتا،
میں یہ چاہتا ہوں کہ گم شدہ کھڑاویں نیچے کی طرف رخ
نہ کرے بلکہ اس کا رخ اوپر کی طرف ہو۔ آپ کی ولایت
کی قوت اور کرامت کی برکت سے اگر میں اس کو

بلکہ بالاصعود کردہ باشد اگر بقوت ولایت تو ایں
کرامت بچشم معائنہ نماید۔ پس غالبا در اہل ارادت تو
خود را جمع کنم ؎

گر معاً ایں شود بچشم بدید ؛ ہر دو باشیم چو پیر و مرید

شاہ گفت ای سفلا ایں کدام امر بزرگ ہست و کرامت عالی
کہ آں را بمن منسوب میکنی و می خواہی کہ از من بہ بینی الحق
ایں نوع کرامت احقر از سگان در و از موش سقف حیدر
جاریست۔ من کہ صاحب ولایت اعلم و قطب فرد زمنم بر چنیں
امرے خسیس اقدام نمودن ننگے تمام و عاری کلی است۔ بعد
ازاں لب مبارک بہ تبسم وا نمود ؎

گفت ہے ہے ایں سوال چہ بود ؛ بہ تعجب چنیں مقال چہ بود
گر نہ خواہی کہ ایں ہمہ خلقت ؛ سر بسر نور دیگری خلقت
از آسمان و زمین تا کرسی ؛ عرش اعظم و گر چہ می پرسی

گفت ای شاہ چہ در علم، و چہ در علم شما آنچہ کہ حق
سبحانہ تعالی ایں سقف آسمان و فرش زمین کہ گسترده
و افراشتہ ہست تا مدتے موعود تغیر و تبدیل راہ در وراہ
نیست و فی الحقیقت اگرچہ ذات شریف و عنصر لطیف ایشاں
با عین ذات خطاب کنندہ و ان یشاء یذھبکم
و یات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز منور و متصل
ہست کہ ظہور و صدور ایں چنیں امور از چنیں ذات
با قدرت ذی الدرجت عجب نیست ناممکن ہم کہ آں سرور دیں
امر قیام و اقدام نماید و خود ایشاں را مکلف ایں امر

اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو خود کو آپ کے حلقہ
ارادت میں داخل کر دوں گا۔

؎

اس چیز کو اپنی آنکھوں سے معائنہ کروں تو پھر ہم
دونوں پیر و مرید ہو جائیں گے۔ شاہ نے فرمایا یہ
کونسا بڑا کام اور بڑی کرامت ہے جو تو میری طرف
منسوب کرتا ہے اور تو یہ مجھ سے دیکھنا چاہتا ہے،
اس قسم کی کرامت تو حیدر کے دروازے کے کتوں اور
چھت کے چوہوں سے جاری ہے۔ پس میں جو اپنے وقت
کا صاحب ولایت ہوں اور اس دور کا قطب ہوں اس طرح
کا معمولی کام انجام دینا شرمندگی اور عار کی بات ہے۔
پھر مسکرائے ہوئے لب مبارک کھولے اور فرمایا کہ افسوس
کہ تعجب ہے کیسی بات ہے ؎ اگر ان تمام خلقت میں نہیں
چاہیئے تم جو کہ طرف ایک خلقت جو نور سے بھری ہے
آسمان اور زمین سے کرسی تک عرش اعظم یہ بھی اگر کچھ پوچھے
تو راہب نے کہا اے شاہ ہمارے اور آپ کے علم کے مطابق
اللہ تعالے نے آسمان کی چھت کو پھیلا دیا ہے اور زمین
کے فرش کو بچھا دیا ہے، ایک معینہ مدت کے لئے اس میں
کسی قسم کے تغیر و تبدل کے لئے کوئی راہ نہیں ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ آپ کی لطیف اور پاکیزہ ذات
ان یشاء یذھبکم و یات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز
کے ذریعہ خطاب کرنے والے کی عین (یعنی اللہ تعالی) سے

ممتنع شوم پس آنسرور حکم فرمود که اسرع ای زودی
کن وآن کالا وبیش بہارا دررا : ازو ازانجاد ستش
گرفته برلب دادے بجانب شرق که ازاں جانب بطرف
مغرب رواں بود - مرد بمسافت یک دو فرسنگ پس ازآنجا
باستاد وگفت ای فلاں گم کرده خود را ہمیں جا یابی -
گفت پس برود - بہ نیت اسلام غوطه درآب زن وغسل
بجا آر و حجاب کفر از دیدۂ دل بر دار که کفر کافر احجابے
است میان خالق خلقت ونعمت حق سبحانہ تعالیٰ از
چشم کافر پوشیده وشده ہست و لہذا یقال معنی الکفر
فی اللغة پوشیدن الحق اگر حجاب کفر پیش چشم ودل
ایشاں حائل نبودے پس آں ملعونان از راہ راست
اسلام گمراه شده در بادیۂ ضلالت وجہالت بیفتادندے
وسلوک ایں راه را ہم دانسته راه بسر نبودندے -
ذالک فضل الله یوتیه من یشاء الحمد لله حمدا
دائما لا انقضاء له که حق سبحانہ تعالیٰ قصور دل ما
را بسراج ان الدین عند الله الاسلام منور گردانیده
از خوان ایوان نعمت محمد محروم ومایوس نگردانیده وما را
یکے ازیں قوم گمراہاں نکرده ومتابعت آنسرور وارد دت
دعوت اکبر واقامت نماز پنجگانہ وتلاوت کلام خویش
منت برمن نہاد فرما را از ام ونگه بہ برگزیده واز کمال کرم ورحم
قلم عفو امت مذنبة ورب عفو را بر جریدۂ جرائم
ما کشیده افسر یھدی الله من یشاء بر سر ما نہاد حق

ملی ہوی ہے، ایسی قدرت اور برکتوں والی ذات
سے اس طرح کے معاملات صادر ہونا اور ظہور میں آنا
کوئی تعجب کی بات نہیں - میں نہیں چاہتا کہ آپ اس کام کو
انجام دیں - آپ خود کوئی ایک ہونے والے کام کو انجام
دیں - شاہ عالی تبار نے حکم دیا کہ فوراً یہ تمام قیمتی ساز وسامان
کو دریا میں ڈال دے اور پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ
کر اس وادی کے کنارے مشرق کی جانب سے مغرب کیطرف رواں
ہوئے - وہ راہب ایک دو فرسنگ کی مسافت طے کر کے وہ
وہیں ٹھیر گیا - آپ نے کہا اے فلاں گم کردہ چیزوں کو یہیں
پاؤگے اور نیز فرمایا کہ جاؤ اسلام کی نیت سے پانی میں غوطہ
لگاؤ اور غسل کر کے آؤ اور کفر کے حجاب کو دل کے دیدہ سے
نکال دو کیونکہ کافر کا کفر خالق اور مخلوق کے درمیان ایک
حجاب ہے، اور حق سبحانہ تعالیٰ کا فر کی آنکھوں سے پوشیدہ
رہتا ہے - اسی لئے کہا جاتا ہے کفر کا معنی لغت میں حق کا پوشیدہ
ہونا ہے - اگر کفر کا حجاب ان لوگوں کے آنکھ اور دل پر حائل
نہ ہوتا تو یہ ملعونان اسلام کے سیدھے راستے سے بھٹک کر
ضلالت وگمراہی کے وادی میں نہ گرتے اور اس راستے کے
سلوک کو جان کر منزل مقصود تک پہنچ جاتے - یہ اللہ کا
فضل ہے جسے چاہے وہ نوازتا ہے، ہمیشہ تعریف اللہ تعالےٰ
کے لئے ہیں وہ کبھی ختم نہ ہوں - حق سبحانہ تعالیٰ ہمارے
دلوں کے محلات کو ان الدین عند اللہ الاسلام کے چراغ سے
منور فرمایا ہے، نعمت محمدی کے دسترخوان سے ہمیں محروم

سبحانہ تعالیٰ از کمال کرم خویش ما را و جمیع مسلمان
را در زمرۂ متابعانِ آنحضرت کہ بشرف خطاب والذی
سلک طریقی مشرف اندمر دآرد۔ چنانچہ از ادبار ظاہری
بدولت اسلام رسانیدہ است از کفر باطنی ومن اتخذ
الھہ ھولھم نسخہ وحدت منزل ما را نگاہ دارد
آمین القصہ چوں راہب بحکم آں سرور غسل اسلام بجا آورد
لوث انما المشرکون نجس از لوح وجود شستہ ،
پردۂ الکفر حجاب الکافر ازمیان برداشت باز آں
سرور حکم فرمود کہ آں فلاں بار دیگر در آب غوطہ زنی و ساعتے
درنگش قرار گیر و چشم بکشاد و خوارق تعجب آیات ما ملاحظہ
فرمود ولیکن زنہار کہ غیر از متاع خود درست نداری پس
راہب بموفرمودۂ آنسرور غوطہ درون آب فرد برد و ساعتے
درنگش قرار گرفتہ چشم باز کردہ دید کہ صحنے است خالی
ازگل ولالہ جابیست وسیع میدان است مرغوب بلکہ خزینہ
یافت از امتعہ گوناگوں و کالائے مرصع و طلاء و نقرہ کہ
صفت ہر یکے مالاعین رأت ولا اذن سمعت باشد
چندانے در نظرش آورکہ چشمش خیرہ و چشمہ ہوشش از
خاشاک تحیر تیرہ شد اتفاقاً دریں میاں قبقاب گم گردہ
خود باد آمد نگاہ کردہ دید کہ بیک گوشۂ خروار خروار انبار
قبقاب طلاء ومرصع کہ قیمت ہر یکے ملک دنیا و ما فیہا باشد
افتادہ در نظرش آمد باز پیش شد کہ جستجو نمود ازیں میاں
قبقاب خود بگیرد دید کہ یک گوشہ بمسافت ازاں انبار

مایوس نہیں کیا ہے اور ہم کو اس گمراہ قوم سے نہیں بنایا
اور ہم پر حضور پُر نور کی پیروی اور پنجگانہ نماز و قرآن مجید
کی تلاوت کا احسان رکھ کر دوسری امتوں سے ہم کو برگزیدہ
بنا کر رب غفور نے کمال کرم و رحم سے عفو کے قلم کو امتہ
مذنبۃ ہم گنہگار امت کے گناہوں کے رسالہ پر کھینچ دیا
یعنی ہمارے گناہوں کو معاف کر دیا اور یھدی اللہ لنورہ من
یشاء کے تاج افسری کو ہمارے سروں پہ رکھا اور حق سبحانہ
تعالیٰ اپنے کمال کرم سے ہمکو اور تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلعم
کی پیروی کرنیوالوں جو الذی سلک طریقی سے مشرف ہیں،
بنائے۔ چنانچہ کفر ظاہری سے پیٹھ پھیرنے پہ دولت اسلام سے
مالا مال کیا اور کفر باطنی سے ومن اتخذ الھہ ھولہ کے
نسخہ وحدت سے ہماری منزل کی حفاظت کرے۔ آمین۔
القصہ جب وہ راہب آنحضرت کے حکم پہ غسل اسلام بجالایا انما
المشرکون نجس کے میل کو اپنے وجود کے تختہ سے دھو کر
الکفر حجاب الکافر کے پردہ کو اپنے درمیان سے نکال دیا۔ اس کے
بعد شاہ نے حکم فرمایا اے فلاں دوسری مرتبہ پانی میں غوطہ لگا
اور کچھ دیر پانی کے تہ میں قرار لے اور اپنی آنکھوں کو کھول
اور ہماری تعجب آمیز کرامت کا ملاحظہ کر لیکن اپنے سامان کے
سوا کسی چیز کو ہرگز ہاتھ نہ لگانا۔ راہب نے شاہ کے حکم پہ
دوسری مرتبہ پانی میں غوطہ لگایا اور تہ میں جا کر دو گھنٹے
ٹھہرا رہا اور آنکھ کھول کر دیکھا کہ ایک وسیع صحن ہے اور
اس میں گل و لالہ ہیں۔ ایک وسیع جگہ ہے اور نہایت ہی

قبقاب خود افتادہ چوں چشمش ازاں انبار قبقاب
بہ قبقاب خود افتاد خود را در پیش آں چناں ناچیز و
خوار یافت چوں سنگے پیش آئینہ با جلالے پر تاب انگار
سر بر کرد و گلبن زباں بگلہای توحید اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ
ورسولہ آراستہ کرد و از لوح جبیں وقت خود نقش
وان علیک لعنتی الی یوم الدین محو گردانیدہ بر قوم
واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ مرتسم
ومنقش گردانیدہ پیش آں سرور و ادم سجدہ تحیت و تعظیم
بجا آوردہ باز واحباب ولایت چوں رفع عرصہ داشت
نمود کہ سرور اینجا ہم کہ ہمگی وتمامی از خادمان وشاگردان
خود بسر ایں خوان پر نعم بنشینم پس ہرچہ کہ ایں مبتدع
منصل در تگ آب نمود براہ راست اسلام آوردہ،
آید۔ اگر در نظر ایشاں وارند عجیبے نیست کہ چشم دلہائے
ایشاں بصفت ولکن تعمی القلوب التی فی
الصدور کور و نابیناست بہ بصارت الایمان شہادہ
ان لا الہ الا اللہ منور و مزین گردد پس شاہ فرمود ای
فلاں بفرماں تا ایشاں ہم غسل اسلام بجا آورد۔ آنچہ
کہ تو دیدۂ ایشاں ہم بہ بینند، بعد ازاں ہر یکے غسل
اسلام بجا آورد آنچہ کہ مہتر خود دیدہ بود ہمہ دیدند و زنار کفر
از گردن بریدہ عمامہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بر سر نہادند
و ازاں یوسف مصر توحید زنجیریں زنار کفر کے از گردن
ایشاں بریدہ شد۔

پسندیدہ میدان ہے وہاں اس نے ایک خزانہ کو پایا جو طرح
طرح کے ساز و سامان سے آراستہ ہے۔ اس میں ایسا سونا چاندی
ہے کہ نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا۔ اسکی آنکھوں
میں ایسا دکھائی دیا کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور وہ متحیر ہوکر رہ گیا۔
اتفاقاً اسے اپنا گم کردہ کھڑاواں یاد آگیا تلاش کرکے دیکھا
کہ ایک کونے میں انمول جواہرات سے آراستہ ڈھیر کھڑاویں
رکھے ہوئے ہیں۔ آگے بڑھا ان کے درمیان میں سے اپنا کھڑاواں
تلاش کیا دیکھا کہ وہ دوسرے ایک کونے میں پڑے ہوئے ہیں۔
جب اسکی نگاہ ان ڈھیروں کے ساتھ اپنے کھڑاویں پر پڑی تو
اسے اپنا کھڑاواں ان کے مقابلہ میں ہیچ معلوم ہوا۔ ایسے ہی
جیسے ایک چکدار آئینہ کے سامنے پتھر ہوتا ہے۔ وہ اپنی زبان
کو توحید کے پھولوں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے
آراستہ کیا اور اپنی قسمت کی پیشانی سے ان علیک لعنتی الی یوم
الدین کے نقش کو مٹا کر واما الذین ابیضت وجوھھم ففی
رحمۃ اللہ کے حروف سے منقش کر دیا۔ اور شاہ کے سامنے دم بدم سجدۂ
شکر بجا لایا اور پھر آپ کے سامنے معروضہ پیش کیا کہ اے سردار میں
چاہتا ہوں کہ اسی وقت میرے تمام خادموں شاگردوں کو ان نعمتوں
سے بھرپور دستر خوان پر بٹھاؤں اور میں نے جو کچھ جسکی بدولت
یہ گمراہ اس پانی کی گہرائی میں دیکھا ہے سی طرح اگر یہ لوگ بھی
اپنے دل کی آنکھوں سے اس چیز کو دیکھ لیں تو تعجب نہیں کہ ان کے دل
کی آنکھیں جو ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کے صفت سے اندھے
اور نابینا ہیں الایمان شہادۃ ان لا الہ الا اللہ کی بصارت سے
روشن و آراستہ ہو جائیں شاہ نے فرمایا کہ اے فلاں آپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارقِ حیدر

افضل العلماء
مولوی پی محمد ابوبکر
ملیباری لطیفی قمری
استاذ دار العلوم لطیفیہ
ویلور۔

اس سال دو خوارق ' ساتواں اور آٹھواں مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔ مذکورہ ساتواں خارقہ میں حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری قدس سرہ العزیز کے عالم مثال کا ایک سفر جس میں آپ قاتل شاہ حسین علیہ السلام : سمر بن جوشن کو حالت عذاب میں مبتلا پایا۔ خارقہ دلچسپ قابل دید ہے۔

خارقہ ھفتم در اثنائے قطع منازل و مراحل آنحضرت را تا سہ چہار روز دہے وقصبہ کہ دراں سکنے خود نمودہ آسودہ شود و از طعام و شراب آنجا بکار برد اتفاق نیفتاد بعد از چہار روز ناگاہ از دور دودے دید کہ از زمین بر فلک برمید در خاطر مبارکش خیال خطور کرد کہ غالباً آنجا دہے وقصبہ بودہ باشد کہ برآمدن دود نشان جائے آباد است پس ہماں بہتر کہ درانجا بروم و رختِ سفر فرود آوردہ پارہ از رنج راہ و از محنت و مشقت آسودہ شوم چشم بران دود نہادہ قطع راہ نمودن گرفت ۔ القصّہ درانجا رسید ناگاہ درختے دید از زقوم کہ از قعر جہنم رستہ بر خار ر نوک دار چوں نوکدار دید کہ آں دود از برگ و شاخش سر بر میزند و بہوا میرود۔ شخصے گریہ در صورت ازرق چشم روسیاہ با قدے دراز بالائے شاخ آں سرنگوں بالا یکے آویختہ شدہ و در ہر دو کفِ پایش از نوک آں خار قہر خیاں بسوزیدہ شدہ گویا کہ میخ آہنی

ساتواں خارقہ : حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دوران سفر میں تین چار دن تک بھی کسی گاؤں یا قصبہ میں کچھ دیر ٹھہر کر آرام کرنے اور کھانے پینے سے فارغ ہونے کا موقع نہ مل سکا۔ کوئی چار دن کے بعد اچانک آپ نے دور فاصلہ پہ ایک دھویں کو دیکھا جو زمین سے آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ آپ کے قلب مبارک میں یہ خیال آیا کہ غالباً اس جگہ کوئی گاؤں یا قصبہ ہے۔ کیونکہ دھویں کا اُٹھنا آبادی کی دلیل اور نشانی ہے یہی بہتر اور مناسب ہے کہ میں اس جگہ چلوں اور سامانِ سفر اتار کر کچھ دیر کے لئے سفر کی مشقت اور راستہ کی تکلیف سے آرام حاصل کروں۔

مذکورہ دھویں پہ نظر جمائے آگے بڑھنے لگے۔ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ آپ نے ایک کانٹوں بھرا درخت دیکھا جو جہنم کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے جسکے پتوں اور شاخوں سے دھواں نکل رہا ہے اور ہوا کی روش پہ چلا جا رہا ہے۔ وہیں آپ نے دیکھا ایک آدمی رو رہا ہے جسکی آنکھیں نیلگوں چہرہ کالا اور قد دراز ہے جسکو سر کے بل لٹکا دیا گیا ہے۔ اس کے دونوں پیروں کے

درسم اسپ و چشمہ دیداز زلال بہشت
درویش کہ ہر لحظہ آبش جوش خوردہ، تا
بدہنش رسیدے۔ چوں آں رجیم زبان
از دہن بیروں کردہ خواستے کہ در آب تر کند
بارے جوش تسکیں شدہ چناں در مغاک زمیں
در رفتے گویا ہرگز نشانے از آب نبودے۔ چوں
دیدے کہ جوش تسکیں شدہ در مغاک رفت
نعرۂ العطش العطش زدہ زباں در کام فرو
بردے، روز وشب در ہمیں کشیدن و فرو بردن
زبان مشغول بودے۔ پس از دل الطاف چناں
معلوم کرد کہ غالبا این تشنہ ہست طالب آب و
مردیست رجیم مبتلای قہر خدائے کریم، دل آنسرور
بر حال آں مضطر از حد نرم شد، خواست کہ
بپیش شدہ دو سہ جرعۂ آب در حلق او برد، و
لب خشک او را تر کند۔ ناگاہ ہاتفے آواز داد
کہ اے صاحب قلب رحیم نرم دل شدی بر ایں
لئیم ولیکن ہیچ میدانی کہ کیست ایں رجیم ایں
ملعون ہماں ہست کہ بالخلاصہ گویاں جدت شاہ
حسین را بے سبب بشہادت رسانید واز دست
ناپاکش دشت کربلا از خون مظلوماں بے گناہ
جوش خورد و ہیچ حرمت خاندان واہل بیت
نگاہ نداشتہ زنہار زنہار زبانش تر نکنی بمجرد

تلوؤں میں کانٹوں کو گھوڑے کے پیروں میں لوہے
کی میخوں کی طرح ٹھونک دیا گیا ہے۔ نیز اس کے آگے ایک
میٹھے پانی کا چشمہ بھی موجود ہے جس کا پانی ہر لمحہ جوش مارتے
ہوئے اس کے منہ تک پہنچتا ہے۔ جیسے ہی وہ مردود زبان کو منہ سے
نکالتے ہوئے پانی سے تر کرنا چاہتا ہے پانی کا سارا جوش ختم ہو کر
زمین کی تہ میں اس طرح چلا جاتا ہے کہ گویا وہاں پانی کا نام
ونشان ہی نہیں تھا۔ جب وہ آدمی دیکھتا کہ پانی زمین کی گہرائی
میں پہنچ گیا ہے مایوسی کے عالم میں العطش العطش، پیاس
پیاس کی چیخیں مارنے لگتا ہے اور اپنی زبان کو منہ کے اندر کھینچ
لیتا۔ اسکی زبان رات دن اسی باہر آنے جانے میں مشغول رہتی ہے
آپ کے مہربان دل نے یہ محسوس کیا کہ غالباً یہ پیاسا
ہے اور پانی کا طالب ہے۔ یہ ایک مردود شخص ہے جو خدائے کریم
کے قہر میں مبتلا ہے، آپ کا دل اس پریشان حال آدمی کو دیکھ
کر بے حد نرم ہو گیا۔ لہٰذا آپ نے آگے بڑھ کر دو تین گھونٹ پانی
اس کے حلق میں ڈالنا اور اس کے سوکھے ہونٹوں کو تر کرنا چاہا۔
اچانک ایک غیبی آواز آئی کہ اے صاحب رحم وکرم آپ اس ملعون
پر نرم دل ہو گئے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون مردود ہے
مختصراً یہ وہی ملعون ہے جو آپ کے جد امجد حضرت حسین علیہ السلام
کو بغیر کسی سبب کے مرتبۂ شہادت پہ پہنچایا۔ جس کے ناپاک ہاتھوں
سے میدان کربلا میں بے گناہ مظلوموں کا خون بہا۔ جس نے
خاندان اہل بیت کی عزت وحرمت کا کوئی پاس ولحاظ نہ
رکھا۔ آپ ہرگز ہرگز اس کی زبان تر نہ کریں۔ جیسے ہی یہ

چوں ایں ندائے غیبی گوش گذار آنسرور شد، زہرۂ مبارکش ... خون جد بزرگوار خویش جوش خورد، دما دم لعنت چند بر وفرستاد، بیشتر روانہ شد الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

خارقہ ہشتم:۔

روزے آنحضرت را در اثناء راہ غدیرے پیش آمد باطول وعرض جسیم وقعرے عظیم کہ غالباً عمق آبش از حد وحصر بیروں بود کہ ہیچ یکے از آفریدگاں حق سبحانہ تعالیٰ ازاں آب تجاوز کرد۔ بقوت غوطہ تکش نرسیدہ باشد۔ الغرض غدیرے بود چناں عمیق از تگش بجز حق سبحانہ تعالیٰ خبر دار نبود۔ چوں آنسرور بر لب آں رسید ودر اندیشہ شد کہ حضرت جل شانہ ایں غدیر را عمق بسیار دارد۔ چنانکہ ہیچ آفریدہ از قعر خبر دار شاید کہ نبود۔ پس البتہ در تگش رازے باشد از رازہائے ربانی کہ سرپوش چنیں عمیق از چشم عوام الناس پوشیدہ کہ ہیچ کس را براں یارائے بردن نیست۔ پس ہماں بہتر کہ غوطہ دریں آب فرو برم وتفحص وتجسس بر سر ایں چاہ مظہر شوم وچوں خود با وجود آنسرور دریائے ذخار معرفت بود۔ پس چنیں دریائے ذخار را از چنیں یک دست آب چہ ملاحظہ۔ پس بے محابا در و فرو برد تا مدت یکروز در آب می رفت، بعدہٗ پایش بتگ

غیبی آواز آپ نے سنی، جد امجد کے خونِ ناحق پہ غصہ سے ... اس پہ خوب لعنت ملامت کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

خبردار ظالموں پہ اللہ کی لعنت ہے۔

آٹھواں خارقہ:۔

ایک روز حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ کو راستہ میں ایک تالاب دکھائی دیا جو بہت ہی لمبا چوڑا اور گہرا تھا۔ جس کی گہرائی کی کوئی حد نہ تھی۔ خلق خدا میں سے کسی نے بھی ابتک اس کو عبور نہیں کیا تھا اور نہ ہی اپنے غوطے کی قوت سے اس کی گہرائی تک پہنچا تھا۔ غرض وہ ایسا تالاب تھا کہ جس کی گہرائی کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب آپ اس کے کنارے پہنچے خیال آیا کہ اللہ رب العزۃ نے اس تالاب کو اتنا گہرا بنایا ہے کہ شاید ہی کوئی مخلوق اس کی تہ تک پہنچی ہو۔ یقیناً اس کی تہ میں اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے کوئی راز ہوگا جو اتنے گہرے پانی میں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے کسی کو بھی اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس پانی میں غوطہ لگاؤں۔ تلاش وجستجو کرتے ہوئے اس کے راز سے واقف ہو جاؤں۔ چونکہ آپ کی ذات والا صفات معرفت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھی لہٰذا یہ ذرا سے پانی کو نظر میں کیا لاتے بلا خوف وخطر اس میں کود پڑے۔ ایک دن تک اسمیں

رسید، پس جائے دیدے گل ولا لائے مینے یافت پُر از سنگ ریزہ مدور و مربع مستطیل مدور باعرض ہموار کہ ہیچ گونہ نشیب فراز را دراں جائے نہ بود بلکہ صاف تراز تختہ لبشم پس از آمنیاں چند سنگ در دست آوردہ سر بہ کرد۔ باز ہمچناں تا مدت یکروز بر کنارہ رسیدہ دست کشادہ دید کہ آں ہمہ لعل و یاقوت والماس و زمرد سبز کہ قیمت ہر یکے مملکت عظیم الشان دنیا باشد۔ بمجرد دیدن از دست مبارک باز در ہماں چاہ فگندہ گفت استغفر اللہ چہ خطا کردم و محنت عبث از برائے ایں سنگ ریزہ کشیدم پس لائق ہمت عالی حیدر نبود کہ از پئے ایں حصار ناچیز در چاہ عمیق غوطہ زدہ بدست آرد، پس از آنجا سیر بیشتر شد۔

جاتے رہے جب کہیں اس کی تہ تک پہنچے۔ وہاں آپ نے ایک جگہ دیکھا جو ایک منقش اور مزین صحن تھا جسکی سطح ہموار تھی۔ اس میں کچھ نشیب و فراز نہیں تھا، بہت ہی پاک و صاف جیسیں گول، چوکونی اور لانبے سنگریزے بکھرے پڑے تھے۔ آپ نے ان سنگریزوں میں سے کچھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہی ایک دن کی مدت طے کر کے کنارے پہنچے۔ ہاتھ کھول کر دیکھا تو وہ سب لعل یاقوت، الماس اور سبز زمرد تھے۔ جن کی قدر و قیمت بس دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں ہو سکتی ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی آپ نے اپنے ہاتھوں سے اسی تالاب میں پھینک دیا اور کہنے لگے، استغفر اللہ میں نے کیسی غلطی کی کہ ان سنگریزوں کے خاطر بیکار کے محنت کی۔ اس عالی ہمت حیدر کے شایان شان نہیں کہ وہ ان بے حقیقت چیزوں کے لئے تالاب میں غوطہ لگائے اور ان کو حاصل کرے۔

القصہ آپ اس مقام سے آگے بڑھ گئے۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی مریدین کے حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص حاضر ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا اتقوا بفراسۃ المؤمن فانہ ینظر من نور اللہ (مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کا کیا مطلب ہے؟ حضرت نے فرمایا۔ اس کا مطلب ہے کہ تو اپنا زنار توڑ ڈال اور اسلام قبول کر۔ وہ شخص حیرت میں پڑ گیا اور جسم پر سے زنار اتار پھینکا اور اسلام قبول کیا۔

خوارقِ حیدریہ

ادارہ

کتاب خوارقِ حیدریہ سے نواں و دسواں خارقہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اردو داں طبقہ کے لئے فارسی متن کے ساتھ مفہوم خیز اردو خلاصہ بھی حاضر ہے۔ ان دونوں خارقہ کے اندر یہ موضوعات شامل ہیں :-

- ۱ حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری کی سیر و سیاحت کا اختتام
- ۲ نلنگہ میں سکونت و رہائش کی وجہ
- ۳ نلنگہ میں نزولِ قہر کی پیش گوئی۔
- ۴ نلنگہ کے اندر ہلاکت خیز آگ سے تباہی و تاراجی
- ۵ حضرت کی ذاتِ گرامی سے وابستہ و منسلک افراد کا بلائے ناگہانی سے محفوظ و مامون رہنا۔
- نلنگہ میں دہکتے شعلوں سے نجات و سلامتی کے لئے درود اعظم اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے ورد کی ہدایت و تلقین۔

خارقۂ نہم

آں سیاحِ طول و عرضِ ہفت اقلیم پائے سیاحت در دامنِ استقامت کشیدہ در قصبہ از قصبہائے دار السلطنت بیجاپور عرف نلنگہ و میوڑ میگویند، مسکنِ مالوف و موطنِ معہود خود اختیار فرمود۔ و از جدِ بزرگوار آں ذوی الاقتدار حکمِ عالی چناں صادر بود کہ در اثنائے قطعِ منازل و مراحل در منزلے کہ اقامت کنند، علمِ خاصہ خود دراں سرزمین نصب سازند۔ چونکہ زمینِ مذکور ان علم را محکم فرو گیرد، و بقوتِ مردانِ زور آور از جائے نجنبد۔ پس باید کہ آنفرزند ہموں جا را شرفِ اقامت خود مشرف کرد۔ رایاتِ کرامات مقامات براں قائم ساختہ در انجا طرح خانقاہ و روضۂ خود انداختہ از سفر اطراف و اکناف اقالیم باز استد۔ قضارا قصبۂ مذکور در اثنائے سفر، در رہگذر آں سرور واقع شد۔

وقت عصر با کوکبۂ عظمت و دبدبہ و حشمت مع جوق جوق از خرقہ پوشاں و فقراء صاحب مقامات واز انجا رسیدہ علم ہمایوں نصب فرمود و شب در آنجا روز دیگر علی الصباح کمر عزیمت بستہ طیار و طرار حکم فرمودہ تا نقارہ کوچ بزنند و خود پائے مبارک در رکاب ہمایوں نہاد۔ قاصد سیاحت گشت۔ قضارا علم دار خاصہ آنحضرت کہ یکے از اولیائے کرام بود خواست۔ علم مذکور از زمین بر دارد و بدست بگیرد، و ہر چند کہ بقوت ظاہری و باطنی مستاصل گشتن از زمین بر آوردن نتوانست۔ بلکہ از جائے جنبانیدن مجالش نشد۔ پس صورت واقعہ در جناب ولایت رفع کرد۔ بمجرد از کہ گوش واقعہ نیوش اصغا فرمود، پائے مبارک از رکاب کشیدہ از بارگیر عزیمت سفر فرمود آمد و ہمانجا بزیر علم

بنشست و فرمود کہ صدق جدی ای یاران
ہمدم و ای رفیقان ہمقدم از امروز جید رسیاح
پائے سیاحت کوتاہ کردہ بحکم فرمان لازم الاذعان
جد بزرگوار خود ایں جاے برائے اقامت خود اختیار
فرمود۔ پس بار سفر کشادند و مصاحبان آنسرور
بہر جا استراحت بگزیدند۔ والحق موضعے کہ آنسرور
اختیار نمود۔ جائے بود کہ از نجاست گوناگوں چوں
کوہ جمع شدہ بود۔ چنانکہ صغیر و کبیر از نجاست و بد
بوے وفتن ازاں راہ آمد و رفت نتوانستند۔ ہر جیکہ
از حیوانات جیفہ شدے براں گلخن افگندے۔ القصہ
از نجاسات تودہ تودہ کردہ آمدہ بود۔

فی الجملہ شاہ ذیجاہ پیش آں گلخن بنائے
خانقاہ افگندہ حکم عالی بر خادمان و معتقدان درگاہ
چناں صادر فرمود کہ ہر یک کمر جد و جہد بستہ آں تودہ
انجاس از میاں بردارند، و ازاں غلاظت بدبوئے ہیچ
کراہت در دل نیاوردہ یکبارگی چنداں بکاوند کہ
زمین ہموار برآید۔ و ہیچ نشیب و فراز نماند، و از
انبار گلخن صحن گلشن شود۔ پس جمیع از معتقدان
صادق برپا شدہ، کمر سعی بستہ تودہ مکروہ دور
کردہ زمین یکساں نمودند۔ اتفاقاً در آں میاں
تختۂ سنگیں یافتند کہ بالائے قبرے کہنہ سرپوش
ساختہ۔ صورت ایں واقعہ در خدمت شاہ ذیجاہ
معروض داشتند۔ حضرت شاہ ذیجاہ تبسم کردہ
فرمود کہ ازی کہ مراد ما از کاؤ کاؤ ایں گلخن۔
پس برخاست و نزدیک قبر رسیدہ حکم فرمود
کہ تا آں تختہ از بالائے گور برگیرند، بمجرد کہ
از بالائے آں گور تختہ برگرفتند و ما دام نسیم
عطریات بہشتی در دماغ حاضراں رسیدن گرفت،
قبرے دیدند، چوں روضہ جناں پر از گل، و مردہ
یافتند با کفنے تازہ و سفید۔ مردہ نے بلکہ زندہ
بر سریر راحت خفتہ با عضائے پاکش ذرہ خاک
منصرف نشدہ و بند بندش از نگستہ۔

پس شاہ ذی جاہ لعزت و حرمت تمام
قبر پاکش از خوشبویات معطر کردہ و ہدیہ فاتحہ
بر وح پر فتوح ایشاں واصل گردانیدہ باز
ہمچناں حکم فرمود آں تختہ سرش پوش کنند۔
و مرقد پاکش از برائے یادگار سنگ بست کنند۔
شخصے از خادمان خاص آنحضرت عرضداشت
کرد کہ عالم اسرار لاریب و واقف رموزات
غیب، امیدوارم کہ از کیفیت ایں قبر بگوئید؟
و کیست و نام و نشانش چیست اطلاع دہی؟
بعد ازاں شاہ ذیجاہ فرمود کہ ایں شخص مدفون

از اولیاء اللہ تعالیٰ ہست و دریں سرزمین صاحب حکم بود۔ چنانچہ کہ طنطنۂ کرامات و دبدبہ مقامات او در اکناف و اطراف ایں دیار ساری و جاری بود و از تعلیم علم ربانی معلوم او بود، دریں جائے، کہ مدفون ہست، منکم حیدر ثانی و قطب فردم بناء روضۂ خانقاہ افگند ایں جائے را جلوہ نما گردانم۔ بعد وفات مدفون از انجا ست انو بے حق دانست کہ از نسل حیدر کرار و حضرت غوث ابراہیم نام حیدر نامدار و قطب مدار دریں جا رسیدہ بنائے خانقاہ خود دریں جا افگندہ علم ولایت بمیدان کرامت افراشتہ طبل، مریدی لا تخف اللہ ربی،

عطانی رفعة نلت المنال

طبولی فی السماء والارض وقت

وشاؤس السعادت قد بدالی

خواہند نواخت پس ہنر آنست کہ را در خاک و نشان در مزبلہ خاشاک نہاں کنم و ہمسری انو بے اکرم اکمل نہ نمایم۔ بنابریں مخفی ہست پس حیدر روادار نیست کہ مرد ایں چنیں بزرگوار در چنیں نجاست و بد مضمر و نہاں باشد۔ پس ازاں قبر مبارکش را بوجہ احسن رنگ بست ساخت، چنانکہ نشان آں گلخن بیکلے مندفع شدہ صحن گلشن بلکہ نمودار روضہ دار السلام شد۔ نامش از زبان گہربار شہاب الدین اولیاء مشہور گردید۔

مناجات

والے سرور مہیر و پیر
والے پادہ ولایت ملک گری
اے نجات بخش اسیران تربت تاریک
والے گزارندۂ فروماندگان صراط باریک
والے دستگیر افتادگاں درکات جحیم
والے رسانندۂ ما ہا بدرجات نعیم
ما الیق عذاب گوناگوں
نیست لاشک بر اسم سگ دول
ہیچ عضوے از تن ناپاکش
نیست کہ لائق عذاب آتش نے
وہولاے وجودش در بوتہ
امتحاں جز از ما غل و غش نے
از اعمال صالحہ چناں بے بہرہ است
منزل اولش کہ عبارت از قبر است
چہ عجب اگر پر از آتش قہر است
ای جرعہ بخش شراب نعیم
در کام زہر چشاں ماء حمیم
امید وار چناں نم ز دو حہ رحمت

بسا ز قبر من جیفہ روضہ رحمت ما
بگور تنگ نباشم اسیر وہم دلریش
ز روئے لطف طلب کن مرا بخدمت خویش
رسد آں دو ملک نکیر وہم منکر
زنند نعرہ بمن آں چناں کہ اے مدبر
بدہ جواب فصیحم بگو خدایت کیس
براہ دین بدا ہادی ہدایت کیس
بدہ تو طاقت آں گز سوال ہیبت شان
زعجز وترس نگردم چنانکہ لبسیر زبان
بشاہ عبدالکریم و بشاہ دین درویش
دہی تو تقوتیم ان زمان نہ حد در پیش

خارقہ دہم

آں عالم اسرار ربانی آں مظہر وجود امن و آمانی روزے در مسجد جامع بعد از ادائے نماز جمعہ بحضور حاضران وقت امروز آفتے از آفتہائے زمانی کہ غالباً آتشے باشد سیاہ و قہرانی کہ ازاں خانما وخاستہ خراب وسوختہ شود و دمار معیشت از دمار آں برآورد از حکم یزداں بر سکان شہر آباد آں نامزد است ولیکن کسے از حاضران واکابران وحاکم آنجا تفتیش این نکردہ از آنحضرت درخواست امن وامان نہ نمودند بلکہ قول معتبر ایشاں بخرافات منسوب ساختند واغماض کردند و بتحقیق ندانستند کہ واقعہ چنیں خواہد انگیخت وحادثہ چنیں روے خواہد آورد۔ اتفاقاً روغن فروشے بود دراں شہر از استماع ایں حرف چنیں گفت کہ غالباً شیخ یکے از مریدان خود رنجیدہ باشد وکسے از ایشاں راہ نافرمانی آں بزرگوار بقدوم جسارت پیمودہ کہ تا چنیں حرف نفرت آمیز ازاں سرور صادر شدہ ویقین ندانست کہ ہر تیر سخنے کہ از کمان زبان صداقت بیان برآید ہر آئینہ بر ہدف ظہور کارگر شود۔

زبان اہل ولایت چوں سیف قاطع دال
کہ لرزد از دم قہر آب زمین و زمان
چوں از بنام خموشی دمش بدر گردد
کجا مجال فلک پیش او سپر گردد

چوں آں مرد گستاخ ایں بگفت بعد ازاں قدرے نگذشت۔ درحوال اندختہ آتش میکرد وروغن میکشید اتفاقاً در دامن خوانش شعلۂ از آتش قہر بفروخت وخانمان بے ادب را پاک بسوخت۔ ہمچناں از خانہ بخانہ ومحلہ بمحلہ برسید تاکہ دراں روز نیمہ شہر با متاع زندگی خراب وسوختہ گردید۔

فی الواقعہ آں روز بسیار امتعہ وسقف خانہا وثاقہا درنائرات بتاراج ونالاں رسیدہ

بصفت وھی خاویۃ علیٰ عروشھا موصوف
شد از عالم آہ وفغاں شور ونفیر مکرہ اثر رسید،
قضارا دریں اثنا جمعہ دویم آمد۔

واقعہ جمعہ ثانیہ

باز آنسرور در جمعہ ثانی بر حکم اذانودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ در مسجد جامع حاضر شدہ بعد از ادائے نماز آغاز کرد کہ اے حاضران جماعت از خدا با دبرشما رحمت بارہموں رحمت مزاحم ومعارض وقت شما الیست واز قضائے یزدانی ہموں نائرات سوزانی بر متاع واقمشہ خاندانی نامزدست وچوں دلہائے غافلاں بصفت قلوبنا غلف موصوف بود، ولیکن باز ہیچ یکے متنبہ شدہ ارادۂ اعتذار واستغفار پیش گرفتہ وتنبہ را شعار خود ساختہ پنبۂ اغفال از گوش نکشیدند وعلاج ایں شعلہا دقہر ازاں ابر رحمت بطلبید نداری

مرد غافل ہمیشہ از غفلت
خوش بسوزد میانۂ آتش
از ہمہ غفلتے کہ میدارد
نبود جستن جوی از آتش

القصہ بارے انوقت چندے از معتقدان وخادمان کہ حمایت آنسرور گاہ بگاہ شامل حال ایشاں بود برخاستہ زبان تضرع وابتہال کشادہ چنیں گفتند کہ اے واسطہ امن وامانی ولے دافع بلیات دوجہانی امید داریم کہ ازیں شعلہائے سوزانی از طفیل حمایت حراست تو امتعہ واقماش خاندانی آسودہ ومتمتع باشیم، پس آنسرور بسببے کہ واسطہ امن وامان ایشاں بود چنیں فرمود، در وقتیکہ شعلہائے نار در ہر کوے باز آر مشتعل شود آنہا نیکہ متمنائے امن وامانید، وامنیت در دل میدارند بالائے بام خود استادہ درود اعظم واسم اکبر قادر شیئاً للہ ورد ساختہ رخت خود ازاں ورطہ بدر برد۔ وہیچ اندیشۂ آں آتش قہر نخورد۔

القصہ چوں آں نائرات قہر ربانی در ہر وثاق ومنزل سرگرداں کسانیکہ مامور ورد اسم قادر شیئاً للہ ورد بودہ ہمچناں بر حکم آنسرور جلائے الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ، ویا قادر شیئاً للہ الامان الامان کشیدہ بالائے بام خود ایستادند ورخت خود صحیح وسلامت ازاں بدر بودند، اگرچہ منزل ہائے ایشاں در جوار وثاقہائے کہ مبتلائے بلائے نار بود واقع بود۔ اگرچہ از آسیب بادنائرات وشعلات آں آتش بر بام عرش ایشاں می رسید، چنانکہ تودہ تودہ آتش بر بام عرش ایشاں افتادہ

بود- چوں حمایت آنسرور شامل حال ایشان بود،
ہیچ داغے از احراق آں خاندان نرسید و دود ز
فنا و فوات ازاں تودہ نیامد- سبحان اللہ چہ
ایشاں صدق عقیدتے و خلوص مودتے کہ با آنسرور
می داشتند ثمرہ آں در دنیا بچنیں نوع روئے نمود کجا-
در جوہر دانی کہ از تودہ خالص و عقیدۂ کامل
در سلک ارادت آنسرور جمع شدہ باشند و ہمگی و تمامی
خود را در رضائے مربی خود دریافتہ در دعوۃ المریدی
لا یری سواہ ثابت باشند- و چوں ابراہیم الائق
وفی دعواء الارادت کہ لیس بصادق از روے
دعوی کذابی دعوی مریداں کہ بایں صفت موصوف
باشد میکند- سبحان اللہ! کجا مور مسکین و کجا سلیمان
با حشمت تمکیں، کجا قدر آنمرداں و کجا ایں سگ در
بدر گرداں- اگرچہ در ارادہ کامل جز بدعوی کاذب
نیست، فاما امید وار ست کہ از طفیل گرد نعلین
شریفین ہر دو شاہزادگان عالی ایدا اللہ تعالی
بقاءھما بحکم حدیث نبوی علیہ الصلوۃ و آلہ
السلام کہ من تشبہ بقوم فہو منہم
در روز کشاکش یوخذ بالنواصی والاقدام
حشر ادیاں مرداں صاحب مراد شدہ و نائرات
و برزت الجحیم للغاوین را ندائے قلنا یا نار کونی
بردا و سلاما علی ابراہیم خواہند داد-

آمدم برسر قصہ فی الجملہ آں روز ہم چندیں
خانما بحکم یخربون البیوت از حملات جنود
شعلات خراب و ویران شدند- چنانکہ از وثاقہا
و منزلہائے اموضع جز عشر عشیر باقی نماند، کہ
ناگاہ دریں اثنا جمعہ سوم رسید-

واقعہ جمعہ سوم

بر حکم عادت معہود بلاتے چند از خادمان
معدود باز آنسرور حاضر شد- بعد از ادائے نماز
باز حرف شگرفت انجام آغاز کرد سہ

ایہا الحاضرون دریں کعبہ
باز قہر خدا دریں قضبہ
از تنگ و تاز میکند جملہ
تا بسوزد کہ خانما جملہ

چوں آنسرور ندائے وحشت اثر در داد انگا
حکم آنجا مع اکابران شہر و حاضران جماعت از خواب
غفلت متنبہ شدہ تائب و خائف ترساں و لرزاں
پیش آنسرور بر روئے افتادہ زبان عجز چنیں
نوع بکشاد سہ

چوں توئی باران رحمت لطیف کن بر ما بہار
وقت باریدن ہمیں ہست ای سحاب آبدار

ای کعبہ آمانی آمال امیدوارم کہ از خطرات
زلال جمال با کمال شعلہائے جلال فرونشانی واز
کوثر تلطف و ترحم نمی بکار بری، تا خشک لبان
حرارت فنا و عدم سیراب معیشت امن و آمان گردید
پس شاہ ذیجاہ چنیں فرمود : اے جاہلان
غافل مگر از خواب نوشین غفلت اکنون بیدار
شدید، خوب تقدیر الٰہی بریں گونہ برشما جاری بود
آنچہ ؎ شدنی شد ذکر چہ خواہد شد
اکنون چوں انطفائے ایں تاثرات، قہر
می خواہید پس می باید کہ موضع "نتوڑ" دیہی کہ در
جوار ایں قصبہ واقع است بنام خادمان ما بطرق
جاگیر نوشتہ بدہید کہ الحق سبب تسکین زمانہ قہر
ایں آتش ربانی تواند بود۔
القصہ حاکم ہموں وقت دبیر خود را طلبیدہ
حکم کرد، آں موضع مذکور بہ حکم آں صاحب حکم نوشتہ
بدہید۔ چوں دبیر بہ حکم حاکم مثال جاگیر نوشتہ
پیش آں حاکم آوردہ کہ موقع شکوک کنند۔ ناگاہ
شخصے فردے ہموں زماں در ہموں مجلس پیش
آں حاکم خبر آورد ؎
ای کہ ہستی دریں جہاں مشہور
از قہنا سوخت موضع بنّور

چوں مرشد کامل باحضار مجلس باصفا
ایں احوال برخواستہ بمکسن خود ہا رفتہ باز آتش
قہر بایں شدت در نلنگہ بفروختہ۔

خلاصہ اردو

نواں خارقہ

ہفت اقلیم کے طول و عرض میں سیر و سیاحت
کرنے والے جہاں گشت حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری
نے اپنے سفر کو موقوف کرتے ہوئے دارالسلطنت ہدایاپور
عرف نلنگہ ومیوڑ کو اپنی رہائش گاہ قرار دیا۔ کیونکہ
آپ کے جد امجد کی طرف سے یہ حکم ملا تھا کہ سیر و سیاحت
کے دوران جہاں اور جس منزل پر بھی اقامت گزیں
ہوجائیں، وہاں کی زمین میں اپنا علم خاص نصب
کریں۔ اور جس جگہ میں وہ مضبوطی کے ساتھ دھنس کر
رہ جائے اور زور آور لوگوں کی قوت سے جنبش
نہ کرے تو فرزند کو چاہیئے کہ اس مقام پر سکونت
اختیار کریں۔ اور وہاں اپنی کرامتوں کے علم بلند
کریں اور وہیں ایک خانقاہ کی تعمیر اور اپنی آخری
آرام گاہ کی تعیین کرنے کے بعد پھر ملک کے اطراف
وجوانب میں سیاحت کے لئے روانہ ہوجائیں۔
مذکور الصدر شہر (نلنگہ شریف) جو آپ کے

اثنائے سفر میں واقع ہوا، وہاں عصر کے وقت خرقہ پوش اور اصحاب ولایت جوق در جوق پوری شان اور دبدبہ کے ساتھ پہنچ گئے۔ اور اپنے بابرکت جھنڈے نصب کر دیئے اور انہوں نے وہیں رات بسر کی۔

دوسرے روز علی الصباح آپ سفر کے لئے تیار ہو گئے اور کوچ کے لئے نقارہ بجانے کا حکم صادر فرمایا۔ اور خود اپنا قدم مبارک بابرکت رکاب میں رکھ دیا۔

آپ کا علمبردار جو طبقۂ اولیاء اللہ میں سے تھا، علم کو زمین سے نکالنے لگا اور بہت کچھ چاہا کہ علم کو زمین سے نکال دے، اس کے لئے اپنی ظاہری و باطنی قوت کو پوری طرح صرف کیا۔ لیکن علم کو اپنی جگہ سے جنبش تک نہ دے سکا۔ جب آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فوراً رکاب سے اپنا پیر نکال لیا، اور سفر کو ملتوی کر دیا۔ اور اس نصب شدہ جھنڈے کے نیچے تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ اور اپنے متعلقین کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے، میرے جد امجد نے سچ کہا ہے: رزم و بزم کے ساتھیو، آج کے روز حیدر ساج اپنے جد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں اسی جگہ کو اپنی اقامت گاہ قرار دے رہا ہے۔ لہٰذا سفر کا ارادہ ترک کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے مصاحبین و رفقاء نے اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔ جس جگہ پر آپ نے قیام کیا تھا وہاں ہر قسم کی نجاست و گندگی پہاڑ کے مانند جمع تھی اور اس میں ہر طرح کے مردہ جانور پڑے ہوئے تھے۔ اور اس نجاست کبیرہ و صغیرہ کی بدبو اور باس کی وجہ سے وہاں چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اسی نجاست کے ڈھیر اور تودہ کے سامنے آپ نے خانقاہ کی بنیاد رکھنے کے لئے اپنے معتقدوں، اور خادموں کو حکم دیا کہ ہر ایک مستعد ہو کر اس نجاست کے ڈھیر کو ہٹا دیں اور اس غلاظت کی بدبو سے کوئی شخص بھی اپنے دل میں کسی قسم کی کراہت نہ لائیں اور اس تودہ کو اس طرح ہٹا دیں کہ سطح زمین نمودار ہو جائے اور کچھ بھی نشیب و فراز نہ رہنے پائے، اور اس تودۂ نجاست کو صحن گلشن میں بدل دیا جائے۔

چنانچہ تمام سچے معتقد کمر بستہ ہو گئے اور نجاست کو پاک و صاف کر دیا۔ جس کے بعد سطح زمین ظاہر ہوئی، اتفاقاً اس کام کے دوران ایک پتھر کی تختی نظر آئی جو ایک پرانی قبر کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ جب یہ خبر آپ کے گوش گذار کی گئی تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور کہنے لگے کہ اس نجاست کے تودہ کو ہٹا دینے اور صاف کرانے سے یہی منشاء تھا۔ اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور قبر کے نزدیک پہنچ کر فرمایا۔ او پر

سے پتھر ہٹا دیا جائے۔ جیسے ہی قبر کے اُوپر سے پتھر ہٹا جنت کی خوشبوؤں کی مہک حاضرین کے دماغ میں پہنچنے لگی اور صحیح وسالم قبر نکل آئی، جو پھولوں سے بھری ہوئی ہے اور سبزہ زار باغ کے مانند ہے۔ جس میں ایک نعش سفید و تازہ کفن کے ساتھ موجود ہے۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ لاش نہیں ہے بلکہ کوئی زندہ شخص چارپائی پر سو رہا ہے اور اس کے پاک اعضاء کو مٹی کا ایک ذرہ بھی اپنے تصرف میں نہیں لیا ہوا ہے اور کفن کی گرہ تک بھی نہیں کھلی ہے۔

اس کے بعد آپ نے بڑی عزت و احترام کے ساتھ اس قبر کو عطریات سے معطر فرمایا اور ان کی روح پر فتوح پر فاتحہ کا ہدیہ پیش کیا اور حکم دیا کہ اس پتھر کو سرہانے رکھ کر بند کر دیا جائے اور برائے یادگار ایک پتھر قبر کے اوپر نصب کر دیں۔

حضرت کے خادموں میں سے ایک خادم نے عرض کیا کہ بے شک آپ اسرار و رموزِ غیب سے اچھی طرح واقف ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ صاحب کے نام و نشان سے متعلق اطلاع دیں گے۔

اسکے بعد فرمایا صاحب مزار اولیاء اللہ میں سے ہے اور اس سرزمین کے اندر صاحب تصرف تھے، اور ان کے مقام و مرتبہ کا دبدبہ اور ان کی کرامتوں کا شہرہ اس شہر اور اس کے گرد و نواح میں پھیلا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں یہ معلوم تھا کہ وہ جہاں مدفون ہیں وہاں حیدر نامدار و قطب مدار پہنچ کر اپنی خانقاہ کی بنیاد رکھیں گے اور میدان کرامت میں علمِ ولایت کو نصب کرتے ہوئے یہ نعرہ بلند کریں گے:

مریدی لا تخف اللہ ربی
عطانی رفعۃ نلت المنالی
طبولی فی السماء والارض دقت
وشاؤس السعادت قد بدالی

میرے مرید نہ گھبرا۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، اللہ نے مجھے اپنی بخشش و عطا سے ثلث حصہ عطا فرمایا ہے۔ میرا طبل آسمان و زمین میں بجایا گیا اور میرے لئے سعادت کی خوشخبری مل چکی ہے۔

کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قبر کو اس خس و خاشاک اور گندگی و نجاست کی تہ میں پنہاں کیا تاکہ اپنے آپ کو افضل و اکرم نہ دکھائیں۔ اسی بنا پر وہ مخفی رہے لیکن حیدر نہیں چاہتا کہ ایسے صاحب کمال بزرگوار نجاست کی تہ میں پوشیدہ رہیں۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے ان کی قبر بہترین طریقہ سے تعمیر فرمائی گویا وہ جنت کا باغ ہے اور ان کا اسم گرامی شہاب الدینؒ اولیاء بتلایا۔

مناجات

اے سرور میر و پیر، اے بادشاہ ولایت ملک گیر، تربت تاریک کے قیدیوں کو نجات بخشنے والے، پل صراط پر گذرنے سے عاجز رہنے والوں کو پار کرنے والے — درکات جحیم میں گرے ہوؤں کی دستگیری کرنے والے، اور ہمیں نعمتوں کے درجوں میں پہنچانے والے۔ بے شک ہم عذاب گوناگوں کے لائق اور سگ دوں کے برابر ہیں، ہمارے تن ناپاک کا کوئی عضو ایسا نہیں ہے، جو لائق عذاب آتش نہ ہو۔ ہمارے وجود کا ہیولیٰ امتحان کی بھٹی میں صرف کھوٹ ہی کھوٹ ہے۔ اعمال صالحہ سے اس طرح بے بہرہ ہے کہ اسکی منزل اول (قبر) اگر آتش قہر سے بھری ہوئی ہو تو کیا عجب ہے۔ دوزخ کے ماء حمیم کے چکھنے والوں کے حلق میں شراب نعیم کے گھونٹ ڈالنے والے۔ آپ سے امید وار ہوں کہ مجھ مردار کی قبر کو روضۂ رحمت بنا دیں گے۔ میں تنگ قبر میں پھنسا ہوا ہوں۔ اسیر ہوں، دلریش ہوں۔ ازراہ لطف ہم کو اپنی خدمت میں طلب کیجئے۔ اور مجھے قبر میں جب دو فرشتے منکر و نکیر پوچھیں گے کہ تیرا خدا کون اور ہادی کون ہے تو آپ ان ہیبت ناک سوالوں کا جواب دینے کی طاقت پہنچائیے۔ بحرمت شاہ عبدالکریم و شاہ دیں درویش اس وقت آپ مجھے اپنی طرف سے تقویت پہنچائیے۔

دسواں خارقہ

عالم اسرار ربانی و وجود امن و سلامتی حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری ایک روز جامع مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اہلیان نلنگہ سے یوں مخاطب ہوئے۔ :

اے حاضرین وقت! زمانہ اور وقت کی آفتوں و مصیبتوں میں سے کوئی آفت آج کے روز پہنچنے والی ہے، غالبًا وہ آتش سیاہ ہوگی، جو اس قدر زور سے بھڑک اٹھے گی کہ اس سے خانماں خراب اور خستہ ہو جائیں گے۔ اور اس ہلاکت سے معیشت و زندگی کی تباہی و بربادی ظاہر ہوگی اور مکانات اور اسباب مکانات سبھی جل کر خاک ہو جائیں گے، اور یہ آفت ساکنان شہر کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ سے طے ہو چکی ہے۔

حاضرین و عمائدین اور حاکم شہر نے حضرت کی ان باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی آپ سے امن و امان اور سلامتی و عافیت کے لئے التجاء و درخواست کی۔ بلکہ آپ کی قابل اعتماد باتوں کو خرافات اور واہیات تصور کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا اور یہ سمجھ لیا کہ ایسا واقعہ اور حادثہ کبھی رونما

ہوسکتا ہے؟ حقیقت کو سمجھ نہیں سکے۔ چنانچہ شہر میں ایک روغن فروش نے یہ جب باتیں سنی تو از راہِ طنز و مزاح کہا کہ شاید حضرت اپنے مریدوں میں کسی مرید سے رنجیدہ ہونگے اور کسی مرید نے نافرمانی وعدمِ طاعت کی جسارت کی ہوگی، جس کی وجہ سے یہ نفرت آمیز کلمات ان کی زبان سے نکلے ہیں۔ لیکن یہ یقین نہیں کیا کہ جو تیرِ سخن بھی ان کی کمانِ زبانِ صداقت بیان سے نکل جائے گی' وہ یقیناً ہدف ظہور پر پہنچ کر رہے گی۔

زبانِ اہلِ ولایت چوں سیف قاطع داں
کہ لرزد از دمِ قہر آب زمین و زماں
چوں از بنامِ خموشی دمش بدر گردد
کجا مجال فلک پیشِ اُو سپر گردد

اہل اللہ کی زبان سیف قاطع ہے' جن کے جلال سے زمین و زماں اور کائنات پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے' جب ان کی زبان سے کوئی تیرِ سخن نکل جائے تو اس کے مقابلہ میں آسمان بھی سپر نہیں بن سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور صالحین کی زبانوں سے جو بات صادر ہوتی ہے' وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔

اس گستاخ روغن فروش سے جب یہ بات کہی اور اس کے کچھ ہی دیر کے بعد وہ تیل کشید کرنے میں مصروف ہوگیا۔ دفعتاً لکڑی کے کٹھرے میں زوردار آگ کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ اور اس بے ادب کا گھر اور تمام اثاثہ جل کر خاک ہوگیا اور اس طرح یہ آگ ایک گھر سے دوسرا گھر اور ایک محلّہ سے دوسرا محلّہ پہنچتی رہی، حتیٰ کہ نصف شہر کی متاعِ زندگی اس روز نذرِ آتش ہوگئی۔ اور بے شمار مکانات کا سامان واثاثہ اور گھروں کی چھتیں اس تباہ کن آگ کے شعلوں کی نذر ہوگئیں۔ اور فھی خاویۃ علی عروشہا کی تفسیر ظہور پذیر ہوئی اور آہ و فغاں اور شور و ہنگامہ بلند ہوگیا۔

دیکھتے دیکھتے اسی اثنا میں دوسرا جمعہ آپہنچا۔

دوسرے جمعہ کا واقعہ

آنجناب حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ کے حکم کے موافق مسجد جامع میں حاضر ہوئے اور نماز ادا کرنے کے بعد حاضرینِ جماعت سے یوں گویا ہوئے:۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحمت نازل ہو' اور یہ رحمت' وقت کی مصیبتوں میں تمہارے لئے معارض و مزاحم ثابت ہو۔ اور اس آتشزدگی کے ذریعہ خاندانوں کی جو تباہی قضائے الٰہی سے مقرر ہو چکی ہے' تمہارے لئے یہ رحمت الٰہی حفاظت کا ذریعہ بن جائے۔

جب غافلوں کے دل قلوبنا غلف کی صفت سے

موصوف رہے تو کسی فرد نے بھی متنبہ و ہوشیار ہو کر آپ سے عذر خواہی و استغفار کا رویہ اختیار نہیں کیا اور نہ ہی کوئی غفلت سے بیدار ہو کر معذرت چاہا۔ اور نہ ہی کسی نے ان شعلوں سے نجات پانے کے لئے آپ سے کوئی فریاد کی۔

مرد غافل ہمیشہ از غفلت
خویش بسوزد میانۂ آتش

غافل شخص ہمیشہ اپنی غفلت سے خود کو آگ میں جلا دیتا ہے، اور اپنی اسی غفلت کی وجہ سے وہ پانی کی تلاش نہیں کرتا۔ حاصل کلام آپ کے چند معتقد اور خادم جن پر آپ کی شفقت و محبت رہی اور جو آپ کے سایۂ عطوفت میں رہے، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ سے منت و سماجت کرتے ہوئے عرض کرنے لگے۔ "اے وسیلۂ امن و سلامتی اے دافع بلیاتِ دو جہاں، ہم لوگ آپ کی ذاتِ والا صفات سے پرامید ہیں کہ ہمیں آپ کے صدقہ و طفیل سے ان ہلاکت خیز تباہ کن شعلوں سے نجات اور اسباب و اہل و عیال کی سلامتی کی نعمت حاصل ہو جائے گی۔

آنجناب جو امن و امان اور سلامتی کا واسطہ اور وسیلہ تھے یوں ارشاد فرمایا، جس گلی اور کوچہ میں آگ کے شعلے مشتعل ہو جائیں تو تم میں سے جو امن و سلامتی کے خواہاں و جویاں ہیں اور اپنے دلوں میں اسکی شمع امید فروزاں کئے ہوئے ہیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر درود اعظم اور اسم اکبر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد شروع کر کے اپنے سامان و اثاثہ شعلوں کی زد سے محفوظ کر لیں۔ اور اس آگ سے کسی قسم کا خوف نہ کریں۔

القصہ قہر ربانی کی آگ کے شعلے ہر طرف بھڑک رہے تھے اور جو لوگ اسم قادر شیئاً للہ کے ورد پر عامل رہے اور اپنے گھروں کی چھت پر کھڑے ہو کر آپ کے حکم کے مطابق الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، الامان الامان کی صدائیں بلند کرنے لگے تو ان کے مکانات آگ کی زد سے محفوظ رہے۔ اگرچہ کہ ان کے مکانات بھی ان گھروں سے ملے ہوئے تھے، جو آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں تھے۔ اور تند و تیز ہواؤں کی وجہ سے آگ کے شعلے آسمان کی بلندی کو چھو رہے تھے۔ اور آگ کے انبار گھروں کی چھتوں پر جمع ہو گئے تھے۔ لیکن جن لوگوں کو آپ کی حمایت و نصرت شامل حال رہی انکے خاندانوں اور گھرانوں کو آتشزدگی کا کوئی اثر نہیں پہنچا۔ حتیٰ کہ دھواں کا گذر بھی ان کے گھروں پر سے نہیں ہو سکا۔

سبحان اللہ! آپ کے ساتھ سچی عقیدت و

الفت رکھنے کی وجہ سے ان لوگوں کو دنیا میں یہ فیض پہنچا۔ اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے، جو شخص پورے اخلاص سے اور کامل عقیدہ کے ساتھ آپ سے بیعت کا شرف حاصل کرے اور اپنے مرشد و مربی کی رضا و خوشنودی میں خود کو پوری طرح محو اور فنا کر دے، اور اپنی نظریں اپنے شیخ مربی کے علاوہ کسی کی جانب نہ مرکوز کرے تو ایسے سچے عقیدت مند مرید کو حاصل ہونے والے فیوض و برکات کا کیا کہنا؟

کہاں وہ عاجز و مسکین چیونٹی اور کہاں وہ صاحب سطوت و حشمت سلیمانؑ کہاں ان مردانِ کامل کا مقام اعلیٰ اور کہاں یہ مارے مارے دربدر پھرنے والا کتا۔ اگرچہ کہ بیعت و ارادت کے اندر اسکا دعویٰ خالص صدق و صفا سے متصف نہیں ہے۔ تاہم امیدوار ہوں کہ دونوں شاہزادگان عالی کے نعلین شریفین کے غبار کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اور حدیث نبوی من تشبہ بقوم فھو منھم (جو شخص کسی جماعت سے مشابہت پیدا کرلے، تو وہ اسی میں شامل کیا جائے گا) کے حکم سے روز قیامت بیں (جو کہ روز کشاکش ہے اور جس دن لوگوں کے سر اور پاؤں جکڑے ہوئے ہوں گے یوم یوخذ بالنواصی والاقدام) اس کا حشر بھی ان صاحب مراد بزرگوں کے ساتھ ہوگا۔ وبرزت الجحیم للغاوین جس روز جہنم گمراہوں کے سامنے پیش ہوگی ایسے ہولناک روز میں اس گناہ گار ابراہیم کے حق میں بھی یہ ندا بلند ہوگی یا نار کونی بردًا وسلامًا علےٰ ابراھیم اے آگ ابراہیم پہ سرد اور سلامتی کا ذریعہ بنجا۔

آمدم برسر مطلب! نیز اس روز بھی گھروں اور مکانات کا اثاثہ بحکم یخربون البیوت آگ کے شعلوں کے حملوں سے اس قدر ویران اور تباہ و برباد ہوگئے کہ اس محلہ میں مکانات کا عشر عشیر حصہ بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اسی دوران میں اچانک تیسرا جمعہ آپہنچا۔

تیسرے جمعہ کا واقعہ

حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری اپنی قدیم عادت کے مطابق اپنے مخصوص خادموں اور مریدوں کے ہمراہ جامع مسجد میں حاضر ہوئے اور نماز کے بعد پھر عجیب و غریب اور نادر گفتگو کا آغاز کیا:

ایہا الحاضروں دریں کعبہ
باز قہر خدا دریں قصبہ
از تگ و تاز می کند حملہ
تا بسوزد کہ خانما جملہ

اے حاضرین! اس شہر میں پھر قہر خداوندی کا نزول ہونے والا ہے، اور وہ قہر اس قدر تیز رفتاری سے

رونما ہوگا کہ تمام مکانات اور گھروں کے اسباب
پوری طرح جل کر خاک ہو جائیں گے۔

آپ نے جب یہ وحشت اور دہشت بھری خبر
سنائی تو اس وقت حاکم اور اکابرین و عمائدین اور
حاضرین جماعت خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے اور اپنی
خطا سے نادم ہو کر آپ کے ساتھ عاجزی و انکساری
کا اظہار کرنے لگے اور یوں عرض کیا :-

چوں توئی باران رحمت لطف کن بر ما ببار
وقت باریدن ہمیں ہست ای سحاب آبدار

جب آپ کی ذاتِ گرامی باران رحمت ہے تو ہم
پر لطف و مہربانی کیجئے۔ اے پانی سے لبریز بادل!
برسنے کا وقت یہی ہے۔ یعنی یہ موقعہ و محل اس بات کا
متقاضی ہے کہ آپ اپنی رحمت ہم پر نچھاور کریں۔
اے امیدوں و آرزوؤں کا کعبہ، آپ کی پاک
صاف اور شیریں عادتوں اور پُر از کمال خصلتوں سے
امیدوار ہیں کہ ان مشتعل شعلہائے جلال کو آبِ زلال
جمال کے قطروں سے بجھا دیں گے اور لطف و ترحم کے
کوثر سے کام لیتے ہوئے فنا و ہلاکت کی حرارت سے، جو
تشنہ لب ہیں انہیں امن و امان کی زندگی سے سیراب کریں گے۔
آپ نے فرمایا اے جاہلان غافل تم غفلت کی میٹھی
نیند سے اب بیدار ہوئے ہو۔ خوب! جبکہ تم پر قضاء الٰہی
و مشیتِ یزدانی کا ظہور و عمل ہو چکا۔

شدنی شد ذکر چہ خواہد شد

جو ہونا تھا وہ ہو گیا اس کا اب کیا ذکر؟ اب جبکہ آتش
قہر کو سرد کرنا چاہتے ہو تو موضع نتوڑ (جو اس شہر کے
قرب و جوار میں واقع ہے) کو ہمارے خادموں کے نام
بطور جاگیر لکھ دیں۔ یہ چیز نزول قہر کے وقت
تسکین کا باعث ہوگی۔
حاصل کلام اسی وقت حاکم منشی کو طلب کیا اور
حکم دیا کہ اس موضع کو ان کے نام لکھ کر وہ نوشتہ
انہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ حاکم کے حکم کے موافق
جاگیر نامہ لکھ کر حاکم کے سامنے پیش کیا۔ تاکہ دستاویز
کی توثیق کی جائے۔ اسی وقت ناگاہ ایک شخص حاکم کے
سامنے آیا اور یہ خبر دیا۔

ای کہ ہستی دریں جہان مشہور
از قضا سوخت موضع بنّور

اے وہ ہستی جو دنیا میں مشہور ہے قضائے الٰہی سے بنّور جل گیا۔
مرشد کامل ان احوال کو دیکھ کر حاضرینِ
مجلس سے برخاستہ ہوئے اور اپنے گھر کی طرف چلا گئے
اور پھر اسی شدت کے ساتھ آتش قہر نلسنگہ میں
بھڑک اٹھی۔

خوارقِ حیدریہ

مولوی
محمد ابوبکر ملیباری اللطیفی
مدرس دار العلوم لطیفیہ
مکان حضرت قطب ویلور

خوارق حیدریہ سے گیارھواں اور بارھواں خارقہ پیش خدمت ہے مفہوم خیز اُردو خلاصہ کے ساتھ فارسی متن بھی حاضر ہے جسمیں آپ کے صحیح النسب سادات ہونے کا ثبوت ہے ۔

خارقۂ یازدہم ، روزے شیخ اسیرؔ و آزاد شیخ ابراہیم آزادؔ کہ خورشید آسمان معرفت بودہ روزے وقت صبح بعد از نماز فجر در ساعتے کہ آنحضرت مستقبل قبلہ بودہ در ورد و اوراد و ذکر و اذکار مشغول بود، در آں وقتے شیخ ہم حاضر خدمت بودند کہ ناگاہ طلوع آفتاب از فلک روئے نمود، چناں کہ شعاع خورشید بر اندام مبارک حضرت شاہ ذیجاہ درخشیدن گرفت ۔ اتفاقاً شیخ از مقابلہ نظر بسوئے روئے مبارک آں سرور کرد الحق روئے مبارک آنحضرت را طبقے یافت ۔ چوں خورشید تاباں خواست کہ بسوئے خد تاباں وجہہ آنحضرت تیز نظر کند نتوانست ہموں زماں ہمچوں نظر کردن در عین نصف النہار بسوئے آفتاب ممکن نے چشم آں بزرگوار از خیرہ وے نور و پُر آب شدن گرفت و خود از رخ انور آں خورشید فلک وحدت نظر کشیدہ نگاہ بجز خورشید فلک دنیا کرد مقابل جمال بر کمال آنحضرت چوں سفالے یافت تیرہ و لمعہ روئے آں را بر خورشید خاور غالب یافت شیخ را ازیں حال تعجبے تمام دست داد ۔ چوں

گیارھواں خارقہ : شیخ اسیر و آزاد شیخ ابراہیم آزادؔ جو کہ آسمانِ معرفت کے خورشید تھے ایک روز صبح نماز کے بعد شاہ حیدر ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ شاہ حضرت اوراد و اذکار میں مصروف تھے ۔ اچانک آفتاب طلوع ہوا ۔ اس کی شعاعیں شاہ حضرت کے جسم مبارک پر پڑ رہی تھیں ۔ شیخ نے شاہ حضرت کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو آپ کے چہرہ کو ایک طبق و سورج کے مانند پایا ۔ آپ کے رُخ انور کی طرف تیزی سے دیکھ نہیں سکے ۔ جس طرح آفتاب کو عین نصف النہار کے وقت دیکھنا ممکن نہیں، آپ کی آنکھیں خیرہ بے نور و پُر آب ہو گئیں ۔

پھر آپ نے اس خورشید فلک وحدت کی جانب سے نظر ہٹا کر آفتاب فلک نے دنیا کی طرف نظر فرمایا شاہ حضرت کے چہرۂ مبارک کے مقابلہ میں آفتاب دنیا ایک ٹھیکری کے مانند معلوم ہوا ۔

آپ کے رخ انور کی چمک خورشید خاور پر غالب رہی شیخ کو ایسی حالت سے بہت تعجب ہوا ۔ اس وقت

شاہ ذیجاہ شیخ را دید کہ در تعجب و حیرت است
گفت شیخا ازیں حال کہ معائنہ کردی و ملاحظہ
فرمودی ہیچ در تعجب مشو، خورشید کہ جز از
کل اللہ نور السموات والارض باشد ہر آئنہ
خورشید یکہ موصوف بصفت اذا الشمس کورت
باشد غالب باشد ؎

لمعۂ نور ذات ربانی ؛ غالباً غالب ہست گردانی
بر سپہر نور ماہ وہم خورشید ؛ گرچہ تابد ز رنگ لعل و سفید

خارقہ دوازدھم:

روزے در مجلس اقدس شخصے بحضور آں سرور چنیں وانمود کہ بعضے از سلف چنیں شنیدہ شدہ کہ بر گوشت و پوست وجود سادات صحیح النسب و فی الواقعہ بضعہ از گوشت و خوں لحمک لحمی و دمک دمی باشد آتش کارگر نمی شود بلکہ رنگ موئے ایشاں ہم متغیر نمی شود۔ بعد ازاں آنسرور بعد از شنیدن تقریر چنیں فرمود کہ اے حاضران ایں مجلس سخنے کہ ازیں شخص واقع گردیدہ فی الحقیقت راست است و بزرگان ما ہم میفرمودند کہ ما از سادات صحیح النسب ہستیم و گوشت و پوست ما قطعہ از جسم جسیم طٰہٰ و یٰسین است پس امروز می خواہیم بیازمائیم بعد ازاں موئے چند از ریشے مبارک جدا کردہ در آتش سرخ درخشاں انداخت فی الحال آں آتش لعل رنگ درخشاں سرد شد۔

شاہ حضرت نے شیخ کی طرف دیکھا تو حیرت و تعجب میں گھرے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا اے شیخ جس حالت کا آپ نے جو معائنہ و ملاحظہ فرمایا اس پہ تعجب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سورج دنیا اللہ نور السموات و الارض کا جز ہے۔ اللہ جو سورج کہ اذا الشمس کورت کی صفت سے موصوف ہو وہ اس سورج پہ غالب ہوتا ہے ؎

یہ چمک ذات ربانی کا ایک نور ہے۔ غالباً غالب ہی شمار کریں۔ چاند و سورج کی روشنی لعل و سفید رنگ کا ہے تو بھی اس پہ غالب ہے۔

بارھواں خارقہ:

ایک روز شاہ حضرت کی مجلس میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا "اسلاف سے اس طرح سنا گیا ہے کہ صحیح النسب سادات کے گوشت و پوست لحمک لحمی ودمک دمی کا ایک حصہ ہیں اور ان کے گوشت و پوست پہ آگ اثر نہیں کر سکتی بلکہ ان کے بال کا رنگ بھی متغیر نہیں ہوتا"۔

اس شخص کے بیان کے بعد آپ نے یوں فرمایا "اے حاضران مجلس جو بات اس آدمی نے کہا ہے حقیقت بہ سچ ہے' نیز ہمارے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہم سادات صحیح النسب ہیں اور ہمارا گوشت و پوست بھی طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم جسیم کا ایک حصہ ہے۔ پس آج ہم چاہتے ہیں کہ یہ آزمائیں۔ پھر آپ نے اپنی داڑھی سے چند بال جدا کر کے مشتعل آگ پہ ڈال دیا۔ تو اسی وقت آگ سرد ہو گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارقِ حیدریہ

مُترجمۂ لطیفی
مولوی محمد ابوبکر صاحب لطیفی
مدرس دارالعلوم لطیفیہ

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی
یہ ہستئ دانا ہے، بینا ہے، توانا ہے

ناظرین کرام! خوارقِ حیدریہ سے تیرھواں خارقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کیا جارہا ہے جس میں اطراف جہاں میں ایک تند و تیز وبا چلنے کی خبر اور انسانی زندگی کی تباہی و بربادی کی پیش گوئی اور اپنی رفیقِ حیات سے اس وبا کے انسداد کے لئے گفتگو کرنا اور خود کو فنا کر دینے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

خارقہ سیزدہم "روزے پیش حلیلہ خلیلہ جمیلہ عفیفہ خود المسمی بہ ھمایوں شاہ چنیں تقریر کرد کہ اے جفت ہمایوں نام میمون کام خجستہ فرجام دریں ایام فنا انجام امرے از امرہائے علیم العلام و بنام ہر خاص و عام انام نامزد و مقدر است الحق آں وبا بلائے ہست عظیم از بلاہائے خدائے کریم کہ بمجرد نزول دمار زندگی و معیشت از بنی آدم بر آرد، و خانماں آباد ازاں ویران و خراب گردد۔ دریں عالم اورا مرگِ مفاجات می نامند، خفتہ خفتہ نشستہ نشستہ، ایستادہ ایستادہ جسم

تیرھواں خارقہ: ایک روز آپ اپنی عفیفہ شعار خلیلہ جمیلہ بیوی (جنہیں ہمایوں شاہ پکارتے ہیں) سے یوں بیان فرمایا کہ اے مبارک نام و صاحبۂ خوش خصال ہمایوں بیگم! اس دَورِ فنا میں علیم العلام کے امور و معاملات میں سے ایک معاملہ مخلوق پہ صادر ہونے والا ہے اور وہ معاملہ خدائے کریم کی جانب سے ایک بہت بڑی بلا ہے جس سے انسانی زندگی اور اسباب حیات و زیست تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس واقعہ کو اہل عالم مرگ مفاجات سے تعبیر کریں گے۔
سوتے بیٹھتے اٹھتے جسم بے جان ہو جائیں گے۔

بے جان شود۔

یقین داں کہ حیدر دافع بلیات است، ورافع قواعد سیآت وہر آئینہ دفع ایں بلا ورفع ایں عنا تعلق بقطب مدار آں زمانست چہ ہرگاہ تیر قضا از خدنگ امر ذوالقدر ربانی بجہد ہر آئینہ بہ ہدف اجساد بنی آدم کارگر بے خطا آید دراں میاں اگر قطب فرو آنندمان کہ مدار ہمہ جہاں بر سر اوست۔ کمر ہمت وحمایت وحراست لبستہ از وجود خود را درعوض آں در آماج گاہ او بدہد ہر آئینہ دفع بلا ودفع رنج و عنا از سر وقت جہانیاں شدہ آید پس دریں زماں بجز ذات حیدر کہ قطب وقت باشد وحامل ایں بارگراں باشد۔ پس عزم تمام وقصد کلی براں متفرج است کہ حمل گراں آں بلائے وبا کہ قسمت بنی آدم است بہ نفس نفیس خود اختیار کردہ گردن خلائق ازیں گراں بار سہل گرداہم۔ چوں آں جفت وفادارانہ آنسر ورباوقا ایں حرف اندوہ آثار درگوش گرد دانست کہ حال چیست؟ بیشتر معاملہ چہ روئے خواہد داد وحادثہ چہ خواہد انگیخت نالہ وزاری آغاز کردہ گفتن گرفت: سہ

اے ذات تست واسطۂ امن وہم اماں

یقین جانئے کہ حیدر تمام بلاؤں اور برائیوں کو ختم کرنے والا ہے کیونکہ دنیا سے بلاؤں اور برائیوں کے انسداد کا تعلق اس دَور کے قطب سے وابستہ ومنسلک رہتا ہے۔ جب کبھی تیر قضا قدرت کے کمان سے نکل جاتی ہے تو ضرور بنی آدم کے جسموں کو بے خطا نشانہ بنالیتی ہے ایسے وقت میں اس دور کا قطب جس پہ ساری دنیا کا انحصار ہے، اگر وہ کمر ہمت وحمایت باندھ کر خود اس ہلاکت خیز آماجگاہ میں اتر پڑے تو ضرور اہل دنیا کے اُوپر سے رنج وبلا کو دُور کرسکتا ہے۔ لہٰذا اس بارگراں کا حامل قطب وقت حیدر کی ذات کے سوا کوئی نہیں، پس پورے عزم وارادے کے ساتھ وہ بلاء ومصیبت جو بنی آدم کی قسمت میں مقدر ہے اس کے بار گراں کو اپنے سر لیتے ہوئے مخلوق کو اس مصیبت سے نجات دلاؤں۔ آنجناب کی وفادار بیگم نے جب ان اندوہ گیں کلمات کو سنا تو جان گیئں کہ کیا حالت ہے، آگے کیا معاملہ ہے اور کونسا حادثہ رونما ہونے والا ہے۔ آہ وزاری شروع کی اور کہنے لگیں:

سہ

آپ کی ذات گرامی امن عالم کے لئے
ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے، مبادا کہ دنیا

خالی مباد عرصہ دور و زمان زاں
امیدوارم بر چنیں امر دشوار و قضائے
دشخوار قیام نہ نمائی و حمل ایں بارگراں کہ
صفت انا عرضنا الامانۃ علی السموات
والارض فابین ان یحملنہا موصوف
است موقوف داری

" شاہ فرمود اے ہمسر باوفا مگر آیۃ از
پیشتر او نمیدانی و نمی خوانی کہ فحملہا
الانسان پس انسان عین و عین انسان
دریں دور بجز ذاتِ من جائی کیست ،
گفت آنسرورا ، آرے ہمین است لو وازن
الکائنات و ما فیہم مع شعر من ذاتک
لرجح علیہا ذاتت نہ آں ذات است کہ
انسان را بداں و یا او را بذات انسان مماثلت
و مشابہت تواں داد بلکہ از گونے مرتبہ
انسانیت و لبشریت تجاوز کردی منبر ربوبیت
رسیدہ لیس الوجود الا ھو میخوانند۔

پس ہمیں امید وارم کہ عرصۂ زمین و
زمان از برکت آں ذات عالی خالی نباشد اے
شاہ رشتۂ قدرت بدستِ تست و توقیع
وھو علی کل شیئ قدیر ابنام تو پس
حاجت کہ بعینہ خود را بدل راحت و رفاہیت

آپ کی ذات و ہستی سے محروم نہ ہوجائے۔

میں آپ کی ذات سے امیدوار ہوں کہ
آپ ایسے دشوار گذار مرحلہ کی طرف التفات فرمائیں
گے اور اس بارگراں کے اُٹھانے سے توقف اور
کنارہ کش ہوجائیں جو انا عرضنا الامانۃ علی
السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا کی
صفت سے متصف ہے۔ شاہ نے فرمایا، اے
ہمسر باوفا! اس سے آگے کی آیت کو تم نہیں جانتیں
اور نہیں پڑھتیں؟ فحملہا الانسان پس انسان
عین اور عین انسان کو اس دور میں میرے ذات کے
سوا کہاں جگہ ہے۔ بیگم باوفا نے کہا میرے آقا ہاں
یہ سچ ہے کہ کائنات اور جو کچھ اس میں ہے آپ کے
ایک موئے مبارک کے مقابلہ میں موازنہ کریں تو آپ کے
موئے مبارک کا وزن زیادہ ہوگا، آپ کی ذات تو وہ
ہے کہ انسان کو آپ کی ذات سے اور آپ کی ذات کو انسان
کی ذات کے ساتھ کوئی مماثلت و مشابہت نہیں دے سکتے
بلکہ آپکی ذات مرتبۂ انسانیت و لبشریت سے تجاوز کر چکی ہے۔
اور مجرد ربوبیت کو پہنچ کر لیس الوجود الا ھو کہتی ہے۔

پس اسی وجہ سے امیدوار ہوں کہ زمین و زماں
ذاتِ عالی کی برکت سے خالی نہ ہوجائے۔ اے شاہ
رشتۂ قدرت آپ کے ہاتھ میں ہے اور وھو علی
کل شیئ قدیر کا انفاذ و توقیع آپ کے نام سے ہے۔

و میمنت انساں وانسانیاں در زیر حکم وبا
باید داد بلکہ می تواں کہ بیک چشم زدنی ہزاراں
ہزار و باو محن و بلا و اسقام و آفات و
اموات از سر وقت ایشاں مندفع کنی ،
شاہ گفت اے ہمایوں آرے راست است
چوں سمند عزیمت بمیدان لامکاں جولان
دہم و بدرجہ قرب قاب قوسین او ادنیٰ
لاحق شوم و از حق جل وعلیٰ درخواست
نمودہ دریں کہ مخرج باد وبا باشد سد کنم
پس اختیار بدست من است اگر خواہم
خیمۂ اقامت ہم نمایم در صحن قرب لامکاں
زنم و یا براشہب رجعت سوار شدہ بر تو
رسم الحق وعدۂ من بتو ہمین است کہ ازاں
جا تاخت وباخت نمود، بار دیگر چشمہائے
مریدان و معتقدان خود منور گردانم وچوں
ایں چنین در عالم فاش منتشر شد کہ شاہ
حمایت پناہ حمل گراں بار وبا بر ذات
شریف ونفس لطیف خود اختیار فرمودہ عناں
عزیمت بسوئے عالم بقا معطوف گردن میخواہد
صغیر وکبیر برنا وپیر جوق درجوق طائفہ طائفہ
از محبان ومخلصان وہمجلیسان ومریدان
وخادمان وطالبان بر درگاہ عالی حاضر شدہ

پھر کیا ضرورت ہے کہ انسان و انسانوں کی راحت و
خوشحالی اور امن کے لئے اپنے آپ کو وبا کے ماتحت
کر دیں۔ بلکہ آپ کی ذات سے یہ ممکن ہے کہ چشم زدن
میں ہزاروں بلائیں و مصیبتیں اور آفاتیں انسانوں
کی اموات اسی وقت ہو سکتی ہیں۔
شاہ نے فرمایا' اے بیگم ہمایوں' ہاں یہ سچ
ہے' جب میں عزیمت کے گھوڑے کو میدان لامکاں
میں دوڑاؤں قاب قوسین او ادنیٰ کے قریب
ہو جاؤں اور حق جل وعلا سے درخواست کر کے
اس باد وبا کو روک سکوں پس اختیار میرے
ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو میں قرب لامکاں کے
صحن میں خیمہ زن ہو جاؤں یا پھر واپسی کے گھوڑے
پر سوار ہو کر تم تک پہنچوں۔ یقیناً میرا وعدہ تمہارے
سے یہی ہے کہ دوبارہ مریدوں اور معتقدوں کے
آنکھوں کو روشن و منور کر دوں۔ یہ بات جب اہل عالم
پر آشکارا ہوئی کہ شاہ حمایت پناہ اس وبا کے
گراں بار بوجھ کو اپنی ذات شریف ونفس لطیف
پر محمول فرماتے ہوئے عالم بقا کی جانب اپنے ارادے
کی لگام کو پھیرنا چاہتے ہیں' آپ کی بارگاہ میں
چھوٹے بڑے جوان بوڑھے محبین و مخلصین
مریدین و خادمین حاضر ہو کر آہ و زاری کرتے
ہوئے کہنے لگے اے اجسام عالم کی روح' چشم بنی آدم

از الحاح تمام گفتن گرفتند اے روح اجساد عالم
واے روشنی بخش چشم بنی آدم، امیدواریم
کہ ماہمگناں را فدائے ذات خود نمودہ عوض
آن در زیر باد وبا بسپری وسایۂ حمایت وحراست
خود از سر وقت جہانیاں باز نگیری چوں آنحضرت
الحاح وزاری ایشاں استماع فرمودے انواع
انواع تقویت گونہ گونہ دلاسا بدیشاں دادے
وباعادہ وارجاع خود مستظہر گردانیدے۔
چوں بریں روزے چند بگذشت اتفاقاً کمند
حکم محکم وامر مبرم وبا صیاد قضا در طول
وعرض اقالیم گستردن آغاز کردہ ہزاراں
ہزار لاشہ واجساد بنی نوع انسانی کشاں
کشاں در صحن عدم ومیدان فنا انداختن
قریہ بقریہ شہر بشہر محلہ بمحلہ بادے از
قہر چناں وزید کہ خفتہ خفتہ ونشستہ
نشستہ استادہ استادہ بواسطہ الم ومرض
جاں از قفس وجود بریدن گرفت وہیچ
محلہ وخانہ نبود کہ ازاں جا دود فنا وفوات
برنیامد، اتفاقاً ایں خبر وحشت اثر در خدمت
آں سرور جمیع رفع نمودند کہ شاہا بحکم اعلام
آنحضرت تند باد وبا در چہار سوئے اقلیم
چناں در وزید لست عجبے نیست کہ عنقریب

کو روشنی بخشنے والے، ہم آپ کی ذات سے یہ
امید رکھتے ہیں کہ ہم گناہگاروں کی خاطر اپنے آپ
کو اس وبا کے ماتحت نہ سوپیں گے اور اہلِ جہاں
کو اپنی حمایت وحفاظت سے محروم نہ کریں گے۔ جب
شاہ نے ان لوگوں کی آہ وزاری سنی تو مختلف
طریقوں سے ان کو دلاسہ دیا اور اپنی واپسی کا
ارادہ ظاہر فرمایا۔

اسی طرح چند دن گزرے تو اتفاقاً
حکم محکم وامر مبرم کی جال قضا وقدر
کے شکاری نے دنیا کے اطراف واکناف
پر بچھانا شروع کر دیا۔ جس سے ہزاروں
بنی نوع انسان آہستہ آہستہ صحن عدم اور
میدان فنا میں گرنے لگے۔ قریہ بقریہ، شہر
بشہر محلہ بمحلہ قہر کی ہوا ایسی چلنے لگی
کہ سوتے بیٹھتے اٹھتے اس مرض کی شدت
کو تاب نہ لاکر ارواح انسان قفسِ عنصری
سے پرواز کرنے لگیں۔ کوئی محلہ کوئی گھر
ایسا نہیں رہا جہاں سے فنا کا دھواں نہ اٹھا
ہو اور اموات واقع نہ ہوئے ہوں۔ اتفاقاً
تمام لوگ اس خبر وحشت کو آپ سرور کی خدمت میں
پہنچائے، کہنے لگے شاہا! اللہ کے حکم سے پوری دنیا
میں ایسی تند وتیز وبا چل رہی ہے کوئی تعجب

و مار روزگار بنی آدم برآورده رشتهٔ توالد و تناسل از ابنائے ابوالبشر منقطع گرداند۔

الغرض آنحضرت بعد از اصغائے ایں مقولہ بر نفرت شخصے از مریدان خود را در حرفت معماری نظیرے نداشت طلبیدہ چنیں فرمود کہ اے مرید عقیدت مند و اے چابک دست ہنرمند بزودی کن، فلاں جا و فلاں زمین در فلاں وقت و تاریخ قبرے بدیں نوع۔

نہیں کہ عنقریب اس زمانے کے تمام بنی آدم ہلاک ہوجائیں اور نسل انسانی سے توالد و تناسل کا رشتہ ہی منقطع ہوجائے۔

الغرض آنحضرت ان نفرت آمیز باتوں کو سننے کے بعد اپنے مریدوں میں سے ایک مرید کو جو فن معماری میں بے نظیر تھا اس کو بلاکر یوں فرمایا اے مرید عقیدت والے چابکدست ہنرمند فلاں مقام پر فلاں وقت و تاریخ کے لئے ایک قبر جلدی تیار کرو۔

ناظرین چودھواں خارقہ بہت طویل ہے اس لئے آپ کے وصال کا بیان انشاء اللہ اگلے شمارے میں پیش کیا جائے گا۔

خوارقِ حیدریہ

ترجمہ و تلخیص:-
مولوی پی محمد ابوبکر ملیباری لطیفی
مدرس دار العلوم لطیفیہ

درج ذیل چودھواں خارقہ حضرت میراں سید شاہ حید ر ولی اللہ نبیرۂ قادری علیہ الرحمہ کے وصال کی بیشین گوئی اور اس کے متعلق دیگر امور و حقائق، اور انکشافات پر مشتمل ہے۔ متن مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔ محمد ابوبکر ملیباری عفی عنہٗ

خارقۂ چہاردہم کہ مشتمل و محتوی بر نقل فرمودن آں ولی اعظم اللہ اکبر سیدنا شاہ ذیجاہ حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری رضی اللہ عنہٗ بعالم وصال و بیان واقعہ:-

چودھواں خارقہ اس ولی اعظم اللہ اکبر سیّدنا شاہ ذی جاہ حضرت میراں شاہ حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری رضی اللہ عنہٗ کے عالمِ وصال کی جانب کوچ اور رحلت کے واقعات پر مشتمل ہے۔

دریں دنیائے دنی و عالم فانی برآفریدہ کہ بلباس وجود ملبس و ہر فردیکہ خلعت حیات بشری در بر داشتہ باشد لابد کہ او را تنگنائے خارستان عدم پارہ پارہ خواہد شد و دارد ممات ردائے زندگی او از سر خواہد کشید، شربتِ موت شیرینی ست کہ در حلق ہمہ ہا رسیدنی و بار بیست کہ بپشت صغیر و کبیر کشیدنی، چوں

اس دنیائے فانی کو وجود کے لباس سے ملبوس فرمایا، ہر فرد کو حیات کی خلعت سے زیبِ تن کیا۔ ضروری ہے کہ اس کو خارستان عدم کے کوچوں سے گذر کر پارہ پارہ ہونا ہوگا۔ اور دارد ممات سے زندگی کی چادر کو اپنے سر کھینچنا ہوگا۔ موت ایک شیریں جام ہے جو ہر بشر کے حلق تک پہنچتا ہے اور ایک بوجھ ہے جو چھوٹے بڑے کو اٹھانا ہے

دنیا منزلیست سراب عروسی است
بے وفا و قحبہ ایست پُر دغا زنیست زیبا
و پُر جمال فاطہ برمرداں حرام و بر نامرداں
حلال، و جیفہ ایست بدبو کالا بانش از
مکر و فریبش غافل از خدشہ جانستانش جاہل۔
اے عزیز، دنیا داریست فانی و آخرت
سرائیست جاودانی، دنیا منزلیست پُر محن
و آلام و آخرت مکانیست با عز و احترام
اگر دنیا را شرف و راحت بودے حوالہ بقا
بر آخرت نشدے، و نیز مردان خدا و سالکان
راہ اسباب بے بقایش را پشت پا نزدندے،
پس مرد عاقل و عارف کامل آنست کہ یکبارگی
دل ازیں پُر وحشت منزل برداد و بر خندہ
گریہ انگیز و شکر زہر آمیزاو فریفتہ و غیرہ
نشود من کل الوجوہ قطع علایقات
و تعلقات ایں دارِ فانی کند، و ہمت بلند
داشتہ از شداید و محن او دل تنگ نشود۔
و اجل موعود را پیش نہادہ خاطر خود داشتہ
لذائذ فانیش بر دل خود سرد کند و دار
عقبیٰ معمور دارد و از کشتن زار الدنیا
مزرعۃ الآخرۃ توشۂ کہ در آنجا بکار آید
بر دارد و ہرگاہ کہ نفس و شیطان وسوسہ دہد،

دنیا ایک سراب، ایک بے وفا دلہن، دغاباز
فاحشہ، اور ایک پُر جمال حسین عورت ہے۔
لیکن یہ دنیا طالبین آخرت پر حرام، اور
طالب دنیا کے لئے حلال ہے اور ایک بدبُو
دار مُردہ ہے اور اسکے طلبگار کتے، اسکے مکر و فریب
و جانستانی کے خدشہ سے جاہل ہیں۔
اے عزیز، دنیا ایک دار فانی ہے اور آخرت
سرائے جاودانی ہے۔ دنیا ایک رنج و مصیبت کا مقام
ہے اور آخرت عزت و حُرمت کی منزل ہے۔ اگر دنیا
کو کوئی شرف و عزت ہوتی تو آخرت کو مقام بقا قرار
نہیں دیا جاتا، نیز مردان خدا و سالکان راہ اس اسباب
بے بقا کو پاؤں سے ٹھوکر نہیں مارتے لہٰذا مرد عاقل و عارف
کامل وہی ہے جو دل کو اس پُر وحشت منزل سے ہٹا
لیتا ہے اور اسکی خوشی و مصیبت و فرحت و آلام اور اس
کی خوشنمائی پر فریفتہ نہیں ہوتا ہے۔ اس دار فانی
سے پوری طرح قطع تعلقات کر لیتا ہے اور بلند ہمتی سے
اسکے رنج و الم سے تنگ دل نہیں ہوتا۔ اور موت
کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے دل کو اس کے فانی لذات سے
دُور رکھتا ہے اور آخرت کے گھر کو آباد و معمور رکھتا ہے
بمصداق "الدنیا مزرعۃ الآخرۃ" جو توشہ کہ وہاں
کام آتا ہے لے جاتا ہے اور جب کبھی نفس اور شیطان
وسوسہ پیدا کرے اور دل کو اس دنیائے فانی کی

و دل بسوئے دنیائے دنی کہ گذاشتنی وگذشتنی است مائل راغب گرداند، پس دراں وقت وقت موعود کہ ناچار رسیدنی است زن وفرزند وخانمان جملہ اسباب زندگانی گذاشتنی است بیاد آرد ویقین تصور کند کہ امرے کہ مقدر است بقضا خواہد رسید وحکمے کہ پیشتر ممتشی است بامضا خواہد آمد، عدم ایں وجود بشری کہ بلباس بے وفائی وبے بقائی متلبس است۔ پس از رسیدن ہنگام موعود محو ودر محو طمس در طمس انگارد بر حکم "الطہر اذا تخلل بین الدمین وھو فی مدۃ الحیض" آنرا وجود نہ پندارد وبرحکم حدیث بزرگوار "کن فی الدنیا کانک غریب اوکعابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور" مغرور ہستی خود نہ شود ؎

باشی میان دنیا ہمچو غریب رہرو
زیں منزل پر آفت وبند کوچ خود شو

طرف راغب ومائل کرے، جسے ترک کرنا اور چھوڑنا ہے۔ پس اس وقت (موت) سے مفر نہیں ہے۔ زن و فرزند اور تمام اسباب زندگانی ترک کرنا ہے۔ اسی وقت اس کو یاد کرے اور یقین و تصور کرے، جو معاملہ کہ تقدیر میں ہے وہ پورا ہوگا اور جو حکم کہ آگے آنے والا ہے وہ گذر چکا اور اس وجود بشری کا عدم جو لباس بے وفائی میں ملبوس ہے مقررہ وقت پہنچتے ہی وہ لباس فنا و برباد ہو جاتا ہے۔

"الطہر اذا تخلل بین الدمین
وھو فی مدۃ الحیض"

کے حکم کے موافق اس کو وجود نہ سمجھیں اور بفحوائے کلام نبوت "کن فی الدنیا کانک غریب اوکعابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور" اپنی ذات پر مغرور نہ ہو جائے۔

تو دنیا میں ایک غریب راہ رو کی طرح زندگی بسر کر اور اس مصیبتوں بھری منزل سے کوچ کرنے کی تیاری خود سے کرلے۔

پہ چوں آں رازدان کتاب لوح وقلم در
لوح محفوظ دید کہ ہنگام خرامیدن خود لسبوئے
گلشن سرائے "ان للعارفین جنة"
عنقریب است کہ شہباز روح خود از صید گاہ
"الموت جسر" پرواز نمودہ بصید
"یوصل الحبیب الی الحبیب" رسیدن
نزدیک است روزے دریں اثنا ایں حرف
گریہ انگیز دقیقہ زہر آمیز پیش حلیلہ جلیلہ
میمون صاحبہ تمام درمیان آورد کہ اے
بلقیس زماں اے مریم آوان دریں ایام
در لوح محفوظ چناں یافتم کہ حیدر عنان
عزیمت ازیں زنداں سرائے محنت معطوف
گردانیدہ بدار الملک "اذا رئیت ثم رایت
نعیما وملکا کبیرا" خواہد رسید و در
فرادیس واما الذین ابیضت وجوھھم
ففی رحمۃ اللہ" خواہد خرامید اے یار جانی
واے حریف زندگانی پس دریں وقت
عزم تمام وجزم کلی حیدر ثانی براں متفرع
است کہ کفنش از وجہ حلال باشد
جائے وجامہ کہ حیدر دراں مدفون ومکفون
باشد از وجہ ملک غیر نباشد اے ھمایوں
از امروز منتظر باش وروزہا وماہا وہفتہ ہا

جب کتاب ولوح وقلم کا رازدان لوح محفوظ
میں دیکھا کہ "ان للعارفین جنة" کی گلشن
کی طرف چلنا ہے اور شہباز روح "الموت
جسر" کے شکار گاہ سے پرواز کرکے "یوصل
الحبیب الی الحبیب" کے شکار میں پہنچے۔
ایک روز یہ دل آزار وزہر آمیز معاملہ
اپنی بیوی ہمایوں ماں صاحبہ کے سامنے
پیش کیا، کہ اے بلقیس زماں اے مریم آواں
ان دنوں میں میں نے لوح محفوظ پر یہ
مشاہدہ کیا کہ بندہ اپنی عنان عزیمت
اس رنج وغم کے قید خانے سے پھیرتے
ہوئے اذا رأیت ثم رأیت نعیما
وملکا کبیرا" کی طرف پہنچ جائے گا۔
اور اما الذین ابیضت وجوھھم
ففی رحمۃ اللہ" کی جنت میں سیر کرے گا
اے یار جانی و اے حریف زندگانی پس
اس وقت تمام عزم صمیم وارادے کے ساتھ
حیدر ثانی اس منصوبہ پر ہے کہ اس کا کفن
حلال ہو اور اس کے دفن ہونے کی جگہ اور
کفن کا کپڑا دوسروں کی ملک سے
نہ ہو۔" اے مبارک بیوی! آج کے دن
سے منتظر رہو، اور وقت معینہ جو ضرور

درشمار آر از وقت موعود تا کہ ہر آئینہ
رسیدن است ۔
سہ سال است و بعد امروز مدت
سہ سال بتمام و کمال در سال چہارم ایں
مصیبت عظمیٰ بشما روئے خواہد داد، چوں
آں زبدۂ زماں ازاں سرور غیب داں ایں
حرف وحشت انگیز استماع فرمود دلش
بہم برآمد و خاطرش پریشاں شد۔ فاما
از قضائی یزدی چہ چارہ بر حکم صبوری
ضروری است ایں درد را بغیر از صبوری دوائے
نباشد، بنائے کار بر صبر و سکوں نہاد۔ حکم
آنسرور را کاربند شد و از ملک خاص و
انعام آں سرور بود حکم فرمود کہ دراں زمین
پنبہ کارند و محصول او من وعن بدیوان
خانہ آں ولایت پناہ سپارند فی الجملہ
محصول کشت بر حکم فرمودۂ آنحضرت بہماں
نوع در حرم خانہ پُر شرم و عفت آں عمدہ
زمین و زماں سپردند پس آں زبدۂ ثانی
از احتیاط تمام در نظافت و ازالۂ کثافت
پنبہ مشغول شد و چرخہ کہ از غیرتش
چرخ گرداں چرخہ وار گرد برگردد او چرخ زدے
بعد ازاں رشتہ در دست خانگی

آنے والا ہے، دنوں، ہفتوں، مہینوں کا شمار
کرتے رہو، موت مقررہ وقت پہ ضرور آنیوالی ہے
ابھی تین سال ہے، آج کے بعد پورے
تین سال گذار کر چوتھے سال یہ عظیم مصیبت
تم پہ آشکار ہوگی، جب وہ زبدۂ زماں بیوی
اس سرور غیب داں سے یہ وحشت انگیز
خبر سنی، تو ان کا دل لرز اٹھا، اور وہ
پریشان ہوگئیں۔ مشیت ایزدی کے
آگے کوئی کیا کر سکتے ہیں صبر اختیار کرنا
چاہیئے۔ اس درد کا درمان سوائے صبر کے
اور کچھ نہیں، اور آپ نے سارے کاموں کی
بنیاد صبر و سکون پہ رکھی اور آپ کے حکم کو بجا لایا۔
آپ نے حکم فرمایا آپ کی خاص زمین میں روئی
کی کاشت کی جائے اور اس کا من وعن محصول
آپ کے گھر پہنچا دیں۔ حسب حکم روئی کی کاشت
کی گئی اور اس کے تمام محصول کو اسی طرح
آپ کی باعفت وعصمت عمدہ زمین و
زماں بیگم صاحبہ کے سپرد کر دیا گیا۔ پھر
آپ کی بیگم پورے احتیاط کے ساتھ اس روئی
کی صفائی میں مشغول ہوگئیں اور کفن کے لئے
جتنا دھاگا درکار تھا اس وقت تک چرخہ گھماتی
رہیں ۔۔۔ اسکے لئے دھاگوں کو ایک چابک

چابک دست دار' دراندک مدت جامہ بافتہ ابیض وانور منور ہنوز "علیکم ببیاض من الثوب کفنوا بہ موتاکم" مستعد کردہ در نظر مبارک بحضور آورد' آنسرور ازاں بغایت شادان وفرحاں شدہ دعای خیر دربارہ ہمایوں شاہ بی بی بتقدیم رسانیدند۔ چوں مدت سہ سال موعود کہ آنسرور فرمودہ دو سال ونیم بانصرام رسید روز بروز وقت موعود کہ عبارت از اجل باشد نزدیک شدن گرفت دریں اثناء کہ آنسرور را دختری بود بدیع الجمال نام ماجمالی عجب صاحب عرفان وادب دراں وقت آں دختر نیک اختر در دارالسلطنت بیجاپور کہ در خانہ میراں صاحب دادہ بودند' درخانہ شوہر خود بود چوں ایام موعود خود معدودے باقی ماندہ بود کہ اتفاقاً آنحضرت را ازاں دختر معلوم بیاد آمد' ارادہ کامل چناں دامنگیر شد کہ آں را طلب کردہ دردم آخریں از دیدار عزیز خود مشرف و بہرہ ور گرداند۔ پس قاصدی برائے طلب آں لخت جگر روانہ کردہ فاما رسیدن آں

دست جولاہے کے حوالے کیا جس نے تھوڑی سی مدت میں بہت ہی سفید وروشن کپڑا بمصداق "علیکم ببیاض من الثوب کفنوا بہ موتاکم" تیار کر دیا۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ بہت شاداں وفرحاں ہوئے اور اپنی بیوی ہمایوں شاہ کو دعائے خیر سے نوازا۔

مقررہ تین سالہ مدت میں جب ڈھائی سال گذر گئے تو پیام اجل دن بدن وقتِ مقررہ سے قریب ہوتا چلا گیا' اس اثنا میں آپ کی دختر نیک اختر بدیع الجمال جنہیں ماجمالی کے نام سے پکارتے تھے انہیں دارالسلطنت بیجاپور کے میراں صاحب کے گھرانے میں دیا گیا تھا' ان دنوں وہ شوہر کے گھر رہا کرتی تھیں جب آپ کے وقتِ مقررہ کے لئے کچھ ایام باقی تھے تو اپنی دختر کو دیکھنے کی خواہش بہت زیادہ ہونے لگی آخری دیدار کے لئے اپنے دختر کو بلانے کیلئے ایک قاصد روانہ کیا مگر اس دختر سعیدہ کو پہنچنے میں دیری ہوتی گئی تو آپ نے پھر ایک قاصد روانہ فرمایا۔ اس کے باوجود ان کے آنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ مقررہ ایام

رسیدہ در خدمت تاخیر شد باز یک
قاصدے فرستاد قضارا ہمچناں ہیچ اثرے
از آمدن آں سیدہ ظاہر نشد دریں میاں
ایام معدودہ کہ آنسرور فرمودہ ہمگی با تمام رسید
بلکہ روزے چند زیادہ شد چوں رفیع المرتبت
دید کہ ہنوز تا حال قرۃ العین خویش را البشہود
نکشودہ باز یک قاصدے بجہد بلیغ روانہ بیجاپور
فرمود از صاحب حقیقتی و مزنی بادشاہ زمین و زماں
"ایدہ اللہ تعالیٰ وابقاہ" درکرت دوم سیوم
کہ آں سرور قاصداں برائے طلب نور چشم خود روانہ
فرمود از ہماں روز ترک طعام و شراب نمود
و روزے در حضور ہمایوں مانصاحبہ چنیں
تقریبہ فرمود کہ اے ہمایوں آگاہ باش، ہر
آفریدہ را وقتے کہ اجل او دراں مقرر ست
چو آں وقت برسد بر حکم لا یستاخرون
ساعۃ ولا یستقدمون" آں ہنگام موعود
بر من گذشتہ محض انتظاری آمدن دختر
میکشم کہ آں قطعۃ الکبد از ملاقات آخری
محروم و بے بہرہ نشود، و از چنیں سعادت
عظمیٰ نالۂ و دریغ و آہ و واویلا نکشد حقیقت
اینست حیدر بعالم بقا نمودہ سہ ماہ شد
پس وجود یکہ بعالم بقا رسیدہ باشد او را

پورے ہو کر کچھ دن زیادہ ہو چکے
تھے تب رفیع المرتبت سرور نے
دیکھا کہ آپ کی قرۃ العین اب
تک تشریف نہیں لائیں تو آپ نے
بیجاپور کی طرف ایک اور قاصد روانہ
فرمایا۔ صاحب حقیقی و مزنی و شاہ زمین
و آسمان ایدہ اللہ تعالیٰ وابقاہ
نے شوق دیدار دختر کے لئے آپ کو
باقی رکھا تو آپ نے کئی ایک
قاصد روانہ فرمایا اور اسی روز سے
آپ نے کھانا پینا سب کچھ بند کر دیا۔
اور اپنے بیوی ہمایوں صاحبہ سے یوں کہا
اے ہمایوں! آگاہ ہو جاؤ کہ ہر مخلوق کے
لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ
وقت آجاتا ہے تو لحظہ آگے نہیں ہوتا۔ وہ
وقت تو مجھ پر سے گذر گیا۔ محض میری دختر
کی آمد کا انتظار ہے۔ کہیں وہ لخت جگر
آخری ملاقات سے محروم نہ ہو جائے اور یہ سعادت
عظمیٰ نہ پانے پر آہ و نالہ و افسوس نہ کر
بیٹھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حیدر عالم بقا کی طرف
کوچ کئے ہوئے تین ماہ گذر چکے جو عالم بقا
کی طرف چلے جاتا ہے اس کو عالم فنا کے

بطعام وشراب عالم فنا چہ مناسبت ، و
لہذا امساک این ہر دو نمودہ ، چونکہ خدائے
عزوجل رشتہ قل الروح من امر ربی
در قبضہ تصرف باریافتگان قرب وشہود
خود باز داد - من بعمر و قصد خود درمیاں
بود منتظر قدوم مسرت لزوم این صبیہ
ہستم کہ بمجرد دیدار رجوع بعالم بے یطعم
ولا یسقی نمایم - وچوں طوطی خراماں در
فرادیس جناں پرواز کنم ، اتفاقاً دریں
اثنا شور غوغا از خاندان ولایت برخاست
کہ اینک آں دختر میمنت اثر رسید لغایت
فرحاں وشاداں گشتہ بعد از ساعتے چند
در حضور پر نور خراماں شد -

جبہ ماہ آسا و چہرۂ آفتاب نما بر
قدمین شریفین والد بزرگوار خود شود
وشاہ ہم از اشتیاق بسیار گاہے
برو رو گاہے بر دیدہ اش می بوسید
المقصہ روز دیگر آں رفیق محرمہ خود
ہمایوں بداں کہ مقدمہ مانع رجوع حیدر
بعالم بقا بود - غیر آں آمدن صبیہ نمی نمود
وامرے کہ حائل آں معنے باشد جز رسیدن
ایں دختر نبود اکنوں مہمان بہتر کہ داعی

کے طعام وشراب سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی
لہٰذا میں نے کھانے پینے سے آپ نے
آپ کو اسی لئے روک رکھا ہے کیونکہ خدائے
عزوجل قل الروح من امر ربی کے رشتہ
کو اپنے تصرف میں قرب وشہود کی وجہ سے
پھر بھی مجھے زندگی عطا فرمایا ہے - میں
اس قصد وارادے کے درمیان تھا کہ میری
دختر کے آمد کی خوشی کا منتظر ہوں صرف دیکھنے
کے بعد لا یطعم ولا یشقی کی جانب رجوع
ہو جاؤں گا - فرحان طوطی کی طرح جنت کی
طرف کر جاؤں گا - اتفاقاً آپ کے خاندان میں
دختر نیک اختر کے پہنچنے پر شور وغوغا شروع ہوا -
جب یہ خوشخبری آپکے گوش مبارک تک پہنچی
تو آپ کو نہایت خوشی ومسرت ہوئی ، کچھ دیر بعد
آپ کی دختر آپ کے پاس آئیں اور وہ مہ جبین
خورشید رُو اپنے والد بزرگوار کے قدموں میں
سر رکھ دیا - آپ نے فرطِ مسرت سے کبھی ان کے
چہرے کو اور کبھی آنکھوں کا بوسہ لیتے رہے
الغرض دوسرے روز آپ اپنی بیگم ہمایوں
صاحبہ کو طلب فرمایا اور کہا اے ہمایوں !
عالم بقا کی جانب حیدر کے رجوع ہونے میں مانع سوائے
دختر کی آمد کے کچھ بھی نہیں تھا اور جو رکاوٹ

وصل را جواب لبیک دہم، اے ھمایوں
اکنوں بر جبر و شاق مارا از خویش یگانہ
خال کن محرم و نامحرم را از حضور من دور
گرداں کہ ایں وقت بر ما بس نازک ہست
و با دوست را سر ہاست۔

پس آں عصمت پناہ حکم آں قبلہ
واصلاں را کاربند شدہ بر خاست و شبستان
خاص آنحضرت را از زن و مرد و صغیر و کبیر
و آزاد و اسیر یکبارگی بہ پرداخت۔ چوں
دید کہ حجلۂ خود از کیان خالی شد، آں گاہ
فرمود، اے ھمایون قاعدہ آداب مراعات کن و
رسوم خدمت از دست مگذار کہ حضرت رسالت
پناہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام و جدم حضرت
میراں محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باستقبال
من می آیند، دریں سخن بودند کہ ناگاہ
کوکبہ باہوی رسید آنحضرتین مع عالم قدس
مضجع آں سرور با ہزاراں عالم ارواح
شد یک بیک بدیدار جمال آں نبیرین
افلاک وحدانیت آنحضرت ذیجاہ باطلعتے
چوں ماہ شب چہاردہم درخشاں برخاست
و دو سہ کام در پیش جداں خود شدہ در
محلیکہ خود نشستہ بود، ایں ہر دو عمدہ

اس معاملہ میں حائل تھی دختر کے آنے سے
جاتی رہی۔ اب میرے لئے یہی بہتر ہے، کہ
داعئ وصل کو لبیک کہوں۔

اے ہمایوں بیگم، اب اٹھو، اپنے
حرم سرا کو خاص و عام سے خالی کرو اور محرم نامحرم
کو اپنے حضور سے دُور کر دو کیونکہ یہ وقت ہمارے
لئے انتہائی نازک ہے، اور ہمارا دھیان خدا سے
لگا ہوا ہے۔ جب حکم آپکی اہلیہ محترمہ اس پہ کاربند
ہوئیں اور آپ کی بارگاہ سے مرد و عورت چھوٹے
بڑے آزاد و غلام کو اٹھا یا۔ جب آپ نے دیکھا کہ کمرہ
تمام افراد سے خالی ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا، اے
بیگم صاحبہ خاطر تواضع کو ملحوظ رکھو اور خدمت
گذاری کے طور و طریق کو ہاتھ سے جانے نہ دو کیونکہ
رسالت پناہ افضل الصلوٰۃ والسلام اور میرے
دادا صاحب قبلہ میراں محی الدین رضی اللہ عنہ میرے
استقبال کے لئے آ رہے ہیں، اس دوران اچانک
آپ کی آرام گاہ میں ایک شاہی سواری تیز رفتاری
کے ساتھ آ پہونچی جس میں آپ حضرت کے علاوہ ہزاروں
ملائک تھے۔ آسمان وحدانیت کے آفتاب و مہتاب
کے یکایک ظہور ہونے سے جن کا چہرہ چودھویں رات کے
چاند کی طرح جگمگا رہا تھا آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور ان
حضرات کے استقبال میں دو تین قدم آگے بڑھے، اور ان

خلقت را انشا بہ خود باادب فروتر بمقابلہ نشست آنگاہ رسول اکرم و غوث اعظم زبان تحسین جگر گوشہ خود چنیں کشادند کہ اے فرزند شائستہ آفریں ہزار آفریں کہ دریں دنیای غرور و ضلالت در معیشت و زندگانی تا حال کما حقہ جانب حق متعال نگاہ داشتی و سرموئے در رعایت آنجناب فرو نگذاشتی اکنوں لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون منشور رحمت تست عرش و کرسی و لوح و قلم و ملک و ملکوت مشتاق تست رضائے دوست و لقائے صورت مبارک باد تست ان للعارفین جنۃ بنائے آباد تست، اے فرزند دلبند قدسیاں مشتاق تو شدہ اند، جبروتیاں و لاھوتیاں منتظر اقدام تو اند زود باش و ایں جہان فانی را بہمت عالی درگذار و بیک طرفۃ العین بما در آویز۔ چوں آں فرزند باوقار از اجداد بزرگوار ایں حرف اشتیاق آثار استماع فرمود در جواب چنیں عرضداشت با جد بزرگوار اشتیاق و شوق حیدر بجز امیدن دراں عالم زیادہ ازاں ست کہ در حیز تحریر و تقریر نیاید ــ

اما ...... (جاری)

نفوس قدسیہ کو اپنی نشستگاہ پیش فرمائی، اور خود باادب ان حضرات کے قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ اسوقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث پاک نے اپنے لخت جگر کے متعلق یوں زبان کشائی کی، اے فرزند سعادتمند! صدہا آفریں ہو تجھ پر کہ اس ذلیل و گمراہ دنیاوی زندگی میں تو نے حق تعالےٰ کے احکام کے بجالانے میں سرمو روگردانی نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی قسم کی کسر اٹھا رکھی اب "لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کی نعمت عظمیٰ تجھے عطا کی گئی ہے۔ عرش و کرسی و لوح و قلم، ملک ملکوت تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ دوست کی خوشنودی اور دوست کا دیدار تجھکو مبارک ہو"۔ ان للعارفین جنۃ" تیرے ہی لئے آباد ہے۔ اے فرزند دلبند حور و ملائک و قدسیاں تمہارے دیدار اور تمہاری آمد کے مشتاق ہیں، لہٰذا عالی ہمتی سے اس عالم فانی کو چھوڑ کر فوراً ہم سے ملو۔ جب اپنے اجداد بزرگوار سے آپ نے ان اشتیاق آمیز کلمات کو سنا تو اپنے جد محترم سے عرض کیا اس بندے کو اس عالم میں پہنچنے کی جو خواہش و آرزو ہے، وہ تحریر اور بیان سے بالاتر ہے۔ لیکن ـــــ ؟

(جاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوارق حیدریہ

گذشتہ سال خوارق حیدریہ کا چودھواں خارقہ کا کچھ حصہ پیش کیا گیا تھا۔ امسال اسی خارقہ کا بقیہ حصہ جس میں آپ کی رحلت اور تجہیز و تکفین و دیگر حقائق پہ مشتمل ہے مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔

مولوی پی۔ محمد ابوبکر ملیباری لطیفی
مدرس دارالعلوم لطیفیہ حضرتؒ مکان ویلور

فاما دریں وقت آرزوی دامنگیر شدہ کہ تمنای برسیدن عالم وصال حاصل آمدہ و آں آنست کہ چوں رسیدن انسان بدار آخرت بے نقل و کباب زہر آلود جانکندی میسر نے، و رجوع آدمی بمنزلۂ گور بے تجرع پیالۂ تلخ سکرات ممکن نے، وچہ نبی وچہ ولی وچہ کبیر، وچہ صغیر، آرزوی عجز و زاری و مناجات بدرگاہ باری چنیں می کنند کہ الٰہی هون علینا سکرات الموت، پس حیدر دریں وقت شدید بے چشیدن شربت تلخ سکرات و جز تحمل شدائد جان کندنی عنان عزیمت بدار البقا آخرت معطوف کردنی نیست، فاما سکراتے می خواہم چناں سکراتے پس سخت و مشکل کہ ہیچ یکے از مجرمان و عاصیان

لیکن اس وقت عالم وصال میں پہونچنے کی یہ تمنا عالمگیر ہوئی، اور انسان کی منتقلی دار آخرت کی جانب زہر آلود سکرات کے تلخ گھونٹ پئے بغیر میسر نہیں ہے، اس میں کسی نبی، ولی اور صغیر و کبیر کی کوئی تخصیص نہیں، ہر کوئی اللہ رب العزۃ سے بصد عجز و نیاز یہ عرض کرتا ہے کہ هون علینا سکرات الموت۔

پس حیدر ایسے وقت میں شراب سکرات کے تلخ گھونٹ چکھے بغیر اور سکرات کے سخت ترین مصائب و آلام کو سہے بغیر دار بقا کی طرف کوچ کرنا نہیں چاہتا اور وہ ایسی سکرات کا متمنی اور آرزومند ہے جس کو کسی گناہ مجرم نے نہ چکھا ہو۔ خلق خداندی

چناں بخشیدہ باشد، چوں آں قدوتین خلقت
از فرزند لائق ایں نکتہ شگرف شدت انگیز
شنیدند در جوابش چناں فرمودند کہ سألتنی
عن امرِ عظیم کہ اے قطعۃ الکبد قرۃ العین
ھیہات ھیہات ترا بایں امر سخت و شدید چہ
مناسبت فی الحقیقت وجود باجودت نخلست از
گلزار ان اللہ طیب وھو یقبل الطیب
عبرۂ ایست ازگلشن طٰہٰ و یٰسین و ثمرۂ است از
باغ شاہ محی الدین، پس کے روا باشد کہ برچنیں
گلے تازہ و نازک سموم گرم ایں بادیہ پر تف و تاب
وزد از باد حرارت آمیز او برگ ریاں و نازکش
از ہم ریزد۔ باز شاہ ذبیحاہ بعرض پرداخت کہ
سیدا سندا آرے مہر و کرم و رحم جبلی در بارۂ
ایں فرزند باقصی الحد والغایت است کہ زبان
فصیح البیان فصحاء و بلغاء را چہ مجال و چہ
یارا کہ چشمۂ تقریر آں تواند کرد، و از روئے
عین رافت و عاطفت کہ لازمہ جبلی ایشاں
است بایں ضعیف، ازیں امر صعب و تحمل
ایں بارگراں مانع می شوند، الحق ایں نصیحتے ست
مشفقانہ و موعظتے است مربیانہ کہ جد امجد
می فرمایند و بریں بندہ فرضیت متحتم است
لازم کہ اصغای آں صغیر باید نمود۔ فاما چناں

کے قائدین نے فرزند لائق و فائق سے جب اس
عجیب و غریب نکتہ کو سنا تو اس کے جواب
میں یوں فرمایا کہ سألتنی عن امر عظیم
اے گوشہ جگر، قرۃ العین، ہیہات ہیہات
آپ کے وجود بابرکت کو اس امر شدید سے
کیا مناسبت، حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی ذات
گلزار ان اللہ طیب وھو یقبل الطیب کا ایک
شاداب درخت اور گلشن طٰہٰ و یٰسین کا محصول، اور باغ
شاہ محی الدین کا ثمرہ ہے، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے، کہ
ایسے تر و تازہ اور نازک پھول پر اس بادیہ کی مسموم ہوا
چلے جس کی گرم ہوا سے تر و تازہ پتے بھی جھڑ جاتے ہیں۔
پھر شاہ ذبیحاہ نے عرض کیا کہ سیدا سندا، ہاں ہاں
یہ تو آپ کا رحم و کرم ہے جو اس فرزند کے ساتھ انتہائی
درجہ کو پہنچا ہوا ہے۔ فصیح الفصحاء اور بلیغ البلغاء
کو کیا مجال اور کیا ہمت کہ نظر اٹھا سکے، اور رحمت
و رافت اور عاطفت جو ان کی طبیعت میں ہے
مجھ کمزور انسان کو اس سے روکنا چاہتے ہیں۔ یقیناً
یہ ایک مشفقانہ نصیحت اور ایک مربیانہ موعظت ہے
جو کہ جد امجد نے فرمایا اور یہ بندہ اس امر کو اپنے
اوپر لازم قرار دیتا ہے اور اس چھوٹے کی بات
بھی سننا چاہیئے کیونکہ وہ خواہش ہے جو دل کی
گہرائیوں سے نمودار ہو رہی ہے جو میٹھی نصیحتوں

شعلۂ خواہش و تمنا از درون دل سر بر زدہ کہ
از زلال نصائح و مواعظ ساقی انطفا پذیرد۔
پس امید دارم کہ رخصتے بتقدیم ایں امر باید فرمود
و ساغری از شراب سکرات تلخ در حلق ما باید ریخت
باز از جناب نبوت و ولایت جواب صادر شد، کہ
اے فرزندِ ارجمند اندیشۂ ما ازاں ہست کہ وجود عزیز
تو قطعہ ایست از وجودِ ما و ذاتت بضعہ است
از ذاتِ ما ؎

وجود لیست وجودم درے زیکمعدن
نماند فرق چناں ہم میانِ جان و تن

—

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو
جاں شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو
دیگری۔

بہیچ وجہ فرقے سر موئے متصور نباشد، پس
تلخی آں مئی زہر آلود از وجود نازکت متجاوز شدہ
بوجود ما خواہند رسید و از بوئے ناخوش او دماغ
متاذی خواہد شد، باز آنحضرت چنیں فرمود کہ اگر
ہمچنیں ہست فاما امید وارم کہ از برائے خاطر ایں فرزند
ساعتے شریک و سہیم ایں بار گراں باید شد و بحصول
مدعا و مراد یکہ مکنون منوی ضمیر من است سرفراز
باید فرمود۔ القصہ، ہر چند کہ رسول خدا و غوث

اور شیریں مواعظ سے بجھائی نہیں جاسکتی، اور میں
امید وار ہوں کہ اس کام کی انجام دہی کی اجازت
دیں گے کہ سکرات کی تلخ شراب کا پیالہ ہمارے
حلق میں اترنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ جواب صادر ہوا
کہ اے فرزند ارجمند ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ
تمہارا وجود جو ہمارے وجود کا حصہ ہے، اور تمہاری
ذات ہماری ذات کا ایک حصہ ہے۔

؎

آپ کا وجود اور میرا وجود دونوں تو ایک ہی معدن
کے موتی ہیں تو پھر جان و تن کا ایسا فرق ہمارے درمیان
نہیں ہونا چاہئے۔

بلکہ میں آپ اور آپ میں ہو جائیں۔ میں جسم ہو جاؤں
تو آپ اسکے اندر جان بن جائیں تاکہ اس کے بعد پھر کوئی یہ
نہ کہے کہ میں اور ہوں اور آپ اور ہیں۔

لہٰذا کسی وجہ سے بھی سر مو فرق نہیں ہونا چاہئے کیونکہ
وہ زہر آلود تلخ شراب آپ کے نازک وجود سے سرایت
کرکے ہمارے وجود میں نہ پہنچ جائے اور اسکی ناپسندیدہ بو سے
دماغ کو تکلیف نہ پہنچے۔ پھر آپ نے یوں فرمایا کہ ہاں اگر یہ
بات ہے تو میں امید وار ہوں کہ اس فرزند کے خاطر کچھ دیر کیلئے
اس بار گراں کے سہنے میں آپ بھی شریک و حصہ دار بنجائیں
تاکہ میرے دل میں جو مدعا اور مراد ہے وہ پوری ہوجائے
القصہ رسول خدا و غوث الوریٰ مختلف طریقوں سے

الوری بریں کار سخت و دشوار از حد زیادہ مانع آمدند ہیچ
سود مند نیفتاد زاں زاں شوق و طلب آنحضرت باین مئی
زہر آلود غالب و بیشتر می شدند پس ناچار رخصت فرمودند
آنگاہ جامی از نور پر مئی تلخ سکرات از غیب بدست آنمخدوم
دادند جرعۂ چند ازاں بکار برد چوں در دہن و مذاق
آں سرور اثر کرد و بوے ناخوش در دماغ رسیدہ اند کے
روی مبارک متغض کردہ و چینے چند با بروی مبارک
پدید آمد نے پیالہ بود از مئی وصل بوصل آنحبیب و
ساغرے بود پر نبیذ رسانیدہ بلقای حبیب بمجرد چشیدن
در وجود مبارک آنسرور موثر آمد حدو رخسارۂ انور سرخ
رنگ چوں ارغوان شد از غایت شوق و ذوق لقای
دوست لب لیسیدن گرفت ناگاہ بے اختیار نعرہ
زد کہ حیدر نعرۂ زدن ہماں و جاں بحق سپردن
ہماں قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بوقت رحلت سن شریف یکصد و پنجاہ
سالہ بود از رضائے حق روز پنجشنبہ وقت ظہر
تاریخ بست و سوم شہر جمادی الثانی سنہ یکہزار
وسی و دو از ہجرت نبوی بوصل حق پیوستہ۔

بل ینتقلون من الدار الی الدار۔
شور و غوغا از خاندان ولایت برخاست ہمجلیسان
و خادمان و معتقدان فریاد واکربتاہ واشد
تاہ وا فرقتاہ بعرش رسانیدند از حرمان صحبت

کام کرنے سے منع فرماتے رہے، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔
جیسے جیسے شاہ ذبیحاہ کا شوق اس زہر آلود شراب
کے پینے میں زیادہ ہوتا گیا تو ناچار رخصت عطا
کی۔ اس وقت شراب سکرات کا ایک تلخ پیالہ غیب
سے آپ کے ہاتھوں میں پہنچا تو آپ نے اس سے
چند گھونٹ نوش فرمایا۔ جب اس کا مزا آپکے دہن
مبارک میں اثر کرنے لگا اور ناپسندیدہ بو دماغ میں
سرایت کرنے لگی تو آپ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے
لگا اور پیشانی پر چند شکن نمودار ہونے لگیں، نہیں
نہیں وہ شراب وصل کا پیالہ تھا جو بقائے حبیب کیلئے تھوڑا
سا چکھتے ہی آپکے وجود شریف میں اثر کرنے لگا، آپکے رخسار
سرخ ہونے لگے، شوق و ذوق لقائے دوست سے
لب لیسی شروع ہوگئی۔ اچانک بے اختیار بول اٹھے کہ حیدر
اسطرح بولتا ہے اور اسی طرح اپنی جان کو حق کے سپرد کرتا ہے۔
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رحلت کے وقت آپ کی عمر شریف ڈیڑھ سو سال
کی تھی۔ روز پنجشنبہ ظہر کے وقت ۲۳ ماہ جمادی الثانی
ایکہزار بتیس سنہ ہجری میں وصل بحق ہوئے۔

اولیائے کرام وفات نہیں پاتے ہیں بلکہ وہ ایک
گھر سے دوسرے گھر کی جانب منتقل ہو جاتے ہیں، خاندان
ولایت سے شور و غوغا بلند ہوا۔ خدام و مصاحبین، و
معتقدین، ہائے یہ کرب، ہائے یہ شدت، ہائے یہ فراق کی آواز

آنسرور سر کوفتن آغاز نمودند عفیفۂ میمون آں
ولی خدائے ہمچوں بے اختیار شدہ خود را بسر زمین
افگند و نالۂ واسیداہ واسنداہ بچرخ بیر سانید
و حضرت شاہ نور اللہ و حضرت شاہ کریم اللہ ہر دو
شاہ زادگان و چوں دُرِّ یتیم در قعر دریائے ہیم
اندوہ عظیم ندائے واابتاہ واذی شفقتاہ نالہ
برکشیدند و در سلک واما الیتیم فلا تقھر
نالہ برکشیدند ۔ آہ آہ آں شفیقتے کہ ظل
اشفاقش لحظہ از ما باز نداشتہ بود، از ما چنیں
پرید، قطبی کہ مدار زمین و زماں برو بود، در غمام
گور چوں متواری شد ماہی کہ اوج ولایت مستقر
بود در مغرب لحد چوں پنہاں شد یعقوب بود
پسر گم کردہ ما پسران یتیم پدر مردہ او را امید ہست
کہ گم کردہ خود خواہد یافت و خفتۂ ما تا قیامت
از خواب اجل سر نخواہد برداشت دریں اثناء آں
سیدہ عفیفہ صبیہ سعیدہ در نالہ و زاری، با
برادران خویش ہمراہ شد، بر بالین سر بر سر
سرور نہادہ چنداں در جزع و فزع افراط نمود کہ
ہمچوں شد کہ ناگاہ آنسرور سر از خواب اجل
برحکم الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ابدا
بل ینتقلون من دار الی دار سر برآوردہ
بانگ بر دختر زد کہ اے دختر بس کن ازیں نوع

عرش تک پہنچانے لگے اور غم و فراق میں سر کوبی کرنے
لگے، آپ کی اہلیہ عفیفہ صفت بے اختیار ہو کر زمین پر گر
پڑیں اور ہائے میرے سردار میری سند و حجت کی آواز،
فلک تک پہنچانے لگیں اور حضرت شاہ نور اللہ اور شاہ
کریم اللہ دونوں شاہزادگان درِّ یتیم انتہائی رنج و الم
کے ساتھ فریاد کرنے لگے واابتاہ واذی شفقتاہ، اور
اما الیتیم فلا تقھر کے سلک سے منسلک ہو گئے ۔
ہائے افسوس ایسا مشفق و مہربان جس نے اپنے شفقت
سے ایک لحظہ کے لئے بھی ہمیں دُور نہیں رکھا اور ہم سے
رخصت ہو گئے ۔ وہ ایسے قطب تھے کہ زمین و زمان کا
دار و مدار آپ کی ذات سے تھا قبر کے اندھیرے میں چھپ
گئے، وہ تو ایک چاند تھے جو ولایت کی بلندی پر فائز
تھے قبر میں پنہاں ہو گئے ۔ ایک یعقوبؑ تھے جن کا لڑکا گم
ہو گیا اور ہم ایسے لڑکے ہیں جن کے باپ مر چکے مگر یعقوب
کو امید تھی کہ ان کا لڑکا مل جائے گا ۔ لیکن ہمارا خوابیدہ
قیامت تک موت کی نیند سے بیدار نہیں ہو گا ۔ اس درمیان
میں وہ سیدہ عفیفہ دختر سعیدہ اپنے بھائیوں کے ساتھ آہ و
زاری کی ۔ شاہ ذیجاہ کے سر پہ اپنے سر کو رکھ کر بہت زیادہ
رونے لگی اچانک وہ سرور موت کی نیند سے بمصداق
الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ابدا بل ینتقلون
من دار الی دار سر اٹھائے اور اپنی دختر سے بلند
آواز میں کہا کہ اے بیٹی تمہارا رونا دھونا بند کرو ۔ اس

جزع وفزع بر حیدر روا مدار، کہ جزع وفزع بر
مردگاں باشد، چوں ایں نوع حرف شگرف گوش
گذار۔ آں عفیفہ نمود باز سر بخواب نہاد، فی الجملہ
بر خاندان طیبہ طاہرہ آں روز روزے بود سخت
تر از روز یوما کان مقدارہ خمسین الف سنۃ
نے نے روزے بود تاریک تر از شب دیجور چوں
شب یلدا بے نور، القصہ دریں روز پر مصیبت
و درد تجہیز و تکفین آنصاحب معرفت آگین نمودہ
از چہار تکبیر وداع بلحد سپردند و اورا در منزل قبر
کہ ھو اوّل منزل من منازل الآخرۃ و آخر منزل
من منازل الدنیا رسانیدند، و در گلزار القبور
روضۃ من ریاض الجنان بر بستر سندس و استبرق
خوابانیدند بعد ازاں ہر یکے با دل چاک و دیدۂ نمناک
ایں قبر را از تختۂ سنگین واگرفتند پس ہر یکے از
معتقدان و خادمان از تدفین آنحضرت فارغ شدہ
در میران ہمایوں ماں صاحبہ جمع شدہ رسم تعزیت
بجا آوردند، چوں ہر یکے را از شکل دلکش و خدماہ وش
و شعار دلبر با خلق محمدی آنسرور بر دل و دیدہ
خطور کردے بے اختیار نالہائے زار وا ویلا بے
شمار بر داشتندے و چوں ابر نیساں اشک
حسرت ریختندے۔

از صاحب حقیقی و مربی حقیقی یاد دارم

قسم کا رونا پیٹنا حیدر کے نزدیک ٹھیک نہیں کیونکہ جزع
و فزع مُردوں کے لئے ہے۔ جب یہ نادر کلام اپنی دختر
نیک اختر کو سنایا تو پھر سر رکھ کر سو گئے۔ ماحصل کلام
اس خاندان مقدس کے حق میں وہ دن ایک ایسا دن
تھا گویا یوما کان مقدارہ خمسین الف سنۃ
نہیں نہیں وہ تو ایک ایسا دن تھا جیسے شب دیجور و
شب بے نور، القصہ اسی درد و مصیبت کے دن ہی اس
صاحب معرفت کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی نماز جنازہ
کے بعد سپرد خاک کیا گیا یعنی آپ کو ھو اول منزل
من منازل الآخرۃ و آخر منزل من منازل الدنیا
تک پہنچا دیا گیا اور روضۃ من ریاض الجنۃ کے چمنستان
میں سندس و استبرق کے بستر پہ سلا دیا۔ اس کے بعد ہر ایک
نے مغموم دل اور چشم نمناک کے ساتھ اس قبر کو پتھر کے تختہ
سے ڈھانپ دیا۔ غرض ہر ایک معتقد و خادم آپ کی تدفین
سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی اہلیہ صاحبہ ہمایوں ماں
صاحبہ کے دروازے پہ جمع ہو گئے۔ اور رسم تعزیت بجا
لائے تو جب ہر ایک کی نگاہوں میں شاہ ذبیحاہ کا دلکش
چہرہ سما گیا اور آپ کے اخلاق و اوصاف یاد آنے
لگے تو ہر ایک بے اختیار زار و قطار رونے لگا گویا
ابر نیساں تھا جو برسنے لگا۔

مجھے یاد ہے کہ شاہ ذبیحاہ کے خادموں اور معتقدوں

جماعتے از خادمان خاص و معتقدان اختصاص کہ از مفارقت صحبت آنحضرت یکبارگی از خواب و خورد آرام مجتنب و متنفر شدہ پائے وادیہ غم و الم بدر نہادندی واز فراق جانکاہ آنسرور در ورطۂ کہ بیم جاں باشد افتادے و چوں کشش شوق و جذبہ محبت آنحضرت بر دل ایشاں غالب از جان و ایمان و متاع و خانماں بود اتفاقاً در ضیافت وہمیں فی المشافہہ والمعائنہ بواسطہ خواب و خیال بر عصمت پناہ ام المریدین ہمایوں ماں صاحبہ مخلع بخلعت عالیہم ثیاب سندس و خضر و استبرق و خدے چوں ماہ رخشاں لب خنداں ظاہر شدے چنیں فرمودے کہ یار وفادار و حریف غمگسار ترا کیست غمخوار دیدہ داری از مفارقت ما پُرنم دلے داری از مہاجرت ما پُر غم اے ہمایوں زنہار زنہار خاطر جمع دار و حیدر را اسیر گور مپندار زندہ داں عیش کنندہ با حوران حور مقصورات فی الخیام و طائرے داں قدسی بزندہ ہر جا و مقام اے ہمایوں در ہر وقت و ہر جا بتو حاضرم و در ہر زماں بچشمت نزدیک اکنوں از محراب غم و اندوہ برخیز و از ترکش سینہ پُر اندوہ پیکان حسرت بہ یکبارگی بریز جماعتے نام بنام فلاں فلاں کہ ہمچوں تو از مفارقت ما معتکف زاویہ تنہائی و وحشت و مقیم کنج محنت و کربت اند ایشاں

کی ایک جماعت آپ کے فراق و جدائی کی وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا اور آرام و راحت سے متنفر ہو گئے۔ خود کو غم و الم کے وادی میں جھونک دیا۔ یہاں تک کہ انہیں آپ کی جدائی بیم جان کی منزل تک پہنچا دی تھی کیونکہ ان کے دلوں میں آپ کی محبت و الفت جان و ایمان اور متاع زندگی سے بڑھ کر تھی۔

حسن اتفاق کہئے کہ ایک مجلس میں ام المریدین ہمایوں صاحبہ رونق افروز تھیں، فی المشافہہ انہوں نے یہ منظر دیکھا کہ جنتی لباس میں ملبوس اور چہرہ تاباں و لب خنداں شاہ ذبیحاہ ظاہر ہوئے اور یوں گویا ہوئے کہ اے یار وفادار حریف غم گسار آپ کی آنکھیں پُر غم کیوں ہیں، اور ہماری جدائی پر کیوں کبیدہ خاطر ہو؟ اے ہمایوں آگاہ رہو اور دل جمعی رکھو کہ حیدر کو کبھی اسیر گور نہ سمجھو، زندہ جانو، حور مقصورات فی الخیام کے حوروں کے ساتھ خوشی و انبساط سے رہتا ہے اور اس کو طائر قدسی جانو جو ہر جگہ، اور مقام پہ رہتا ہے۔ اے ہمایوں میں تمہارے ساتھ ہر جگہ اور ہر مقام پہ حاضر رہتا ہوں اور ہر وقت میں تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوں اور اب آپ رنج و الم کو چھوڑ دو اپنے پُر درد دل کے ترکش سے حسرت کے تیر کو نکال دو، اور ہمارے معتقدین میں فلاں فلاں جو آپ کی ہی طرح ہماری جدائی کی وجہ سے گوشۂ تنہائی اختیار کئے ہوئے ہیں ان سے

را در فلاں صفحہ و فلاں جاکہ نشیمن گاہ میمون ماست حاضر شوند و دیدۂ رمد دیدہ بکحل الجواہر جمال جہاں آرائے ما روشن گردانند کہ باز بار دیگر حیدر را اسیر گور و مردۂ بیجان پنداشتہ در گریہ وزاری افراط نکنند۔ اے عفیفہ شرط دیگر آنست کہ بایشاں خبر کن ہرگاہ چوں ایشاں بامن دوچار شوند از ہموجا باادب ناظر رخسارہ ما باشند و بر عہدہ قدیم قطع مجالست و مکالمت نمودہ باما در سوال و جواب نکوشند کہ ما دراں عالم ہستیم و ایشاں دریں عالم چوں آں صاحب العصمت والعفت ایں خوارق شگرف معائنہ نمود بر حکم فرمودۂ آنحضرت معدودے چند کہ آنسرور ما بردہ بود بایشاں خبر کرد۔ پس آں مہجوران سرگشتہ بادیہ مفارقت و کشتی نشستگان دریائے محنت و مہاجرت از حسب ایں شرطہ و دلت بغایت فرحاں و شاداں شدہ لبیک زبان محرم آں کعبہ مریداں و معتقداں کہ عبارت ازاں بلند باشد چوں داخلے آں حرم شدند شاہ را دیدند بار وئے چوں داخلے آں حرم بر کرسی ازیں تکیہ زدہ بمجرد نظر پیش آنسرور ذی التعظیم ہمہ کردند و سجدۂ و تسلیم۔

القصہ ہر یک رشتہ پیش آنسرور صف زدہ دست بستہ از آداب استادہ شدند از ہیبت

کہدو کہ فلاں جگہ فلاں مقام پہ جو کہ ہمارا کاشانۂ میموں ہے حاضر ہو جائیں تاکہ ان کی دردمند آنکھیں ہمارے جمال جہاں آرا سے منور ہو جائے اور دوسری مرتبہ حیدر کو اسیر گور سمجھ کر گریہ وزاری میں زیادتی نہ کریں۔ اے پاکباز دوسری شرط یہ ہے کہ ان لوگوں کو خبر کر دو، جب کبھی یہ لوگ مجھے یاد کریں تو اسی جگہ ہمارے چہرۂ منورہ کو دیکھیں گے، پہلے کی طرح بیٹھک و گفتگو سے احتراز کرتے ہوئے ہم سے کسی قسم کے سوال وجواب کی کوشش نہ کریں کیونکہ ہم اس عالم میں ہیں، اور یہ لوگ اس عالم میں۔ جب وہ پیکر عصمت و عفت نے اس عجیب و غریب خرق عادت کا معائنہ فرمایا اور کچھ دنوں کے بعد آنحضرت کے قول کے مطابق ان لوگوں کو اس واقعہ سے باخبر کیا۔

پس وادیٔ مفارقت کے سرگشتہ اور دریائے مہاجرت کی کشتی پہ بیٹھنے والے اس کعبۂ مریدان و معتقدان کی محرم کے زبان مبارک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے دلوں میں بے پایاں خوشی و مسرت لئے ہوئے اس حرم میں داخل ہوئے اور انہوں نے شاہ کو دیکھا جن کا چہرہ چودھویں کے چاند کے مانند دمک رہا تھا اور سبھوں نے سجدۂ تعظیم بجالایا۔

القصہ ہر ایک دست بستہ صف آرا ہو گئے اور آپ کی ہیبت و جلال سے کسی کو ہلنے کی مجال

آنسرور نہ کسے را یارائے جنبیدن و نہ کسے را مجال سخن گفتن و نہ زہرۂ کہ پیش شدہ پائے مبارک را بوسہ زنند ہر کہ آمد بسجدہ پیش افتاد۔

اتفاقاً بعد از چند روز آں نو بادۂ بستان افاضت و ولایت معدن فیض عمیم سیدنا مولانا شاہ عبدالکریم کہ فرزندِ ارجمند آنحضرت است یکایک عرق قربیت ایشاں در جنبش آمد ساعتے و قاصد براں شد کہ پیش شود و بہ تقبیل پائے مبارکش لب عزیز خود را مشرف و بہرہ یاب گرداند ازیں عزم دو سہ گام پیش شدہ دست بر پائے مبارک او نہاد بمجرد کہ دست بر قدمین شریفین آنحضرت نہاد' دست خود بر زمیں افتاد۔ شاہ را از نظر خود غائب یافت'

آخر ہمہ کسان متحیر متحسر چوں مستسقی از آب زلال دیدار گرامی آنسرور سیراب نگشتہ از آنجا بیروں شدند۔

اور نہ کسی کو کچھ کہنے کی سکت تھی اور کسی میں طاقت نہ تھی کہ آگے بڑھ کر قدمبوسی کرے جو بھی سامنے آیا سجدہ میں گر گیا۔

اتفاقاً چند دنوں کے بعد فیضان ولایت کے معدن کی نوخیز کلی سیدنا مولانا شاہ عبدالکریم جو کہ آنحضرت کے فرزند ارجمند تھے اچانک ان کی عرق قربیت حرکت میں آئی اور ارادہ کیا کہ آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دیکر اپنی لب عزیز کو مشرف و بہرہ ور کرلیں۔ اس ارادے سے دو تین قدم آگے بڑھے اور ہاتھوں کو آپ کے قدم مبارک پر رکھا تو آپ کا ہاتھ زمین پر گر پڑا اور دیکھا کہ شاہ ذیجاہ نظروں سے غائب ہو گئے ہیں۔

آخر تمام لوگ حسرت و حیرانی کے ساتھ جیسے مستقی میٹھے پانی کے ملنے پر اور سب وہاں سے باہر چلے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوارقِ حیدریہ

مولانا مولوی
پی محمد ابوبکر ملیباری
لطیفی
استاذ دار العلوم
لطیفیہ حضرت مکان ویلور

پندرھواں خارقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ حاضر خدمت ہے جس میں شاہ حیدر ولی اللہ علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد قبر شریف کی تعمیر کا تذکرہ اور آپ سے صادر ہونے والے خوارق و کرامات کا ذکر بھی ہے، جو ناظرین کے لئے درس عبرت ہے۔

خرقۂ پانزدہم: چوں از انتقال آنحضرت جاہ و جلال سوی عالم وصال مدت سہ ماہ کم و بیش گذشتہ بود کہ ناگاہ ام المریدین ہمایوں مانصاحبہ را داعیہ تمام چناں دامنگیر شد کہ مرقد منورہ آنحضرت را جہت یادگار سنگ بست کنند از سنگہائے نازک و خوشتر چنانچہ از رخام و مرمر کہ سفید درخشاں باشد بکار کردہ رونق افزائے روضۂ آں سرور گردد۔

پندرھواں خارقہ: حضرت شاہ حیدر ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوئے کم و بیش تین مہینے گذرے ہی تھے کہ اچانک ام المریدین ہمایوں ماں صاحبہ کو یہ خواہش دامنگیر ہوئی کہ بطور یادگار حضرت ذی جاہ کی مرقدِ منورہ کو خوب صورت بلّور و سنگِ مرمر سے تعمیر کریں۔ تاکہ آپ کا روضہ رونق افزا ہو جائے۔ آپ کے مریدین میں سے چاند نامی ایک شخص جو فنِ تعمیر میں کامل مہارت رکھتا تھا، اس کو محترمہ نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے مقبولِ ولی الٰہی! چاند بھائی

شخصے از مریدان آنقبلہ مرشدان کہ در فن معماری مہارتے
تمام داشت چاند نام باحرفتے تمام اورا پیش خود
خوانده چنیں فرمود کہ اے مقبول آں ولی الٰہی "چاند بھائی"
بدانکہ ایں ضعیفہ را عزم تمام و عزم کلی چنیں رو داد کہ مرقد
منورۂ آں عمدۂ ولی حق شناس را چنانچہ در باطن بر حکم
القبر روضۃ من ریاض الجنۃ
بانواع نعم و آلائش مزین و مملو است بظاہر
ہم بگونہ گونہ زیب جلوہ گر باشد و چوں تو غالب در ایں
فن دست رسی تمام میداری و ہم در سلک معتقدان
خاص آں مفخر اولیاء منسلک ہستی پس میباید کہ کمر عزم و جہد
بستہ ایں امر عظیم از قوۃ بفعل آری و بنای
روضۂ منورہ برداری۔ چوں آں صاحب النتیجۃ الاخلاص
ایں حرف واجب الاذعان ازاں تاج المخدورات
گوش کرد ہموں وقت نکتہ سمعنا و اطعنا بر
زباں راندہ نزدیک قبر شریف آمدہ پایۂ ولیں از

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھ ضعیفہ کا مکمل
ارادہ ہے کہ حضرت ذی جاہ حق شناس
کی مرقد منورہ جو کہ باطن میں "روضۃ
من ریاض الجنۃ" کے مصداق
ہے اور ہمہ قسم کی نعمتوں سے بھری ہوئی ہے
تو ظاہر میں بھی دیدہ زیب و خوب صورت ہونی
چاہیئے جب کہ تمہیں اس فن میں مہارت تامہ
حاصل ہے۔ نیز مفخر الاولیاء حضرت ذی جاہ
کے خاص معتقدین میں تمہارا شمار ہے۔
پس چاہیئے کہ اس امر عظیم کے انجام
دینے میں تندہی کے ساتھ کوشش کریں۔ اور
روضۂ منورہ کی تعمیر کریں۔

جب اس مخلص مرید نے تاج المخدورات
کا حکم واجب الاذعان سنا تو اطاعت و فرماں
برداری کے لئے کمربستہ ہوگیا اور قبہ
شریف کے پاس چلا گیا۔ قبر کو پیر کے حصہ سے
کھولنا شروع کیا۔ کھودنے کے درمیان
اچانک قبر شریف کی صندوق میں ایک
شگاف پڑ گیا۔ اس میں سے ایک دریچہ

سر کشادن گرفت ناگاہ در اثنائے کاویدن بے اختیار شگافے در صندوق قبر شریف افتاد دریچہ ظاہر شد کہ چنانچہ مابطون ہمہ در نظرش آمدن گرفت۔ قبرے دید کہ وسیع چوں دلِ عارفاں وصدرے یافت در انجا افگندہ خوش رنگ چوں چہرۂ معشوقاں وبراں صدر بر سبز رنگ نہادہ شاہ را دید براں سریر نشستہ جلبابے سبز در بر و دستار اخضر بر سر و مصحفے سبز خط دنیا نمی ماند۔ چنانچہ ثلث ' و مشق ' و رقاع و ریحان و محقق و توقیع و نستعلیق خطے بود مسلسل کہ از دست خطاطان بہشت مکتوب در پیش نہادہ در تلاوت مشغول است۔ ناگاہ آں بیچارہ چوں با آنحضرت ہم تیز در مرو نگاہ کردن گرفت وا و دست بر سینہ از ادب تمام بربست پا دوختہ پیش آں شگاف ایستادہ بود۔ فاما آں سرور دراں وقت از کس نوع در سخن با و ملتفت نہ شد۔ بعد از

ظاہر ہوا۔ چنانچہ قبر کے اندر کا پورا حصہ اس کو نظر آنے لگا۔ اس وقت قبر کو اتنا وسیع پایا جیسے عارفوں کا دل ' اور ایک خوبصورت تخت اس میں بچھا ہوا پایا۔ جس پر سبز رنگ کا کپڑا بچھا ہوا تھا۔ شاہ کو دیکھا کہ اس تخت پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ سبز چادر اوڑھے ہوئے اور سر پر سبز عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ ہرے رنگ کے خط میں لکھا ہوا قرآن ' جو دنیا میں پایا نہیں جاتا کیونکہ اس میں فن خطاطی یعنی ثلث مشق رقاع وریحان محقق ' توقیع ' نستعلیق وغیرہ کا مظاہرہ تھا گویا بہشت کے خطاط کا تحریر کردہ ہے ' اور وہ آپ کے سامنے تھا۔ اور آپ تلاوت فرمارہے تھے۔ اچانک اس بیچارہ کی نظریں حضرت سے ملیں تو آپ نے اس کو جلالت بھری نگاہوں سے دیکھا تو وہ دست بستہ باادب ٹھہر گیا۔ اس وقت حضرت نے اس سے کسی قسم کی گفتگو نہیں فرمائی۔ بہت دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے فلاں فوراً اس شگاف کو بند کردے اور ہمارے

انتظاری بسیار فرمود کہ اے فلاں شگاف
بزودی فراہم آر و ایں راز ما را بجاں نگاهدار
وازیں قضیۂ عجیبہ پیش ہر یک مخواں واگر
از حکم ما تجاوز کرد افشای ایں سر سربستہ
ماکنی ہر آئینہ ترا مخافت جاں باشد۔

فی الجملہ بحسب حکم فرمودۂ آں ولی اعظم
سد آں شگاف نمودے باز در کار خود
مشغول شد پس بعد از فراغ کار عمارت
در وقت شام بخدمت ہمایوں مانصاحبہ
رجوع نمود وصیتے کہ آنسرور در اخفائے
آں واقعہ فرمودہ بودند آں اجل رسیدہ
فراموش کرد۔ در اندیشہ افتاد کہ آیا شاہ
بامن در ستر ایں راز مبالغہ کہ فرمود با مردمان
غیر جانب بودہ باشد تاکہ با اہل بیت خود
خصوصًا ہمایوں مانصاحبہ من وعن محرم

اس راز کو دل و جان سے زیادہ حفاظت
کر اور اس عجیب قصہ کو کسی سے مت
سنا اور اگر تو نے ہمارے اس حکم کی خلاف
ورزی کی اور یہ راز سربستہ کو ظاہر کر
دیا تو جان لے کہ ضرور تیری جان خطرہ
میں ہے۔

اسی وقت اس نے بحسب حکم اس
شگاف کو بند کیا اور اپنے کاموں میں مشغول
ہوگیا۔ عمارت کا کام پورا کرنے کے بعد
شام میں ہمایوں ماں صاحبہ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور وہ وصیت جس کو شاہ
نے فرمایا تھا اس کو اس اجل رسیدہ نے
فراموش کردیا اور یہ سوچ لیا کہ شاہ
نے اس واقعہ کو عام لوگوں سے چھپانے
کے لئے فرمایا ہوگا ان کی بیوی سے تو
نہیں اور خاص کر ہمایوں ماں صاحبہ تو
آپ کے اسرار و رموز سے پوری طرح
واقف تھیں پھر ان سے کیوں پوشیدہ
رکھا جائے۔ یہ خیال کرتے ہوئے اس نے
پورے واقعات کو مفصلاً ہمایوں ماں
صاحبہ سے کہنا شروع کیا۔

قصہ کے اختتام پر اس کی روح

اسرار حالات و مقامات و ارادات
ایشانند پس از بشان چرا مخفی دارم ایں
اندیشہ بکار برد بے محابا مفصلا و مشروحا
بحضور ماں صاحبہ قصہ شروع نمود، باتمام
رسانیدن ہموں جاں بحق سپردن ہموں۔

شنیدہ شد کہ آنحضرت عمر دراز
داشت، و بہ ہنگام شیخوخیت رسیدہ چناں
کہ از غایت پیری دندان دہن مبارک نبود۔
چوں آنحضرت خواستے کہ تنبول و یا گوشت
تناول کند، اول خادمے ازاں باحتیاط
تمام کوفتہ ریزہ ریزہ کردے تا حاجت
بخائیدن نیفتد و ہر گاہ کہ چیزے ازایں
اشیاء در دہن کردے خصوصاً آنسر در
تنبول در دہان کردے از طرف بطرف دیگر
گردانیدہ بخائیدے و دراں وقت نوعے

بھی پیروانہ کر گئی۔

سُنا گیا ہے کہ: آپ نے بڑی طویل عمر پائی۔ چنانچہ انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے دہن مبارک میں دانت نہیں تھے۔ جب آپ پان یا گوشت کھانا چاہتے تو پہلے آپ کا خادم اس کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیتا تھا، تاکہ آپ کو چبانے کی ضرورت پیش نہ آئے، جب کبھی آپ کوئی چیز تناول فرماتے اور خاص کر پان کھاتے، تو منہ اِدھر سے اُدھر پھیر کر چباتے تھے، اس وقت آپ کا دہن مبارک ایک طرح سے متحرک ہوتا تھا جیسا کہ بڑھاپے میں ہر آدمی جب کوئی چیز چباتا تو منہ کچھ ٹیڑھا سا ہو جاتا ہے۔
اس اثناء میں آپ کے خاندانِ مبارکہ

دہانِ مبارک آنحضرت متحرک شدے کہ معلوم
است در پیری کمال کس سس را بوقت خائیدن
اندک کج می شود، درین اثناء زنے بود از خاندانِ
طیبہ آنسرور کہ ام المریدین ہمایوں ماں صاحبہ را
از طرف خواہر می شد ظرافتے کہ مرد را بہ برادر
زن و خواہر او کہ می شد معلوم است، اتفاقاً
ایں زن ہم بطریق ظرافت مسلوک داشتے و وقتے
کہ آں سرور تنبول خوردے او ہم پیش شدہ
بحضور ایشاں بہمز و لمز بہماں نوع دہن خود
را ظریفانہ کج کردے فاما آنحضرت گاہے
ظرافت او را مرعی داشتے و گاہے از انکار منع
فرمودے، فاما آں ضعیفہ از منع آں سرور مانع
نگشتے۔ ناگاہ مرضیکہ سبب اجل او بود روی نمود
چوں بوقت نزع رسید قضارا دراں وقت
درشومیت بے ادبی و بے اعتدالی عادت معہود

کی ایک عورت جو ام المریدین ہمایوں ماں
صاحبہ کو ایک طرف سے بہن لگتی ہے، یہ تو
معلوم ہے کہ سالے اور سالیاں اپنے بہنوائی
سے مذاق کیا کرتے ہیں اسی طرح یہ عورت
بھی آپ کے ساتھ مذاق کیا کرتی تھی۔ ایک
مرتبہ آپ پان کھا رہے تھے تو وہ عورت
بھی سامنے تھی اور وہ بھی بطور مزاح ظریفانہ
خود بھی اپنے منہ کو آپ کے منہ کی طرح
ٹیڑھا کرتی تھی۔ لیکن کبھی آپ اس عورت
کے مذاق پر خاموش رہتے اور کبھی ایسے
کرنے سے اس کو روکتے تھے، لیکن وہ عورت
آپ کے روکنے سے کبھی نہیں رکتی تھی۔
اچانک اس کو مرض الموت لاحق ہوا۔
اور جب نزع کا وقت آپہنچا تو اس
وقت بے ادبی و بے اعتدالی کی عادتِ
بد نے پھر اس خاتون کو پہلے کی طرح
ظرافت و شوخی پر آمادہ کر دیا۔ اور
اس وقت بھی وہ اپنا منہ ٹیڑھا
کر رہی تھی۔

ہزاروں رشتہ دار اس کی عیادت

او و کنایت ازاں ظرافت باشد بیادش آمد بہماں نوع دہن خود کج کردن گرفت کہ ہزار عشائیر و اقارب بعیادت رفتہ تفتیش مرض او کروندے بجائے جواب بہماں نوع بہمزو لمز دہان خود کج کروے آخر بہماں حال ازیں عالم نقل نمود و بعد از موت او ہم ہمچناں روئے او مائل بکج بود و ازاں قاعدہ ہیچ تجاوز نہ کرد۔

اللھم عافنا من ھذا

کو آئے تو ان کے استفسار پر جواب کے بجائے اسی کج دہنی کا مظاہرہ ہوا۔ آخر کار اسی حالت میں وہ اس دنیا سے چل بسی۔ مرنے کے بعد بھی اس کے منہ میں کجی باقی رہی اور اس ہیئت میں کوئی تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔

اللھم عافنا من ھذا

خوارق حیدریہ

خوارق حیدریہ کی گذشتہ قسطوں میں حضرت سید شاہ حیدر ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ کے خوارق پیش کئے گئے۔ اب موجودہ قسط میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمہ کا ایک خارقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ ناظرین ہے۔

از ادارہ

خارقہ شانزدہم از خوارق سیدنا شاہ کریم اللہ قادری روح اللہ روحہٗ۔

چوں دارالامن والسرور حصار محمد نور حفظہ اللہ تعالیٰ عن القصور والفتور حصاریست بس خوب آب وہوائش موافق ہر طبع و مرغوب وبنایش بر لب رودے از رودہائے کرناٹک واقعیست کہ آبش در شیرینی ہمسر تسنیم و موجہائش در بلندی بمثابۂ کوہ عظیم، فی الجملہ صحن ریگیش در سفیدی و صفا آسمانی بودٗ و گلہائے خوش رنگ خصوصًا در فصل تابستان طرار وہوشناک در صحن آں ریگ پاکیزہا راست کردندے و از درختان معروشان عرشہائے بلند استادہ کردہ دراں گونہ گونہ حرفت کاخ بلند غرفہ سازی

سولھواں خارقہ سیدنا شاہ کریم اللہ قادری روح اللہ روحہ کے خوارق سے ہے۔

دارالامن والسرور قلعۂ محمد نور حفظہ اللہ تعالےٰ ایک ایسا قلعہ ہے جسکی آب وہوا ہر طبیعت کے لئے موزوں ہے اور اسکی بنیاد ریاست کرناٹک کی نہروں میں سے ایک نہر کے کنارے واقع ہے۔ اس نہر کا پانی مٹھاس میں تسنیم کے مشابہ ہے اور اس کی موج کی رفعت و بلندی عظیم پہاڑ کی طرح ہے اور اس کے صحن میں جو ریت ہے وہ آسمان کی طرح سفید و شفاف اور وہ خوش رنگ پھولوں سے مزین ہے خاص کر موسم گرما میں چالاک وہوشناک لوگ اسکے صحن کی ریت کو ہموار کرتے اور بلند بلند خیمہ کی لکڑیوں پر خیمہ کھڑا کر خوبصورت محل و کمرے تیار کرتے

بکار بردندے۔

القصہ آں صحن دلکش دراں ہنگام غیرت افزای فضائے باصفا جنات عدن شدے مقبلان واکابران آں شہر دراں پاکیزہا از روئے بہجت وسرور وفرحت و حبور جشنہائے نوروزانہ ومجلسہائے شاہانہ ترتیب بخشیدندے و درگونہ گونہ آرائش وانواع آسائش مشغول گشتندے۔

فی الجملہ چوں آں سرور بچنیں آب وہوائے لطیف الاعتدال نہرے پرآب زلال ومکانے بامیمنت واقبال داشت وفابح ایں۔ ہر حاکم کہ زمام حل وعقد وامر ونواہی آنجا در قبضۂ اقتدار او بودے یکے از خادمان و معتقدان خانوادۂ قادری بود وخدمت اولاد کماحقہٗ بتقدیم رسانیدے، ولہذا چوں شاہ ماعبدہ ایں خاندان فیض نشان بود لاجرم در خدمت واطاعت آنحضرت با حسن وجوہ سعئ موفور بظہور رسانیدے، و آں سرور ہم حسن خدمت وآداب پیرپرستی او را پسندیدہ ہموں جای را مسکن لطیف وموطن شریف خود امتیازے بخشید و نیز از بعضے بزرگان خانوادۂ دیگر قادریہ چوں شہر را دیدند کہ آں مفخر اولاد قادریہ

تھے۔

غرض یہ دلکش صحن اسوقت رشک افزا فضائے باصفا کی وجہ سے جنات عدن معلوم ہوتا تھا اور اس شہر کے اکابر وامراء اس کی پاکیزگی ولطافت کی وجہ سے سرور وانبساط وراحت سے جشن نوروز کی طرح خوبصورت ودلکش محفلیں آراستہ کرتے تھے۔ اور طرح طرح کے عیش وعشرت میں مشغول ہوجاتے تھے۔ حاصل کلام جب آپ نے اس طرح کی معتدل آب وہوا اور میٹھے پانی کی ندی اور بابرکت مکان کو دیکھا تو سکونت فرمایا اور جو حاکم بھی اس شہر کا نظم و نسق سنبھالتا تھا وہ آپ کے خانوادۂ قادریہ کے خادموں میں سے ہوکرتا تھا، اور یہ سارے خدام آپ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہا کرتے تھے۔ لہٰذا جب شاہ خود اس خاندان کے فیض نشان تھے تو آپ کی خدمت وطاعت میں وہاں کا حاکم خلوص ومحبت سے سعی وکوشش کرتا تھا اور آپ بھی اس کی حسن خدمت اور آداب پیر پرستی کو پسند فرماتے تھے، جس کی وجہ سے اسی جگہ کو آپ نے اپنا مسکن اور موطن بنالیا۔ نیز بعض اکابر خانوادۂ قادریہ نے جب دیکھا کہ اولاد قادریہ کا یہ مفخر ومعظم ہی بذات خود اس شہر

بشرفِ اقامت خود مشرف فرمود خود ہم
اتباعاً سنتہ ہمو جا بوطن خود اختیار
کردہ او را بہ بغداد ثانی ملقب کردہ
اند استماع رفتہ کہ بنای بغداد معرفت
آباد زاد اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً ۔ نیز ہمیں
گونہ بر لب دجلہ واقع است ؎

چوں محمد نور شد ذات شہ مارا مقر
لاجرم بغداد ثانی گفتہ اند اہل ہدی
گشت چوں مدفون در آنجا شاہ ما عبدالکریم
ہر زماں از فخر میگوید آں ام القریٰ

یں سکونت پذیر ہے تو شاہ کی اتباع میں ان
لوگوں نے بھی شہر میں سکونت اختیار کی اور
اس کو بغداد ثانی کہا گیا اور یہ بات سنی گئی ہے
کہ بغداد معرفت آباد کی بنیاد بھی اسی طریقے سے
دریائے دجلہ کے کنارے رکھی گئی تھی ۔

؎ قلعہ محمد نور جب ہمارے شاہ کا
مسکن قرار پایا تو اہل ہدایت نے اس کو
بغداد ثانی کہا ۔ ہمارے شاہ عبدالکریم
جب وہاں مدفن ہیں ۔ ہر زبان فخر
سے یہ کہتی ہے کہ وہ ام القریٰ ہے ۔

اکثر دولتمندان و مقبلان آں دیار
فرماں بردار و محکوم حکم آں سرور بودند و
بریں استماع رفتہ کہ مردمان زندہ دل ،
ہوشناک از پیر و جوان زیرک در سلک خادمان
و معتقدان آنحضرت منسلک گشتہ ہر روز جا بجا
باغ بباغ بر لب آں رود آنحضرت را می
بردند و مجلس ہائے عیش و عشرت ترتیب میدادند
و با دف و رود و چنگ چغانہ شادیہائے نوروز آں
میکردند و صحبت آنحضرت را بہتر از ملک
فریدوں و گنج قاروں تصور کردہ بجان و دل
طالب رضائے او بودند ۔

اتفاقاً روزے دریں اثناء

شہر کے اکثر و بیشتر امراء اور دولتمند آپ کے
مطیع و فرماں بردار تھے اور یہ بات بھی سنی گئی کہ
زندہ دل بوڑھے اور زیرک جوان آپ کے معتقدوں
اور خادموں میں شامل ہو گئے ۔ اور ہر روز آپ
کے معتقدین آپ کو اس چمنستان میں لے جاتے
جو اس نہر کے کنارے واقع ہے اور وہاں عیش
و نشاط کی مجلس آراستہ کرتے اور دف و
چنگ کی رنگینیوں سے نوروز کی خوشیوں کا
سماں پیدا ہو جاتا اور آپ کی صحبت و ہمنشینی
کے اعزاز کو ملک فریدوں اور گنج قاروں
سے زیادہ تصور کرتے اور دل و جان سے
آپ کی رضا و خوشنودی طلب کرتے تھے ۔

بحکم عادت معہود جمعے از خادمان آں
سرور ہوس غسل و سیاحت و شناور
آب روے دادند ہموں وقت پیراہن از
تن مبارک کشیدہ خود را در آب انداخت
و بعضے از خادمان و معتقدان ہم موافقت
نمودند۔ قضا را در سلک آں ہادی خدا اندیشاں
مطربے بود عمر گدا نام کہ در حرفت طنبورہ
نواختن سرمد وقت خود بود۔ شاہ ہم سرور
اورا بغایت دوست داشتے و ہم اثر او شاں
در شنا مشغول بود، ناگاہ دراں میاں
در ورطہ کہ آبش قعر آبے بسیار و عمقش
طویل و بے شمار بود افتاد و غوطہا خوردن گرفت
چنانکہ از ہلاکت او ہیچ باقی نماندہ بود شنیدہ
شدہ کہ آں ورطۂ معلوم گرد آبے بود لیس
مشہور از قضای خدائے تعالیٰ ہر کہ دراں افتادے
زندہ بیروں نیامدے بجز افتادن در و غوطہ
خوردے و ناپدید گشتے چنانکہ تک رسیدے
و بعد از دو سہ روز خود بخود آماسیدہ و بریدہ
و از ہم ریختہ بر روئے آب برآمدے۔
القصہ ہیچ یک افتاد دراں قعر آب
بپایاں نرسیدے و غیر از مردہ بیروں نیامدے
قضارا چوں طنبورچی آنحضرت بآں یک درچنیں
قعر افتادہ غوطہا می خورد، ناگاہ آنسرور دید

اتفاقاً ایک روز حسب عادت آپ کے خدام
غسل کرنے لگے اور آپ نے بھی اپنے تن مبارک سے
کپڑے اتارا اور پانی میں کود پڑے۔ آپ کے
بعض خدام اور معتقدین نے بھی آپ کی
موافقت کی۔ اس ہادیٔ خدا کے ساتھ ایک
گویا بھی رہتا تھا جس کا نام "عمر گدا" تھا
اور وہ طنبورہ بجانے میں اپنے وقت کا سرمد
کہلاتا تھا۔ شاہ بھی اس کو بہت زیادہ پسند
فرماتے تھے۔ خدام کے پیچھے وہ بھی نہانے میں
مصروف تھا کہ اچانک نہانے کے درمیان ایک
بھنور (جس میں بے شمار گہرائی تھی) مطرب
گر پڑا اور غوطے کھانے لگا۔ اس کی ہلاکت میں
کوئی شک وشبہ نہیں تھا، سنا گیا تھا کہ اس
بھنور کی ہلاکت خیزی بڑی مشہور ہے اور
آج تک جو بھی اس میں گرا وہ باہر نہیں آیا۔
اس میں گر جانے کے بعد صرف ایک غوطہ کھاتا
اور غائب ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ پانی کی گہرائی
میں جا پہنچتا اور دو تین دن کے بعد گل سڑ
کر سارے اعضاء واجزاء بکھر کر پانی کے اوپر آ
جاتے تھے۔ قال کلام جو بھی اس بھنور میں گرتا وہ
زندہ اور سلامت نہیں بچتا تھا۔ آپ کا طنبورچی
اتفاقاً جب اس پانی کے بھنور میں جا گرا اور غوطے
کھانے لگا تو آپ نے دیکھا کہ اسکی ہلاکت اب

کہ از ہلاکش چیزے باقی نماندہ بہ تندی
بانگ برداشت کہ یا خضر ابو العباس زنہار
ہزار زنہار کہ مطرب مارا ازیں بلا سلامت
بدر آر او را غرق شدن مگذار، کہ من او را
دوست دارم چوں او خدمت لحن گری
و سرود پرداز بمجلس ما متعین است
بیقیں معلوم باشد کہ طنبورۂ حیات او از
صدمت امواج خوں خوار ایں ورطۂ جاں
ستاں شکستہ بلکہ ایک تارش گسستہ
و پارہ پارہ شود، ہر آئنہ خدمت مرجوعۂ او
از دست خدام بتقدیم رسانیدہ خواہد
شد بمجرد کہ آنحضرت ایں بانگ برداشت
ہموں زماں در تہہ پایش دراں قعر آب
پایابی پدید آمد کہ گو یا ریگہا از ہر طرف
رواں شدہ بیکجا چوں کرپوہ جمع آمدہ
و او بر سر آں کرپوہ از محنت غوطہ خوردن
و از بیم غرق شدن آسودہ باستاد، و
از بہجت تمام بانگ داشت کہ شاہا اینک
دریں جا آب بغایت اندک است مقدار کمر،
شاہ فرمود بیشتر بیا۔ چوں بر حکم آنحضرت
قدم پیش نہاد، بمجرد پا نہادن بہماں
نوع غوطہ خوردن گرفت، چنانکہ بہلاکت
نزدیک رسید، چوں آں سرور را بدید او

یقینی ہے تو آپ تیزی کے ساتھ پکار اٹھے
کہ اے خضر ابو العباس آپ کسی طرح ہمارے
مطرب کو اس بھنور سے سلامتی کے ساتھ
باہر لے آئیے اور اس کو غرق ہونے سے بچا لیجئے ؟
کیونکہ میں اس کو بہت زیادہ محبوب رکھتا ہوں
اور وہ ہماری مجلس میں نغمہ سرائی کے لئے
متعین ہے اور یقین ہے کہ اس کی زندگی کا ساز
اس بھنور کے خوں خوار امواج کے صدموں سے
ٹکرا کر ٹوٹ جائے گا بلکہ اس کا تار ٹوٹ کر پارہ
پارہ ہو جائے گا، اس کو خدمت کے لئے لوٹ کر آنا
ہے۔ اپنے خدام کے ذریعہ اس کو پہنچا دیا جائے،
صرف آپ نے اتنی آواز دی کہ اسی وقت پانی
گہرائی سے اوپر ابھر آیا اور وہ اِدھر اُدھر
رواں ہو کر ایک جگہ ٹیلہ کے شکل میں جمع ہوا
اور وہ طنبورچی غوطہ کھانے اور غرق ہونے
سے نجات پا گیا۔ اور آرام سے اس ٹیلہ پہ
کھڑا ہو گیا۔
خوشی و مسرت سے چیخ اٹھا اے شاہ!
یہاں تو پانی بالکل کم ہے صرف کمر کے برابر
ہے۔ آپ نے فرمایا آگے تو آ کر دیکھو، آپ کے
حکم پہ طنبورچی نے اپنا قدم آگے بڑھایا۔
جوں ہی قدم رکھا تو پھر اسی طرح غوطہ کھایا
چنانچہ ہلاکت کے نزدیک پہنچ گیا جب شاہ نے اسکی یہ

احوال این منوال از غصه رنگ رویش
بگردید، به تندی بانگ بر داشت که اے
فلاں بخدای اکرم و بغوث اعظم، که
بمجرد مردن آنکس خدمت غنا پردازی
درگاه ما نست خود کار خواهم کرد، قضا
را بمجرد ندای آں حضرت رنگے که
در نگ آب بود همه یکجا فراهم آمده از
کنار رود تا بمغرق از یک پدید آمد
نے نے از دست کاریگراں قدرت کوه
بسته شده آں گاه مطرب معلوم
فرحاں و شاداں سالما و آمنا ازاں ورطۂ
جاں ستاں بساحل نجات رسیده سجدات
شکر به تقدیم رسانیده و شاه ازاں
واقع تبسم نموده و بعضے مرداں
در تعجب ماندند۔ ؎

حالت دیکھی تو چہرے پہ قہر کا رنگ اُبھرنے
لگا، پھر زوردار آواز دی کہ اے فلاں!
خدائے اکرم و غوث اعظم کے واسطے اس
شخص کے سوا ہماری محفل میں نغمہ سرائی
کے لئے کوئی اور نہیں!

جوں ہی آپ کی یہ آواز بلند ہوئی تو
پھر پانی کا حصہ ایک جگہ جمع ہوگیا، اور
ڈوبنے والے کو اس ندی کے کنارے پہ ڈال
دیا۔ یہ قدرت الٰہی کی کرشمہ سازی ہے کہ
خوشی و شادمانی کے ساتھ اور امن و سلامتی
کے ساتھ اس ہلاکت خیز بھنور سے ساحل کے
پاس آپہنچا۔ اور بارگاہ ایزدی میں سجدہ
ریز ہوگیا۔ اس خوشگوار مسرت خیز منظر سے
شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی اور دیگر
لوگ حیرت و استعجاب میں کھو گئے۔ ؎

بسمہ تعالیٰ

الاطیف ۱۳۰۹ھ

خوارق حیدریہ

حسب روایت امسال بھی "خوارق حیدریہ" سے سترھواں اور اٹھارواں خارقہ مفہوم خیز ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ جس میں حضرت سیدنا میراں شاہ حیدر ولی اللہ نبیرۂ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دلبند حضرت سیدنا شاہ کریم اللہ قادری [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے مرید با نصیب کو اپنے چہرۂ انور کی جلوہ نمائی کا تذکرہ اور ایک عظیم اژدھے کو مار کر بھگانے کا واقعہ مذکور ہے۔

(از ادارہ)

خارقۂ ہفدہم: روزے یکے از رفیقان آں سرور در مجلس عالی چنیں تقریر فرمود کہ غالباً از جانوران موذی و مہیب۔ چنانچہ از دام و دو وسباع و ہوام دہشت و ہیبت مار ایشان غالب است۔ اگرچہ انسان در شجاعت کوہے باشد با وقار و شیرے باشد در کارزار ہر گاہ کہ ازاں موذی نشانے در نظرش آید و یا و از نامش نشنود بے اختیار بخفا پرو باطن خواہد رمید و از جائے خود نخواہیم جنبید بلکہ از حضور او فرار اختیار خواہیم کرد۔ چوں آنحضرت ایں حرف شگرف استماع فرمود تبسم نمودہ خاموش ماند۔ چوں بریں روزے چند

سترھواں خارقہ: ایک روز آں سرور کے ساتھیوں میں سے آپ کی پرُ وقار مجلس میں اس طرح تقریر کی کہ انسان کے اوپر موذی اور خوفناک جانوروں درندوں اور کیڑوں سانپ وغیرہ کی ہیبت و وحشت غالب ہی ہے اگرچہ کہ انسان شجاعت و بہادری میں پہاڑ کے مانند ہے اور عظمت و وقار اور میدان جنگ میں شیر کی طرح ہے اور جہاں کہیں اس کی نظروں میں موذی جانور کی نشانی آجائے اور کبھی اس کا نام بھی نہ سنا ہو بے اختیار ذہنی حیثیت سے اور جسمانی طور سے بھی فرار اختیار کرے گا۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا بلکہ اس کے سامنے سے

بگذشت، اتفاقاً روزے ہموں
شخص کہ ایں تقریر پیش آنسرور بیاں
کردہ بود مجد و ساعی شد پس آنحضرت
را طلب نمود پس آنسرور ہم دعوت او
را قبول فرمودہ برآں وادی تشریف
بردند۔ قضارا با رفیقاں و معتقدان
خویش مجلسے کردہ از ہر درے در گفتگو
مشغول بود کہ یکایک از بالائے حصار
کہ متصل باغ ست اژدہائے عظیم و مارے
مہیب سہیم کہ از دیدنش چشم ہوش خیرہ و چشمہ
عقل تیرہ شدے در نظر شاہ افتاد کہ فرود
می آید، بمجرد نظر آں حضرت بکسے کہ آں مقولہ
معلوم بیاں کردہ بود اشارہ کرد کہ اے
فلاں چشم باز کن و بہ بیں کہ بالائے دیوار چیست
ناگاہ آں شخص و ہمہ رفیقاں کہ آں بلا معائنہ
نمودند، ہمہ از جائے خود برجستند و متفرق گشتند

دور بھاگ جائے گا۔ جب آنحضرت نے یہ
عجیب بات سنی تو مسکراتے ہوئے خاموش
بیٹھ گئے۔ چند ہی دن گذرے تھے اتفاق
سے ایک دن وہی شخص جسنے مذکورہ بات
کہی تھی بڑی جدوجہد اور صد درجہ اصرار
کے ساتھ آنحضرت کو مدعو کیا۔ آپ نے بھی
اسکی دعوت کو قبول فرمالیا۔ اور اس وادی
میں تشریف لے گئے۔ اپنے دوستوں اور
معتقدوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے مختلف موضوعات
پر گفتگو فرما رہے تھے، اچانک قریبی باغ
کی قریبی دیوار کے اوپر ایک بہت ہی بڑا خطرناک
اژدہا جس کے دیکھنے ہی سے آنکھیں خیرہ اور
عقل و حواس معطل ہو جائیں شاہ کی نگاہوں میں
پڑا جو اتر کر نیچے آرہا تھا۔ آنحضرت نے جس نے
مذکورہ بات کہی تھی اسکی جانب دیکھ کر اشارہ
فرمایا اور فرمایا کہ اے فلاں دیکھ کہ دیوار کے
اوپر کیا ہے؟ فوراً وہ شخص اور تمام ساتھیاں
اس بلا کی طرف دیکھتے ہیں اور تمام اس جگہ سے
منتشر ہو جاتے ہیں۔

جب انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ بلا ان
کی جانب متوجہ ہے تو شاہ کو تنہا چھوڑ کر
سب کے سب بھاگ گئے، لیکن آنحضرت وہی

وچوں دیدند کہ آں بلا بسوئے خود
متوجہ است شاہ را تنہا گذاشتہ
بجملہ بگریختند فاما آنحضرت از قاعدہ
خود بہیچ تجاوز نفرمود از ہیئت آں
مار ہیبت ہیچ گونہ تغیرے در ازویش پدید
نیامد۔ اتفاقاً آں افعی پیچان بجاں
نزدیک شاہ رسیدہ وجود خود بجنبانیدہ
سربالا کردہ موی بر استائیدہ دندان
کشاں بر آنحضرت حملہ کرد۔ شنیدہ شد
کہ آنحضرت قلیون در دست گرفتہ تمباکو
میکشیدند۔ آنگاہ از دستِ چپ پنجۂ
محکم گرفتہ بر سر زانو آمدہ طپانچہ از دستِ
راست چناں بر سرش زدہ اند کہ سرش با
خاک یکساں شد بر زمین طپیدن گرفت
از قوتے کہ می داشت باز از زمین برخواستہ
براں حضرت از غصہ بدوید بہمون نوع

نشست پر قائم رہے اور سانپ کو دیکھنے سے
آپ کے چہرے پر کسی قسم کا تغیر اور تبدل
رونما نہیں ہوا۔ اور وہ عظیم اژدہا شاہ
کے نزدیک پہنچا۔

اور اپنے جسم کو ہلاتے ہوئے
سر کو اوپر اٹھائے ہوئے دُم پر
کھڑا ہو گیا۔

اور دانت نکالتے ہوئے
آنحضرت پر حملہ کیا۔

سنا گیا ہے کہ اس وقت آنحضرت
ہاتھ میں حقہ لئے ہوئے تمباکو نوشی
میں مصروف تھے۔

اسی وقت حقہ کو بائیں ہاتھ میں
لے لیا اور زانو پر کھڑے ہو کر سیدھے
ہاتھ سے اس کے سر پر طمانچہ مارا
تو سر زمین پر چپک گیا اور تڑپنے لگا

پھر غصہ کے عالم میں اپنی طاقت سے
زمین پر کھڑا ہوا اور آنحضرت کی جانب
دوڑا پھر آپ نے اسی طرح ایک طمانچہ سر پر دیا

طپانچہ سخت برسر خود کہ چشمہاش درمغاک چشمخانہ فرو رفت ہمچناں تا چند کرت۔

تو اس کی آنکھیں حلقۂ چشم میں دب گئیں۔ اسی طرح آپ نے کئی ایک طمانچے مارے۔

شنیدہ شد کہ از طپانچہ بسیار رویش سرخ شدہ بود، آخر تاب نیاوردہ خود را در آب انداخت۔

سنا گیا ہے کہ زیادہ طمانچے کھانے کی وجہ سے اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ آخر تاب نہ لاکر خود کو پانی میں گرادیا۔

خارقہ ہژدہم از معتقدان آں سرور شخصے بود شائستہ و دانا ولی اسم باسمی از بسیار روز خدمت آنسرور کردے بامید آنکہ در سلک طالبان و مستفیدان آنحضرت جمع شدہ بہرہ۔ از گنج خانہ کنت کنزاً مخفیاً حاصل کند برامید ایں مدتے بسیار بقدر وسع و طاقت خویش در ادائے خدمت و تقدیم و اطاعت آنسرور نہادن تکاسل

اٹھارواں خارقہ۔ آں سرور کے معتقدوں میں ولی نامی ایک شخص بڑا ہی مہذب اور صاحب فہم تھا جو آنحضرت کے طالبین اور مستفیضین کے حلقہ میں شامل رہ کر کنت کنزاً مخفیاً کے راز کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اس غرض وغایت کی تکمیل کے لئے وہ بہت ہی انہماک کے ساتھ ذرا برابر سستی کئے بغیر آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ خوش بختی کہئے کہ اسکی سربلندی اور سرفرازی کا وقت

روا نداشتے۔ ناگاہ از قضائے
ربانی ہنگام سربلندی وقت سرفرازی
رسید۔ در مجلسے از مجلسہائے خود او
را خواندہ چنیں فرمود کہ اے فلاں از
مدتے در صحبت ما بودی، خدمتہائے
مقبولانہ بہ تقدیم رسانیدی و داعیہ
تمام من اولہ الی آخرہ اندازی
کہ در سلک طالبان و خادمان جمع
شدہ پارۂ از معرفت حق حاصل
وقت کند، اکنوں بیشتر بیا و چشم باز
کن و در ما بہ بین چیز کہ تو طالب او
ہستی ذات ما را شامل ہست یا نئے
چوں طالب معلوم بمجرد امر بسوی آں
حضرت نیز تیز نگاہ کردن گرفت، بمجرد
نگاہ بے خود و بیہوش بر زمیں افتاد
چنانچہ از خود ہیچ اثرے نماندہ بود۔ بعد
ازاں آنسرور برپا خاستہ نزد یک قالب

پہنچا اور آنحضرت نے اس کو اپنی ایک مجلس
میں بلا کر فرمایا کہ اے فلاں تم ایک زمانے
سے ہماری خدمت میں رہے اور تم نے بڑی اچھی
خدمت کی اور ہمارے خادموں کے ساتھ رہ
کر تم نے شروع سے آخر تک ہماری تمام
خواہشات کو پوری کیا تاکہ معرفت حق کا کچھ
حصہ حاصل کریں۔ اب وہ وقت آگیا ہے قریب
آجاؤ اور آنکھیں کھولو اور ہماری جانب
دیکھو، جس چیز کی تمہیں خواہش ہے وہ ہماری
ذات میں شامل ہے یا نہیں؟ آپ کے حکم پر
طالب مذکور آپ کی جانب تیز نگاہ سے دیکھنے
لگا۔ صرف ایک ہی نظر میں بے خود و بے
ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور ذرا برابر
ہوش نہیں رہا۔

اسکے بعد آپ سرور کھڑے ہوئے
اور اس کے بے جان جسم پر اپنی انگشت
مبارک سے حرکت دیا اور کہا کہ اے فلاں

بے جان آمدہ بانگشت مبارک طعنے در پہلوی او زد کہ اے فلاں برخیز کہ ہنوز تو خادمی۔ اتفاقاً بمجرد اشارت بجنبید و برپا داشت و مستانہ بہر طرف نگاہ کردن گرفت، باز نظر بر جبہہ مبارک شاہ افتاد، بمجرد نظر باز ہمچوں منوال مست و بیخود برزمیں بغلطید۔ باز آنسرور بر بالین او آمدہ ہمچناں از بطن انگشت مبارک اورا ہوشیار کرد و حکم فرمود کہ او را بخانۂ او ببرند کہ بیش از یں تاب طاقت رویت ماندارد و شنیدہ شد کہ آن بے چارہ سہ روز از طلعت آنسرور کہ در نظارش تجلی کردہ بود ہر گاہ کہ بیادش آمدے ہمچناں مست ولایعقل افتادے۔

اٹھو! ابھی تو میرا ہی خادم ہے، صرف ایک اشارے سے وہ حرکت میں آیا اور کھڑا ہو گیا اور مستانہ وار ہر طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس کی نگاہ آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی، تو پھر صرف ایک ہی نظر سے مست و بیخود ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے بعد آپ اس کے سرہانے تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک سے ہوشیار کیا اور حکم صادر کیا کہ اس کو اس کے گھر لے جائیں، کیونکہ اس میں ہمارے جانب دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں۔ سنا گیا ہے کہ آں سرور کا چہرۂ مبارک جو تین دن سے اسکی نگاہوں میں تجلی کئے ہوئے تھا، جب کبھی بھی یاد آجاتا وہ بیچارہ مست و بے عقل ہو کر گر جاتا۔

از ادارہ

خوارقِ حیدریہ

حضرت شاہ حیدر ولی اللہ ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمہ کے دو خارقہ ترجمہ کے ساتھ حاضر ہے جس میں اپنے مریدوں کی تربیت و اصلاح کا تذکرہ ہے۔

خارقہ ہژدہم! از معتقدان آں سرور شخصے بود شایستہ و داناولی اسم با مسمیٰ از بسیار از بسیار روز خدمت آں سرور کردے بامید آنکہ در سلک طالبان و مستفیدان آنحضرت جمع شدہ بہرۂ از گنج خانہ کنت کنزاً مخفیاً حاصل کند بہ امید ایں مدتے بسیار بقدر وسع و طاقت خویش در ادای خدمت و تقدیم اطاعت آں سرور نہادن دلِ کاسکل روا نداشتے ناگاہ از اقتضای ربانی ہنگام سربلندی و وقت سرفرازی رسید در مجلسے از مجلسہا ئے خود او را خواندہ چنیں فرمود کہ

اٹھارواں خارقہ! آنسرور کے معتقدوں میں سے ایک ولی نامی معتقد مہذب و مودب اور دانا تھا جو کئی دنوں سے آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اس اُمید سے کہ آپ کے طالبوں اور مستفیدوں میں شامل ہو کر کنت کنزاً مخفیاً کے خزانہ سے کچھ حاصل کر سکے اسی امید پر ایک زمانے تک حضرت کی خدمت میں حتی المقدور آپ کا مطیع و خدمت گزار رہا۔ اچانک اس کی سربلندی و سرفرازی کا وقت بحکم خدا آن پہنچا آپ نے ایک مجلس میں اس کو بلا کر فرمایا کہ اے فلاں تو ایک زمانے سے ہماری صحبت میں ہے اور ہماری

ای فلاں از مدتے در صحبتِ ما بودی و خدمتہائے
مقبولانہ بہ تقدیم رسانیدی و داعیہ تمام من
اولہ و آخرہ اندازی کہ در سلک طالبان و
خادمان جمع شدہ از بادۂ معرفت حق حاصل
وقت کند اکنوں پیشتر بیا و چشم باز کن و
در ما بہ بین چیزے کہ تو طالب او ہستی
ذاتِ ما را شامل است یا نے چوں طالب
معلوم بمجرد امر بسوے آنحضرت تیز نگاہ
کردن گرفت بمجرد نگاہ بیخود و بے ہوش
بر زمین افتاد چنانچہ از خودی ہیچ اثرے
نماندہ بود بعد ازاں آنسرور برخاستند
نزدیک قالب بے جان آمدہ با نگشت
مبارک طعن در پہلوی او زد کہ ای فلاں
برخیز کہ ہنوز تو خادمی الفاظ بمجرد اشارت
بجنبید و برپا داشت و مستانہ بہر طرف
نگاہ کردن گرفت باز نظر بر جبہ مبارک
شاہ افتاد بمجرد نظر بہموں منوال مست و
بیخود بر زمین بغلطید باز آنسرور بر بالین
آمدہ ہمچناں از بطن انگشت مبارک
او را ہوشیار کرد و حکم فرمود کہ او را
بخانہ او ببرند کہ بیش ازیں تاب طاقت
رویت ما ندارد و شنیدہ شد کہ آن
بے چارہ سہ روز از طلعت آں سرور

خدمت تندہی سے کرنے آرہا ہے۔ شروع
سے تو ایک آرزو لئے ہوئے ہمارے طالبوں اور
خادموں میں رہ کر معرفت حق کا کچھ حصہ حاصل کرنا
چاہتا ہے۔ اب قریب آجا اور اپنی آنکھیں
کھول اور ہماری طرف دیکھ تو جو چیز چاہتا
ہے ہماری ذات سے منسلک ہے۔ آپ
کے حکم سے اس طالب حق نے آپ کی جانب
تیز نگاہ کی صرف ایک بار دیکھنے ہی بے خود
بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا چنانچہ اس
میں کوئی حس باقی نہ رہی اس کے بعد آنسرور
اُٹھے اور اس کے بے جان جسم کے پاس آئے
اور اپنی انگشت مبارک سے اس کے پہلو کو
حرکت دی کہ اے فلاں اُٹھ ابھی تو میرا
خادم ہی ہے۔ اس ایک اشارے سے اس
میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ اُٹھ کھڑا ہو گیا
اور مستانہ وار ہر طرف دیکھنے لگا اس کے
بعد شاہ کے چہرۂ مبارک پر اس کی نظر
پڑی تو پھر اسی طرح زمین پر گر پڑا آپ اس
کے سرہانے آئے۔ اپنی انگشت مبارک سے اسے
ہوشیار فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اس کو گھر
لے جائیں اس میں ہمارے دیدار کی تاب طاقت
نہیں ہے

سنا گیا کہ وہ بے چارہ جب کبھی

کہ در نظرش تجلی کردہ بود ہرگاہ کہ
بیادش آمدے ہمچناں مست ولا یعقل
افتادے۔ اے عزیز از خوارق آنصاحب
الدنیا والدین عجیبہ دیگر گوش کن خارقہ
نوازدھم = بعد از چند روز آنسرور
آن طالب ولی نام را لائق دیدہ باشغال و
اذکار رھنمونی کردے و اورا در خدمت خود
داشتہ عمل طریقت ازو گرفتے و با نقیاد
اوامر و احتراز نواہی برغبت میخودے ناگاہ
از قضای ربانی امرے ازامر ھائے
دورانی چناں پیش آمد کہ صحبت آنسرور
جدای رو بداد و برسے کہ از آنجا بمسافت
چند فرسنگ بود روانہ شد ناگاہ در اثنائے
مستی طریق دراں بادیہ زنے دید جوان سال
وفاحشہ یافت در مرتبہ کمال چوں ہردو
باہم دوچار شدند ہر دو را فعل شیطانی
و ہوائے نفسانی غالب آمد پس بقضائے
شہوت ہر دو در گوشہ پنہاں شدہ
در لمس و شہوت مشغول شدند
دریں میاں بہ پاسئی آ بر سر زانو
آمدہ نزدیک بود کہ دخول کند ناگاہ یکایک
دید کہ از پیش او نقش شاہ شاہاں
ہادی گمراہاں از ہیبت تمام سلامت

آنسرور کے رُخِ تاباں کی تجلیات کو یاد کر لیتا
جو اس کی نگاہوں کو منجلی اور منور کر دی تھیں
تو اسی وقت مست اور مدہوش ہو کر
گر جاتا۔ اے عزیز اس شاہِ دین و دنیا
کی ایک اور عجیب و غریب کرامت بھی سُن لے

انیسواں خارقہ: چند دنوں کے بعد
آں سرور نے اس ولی نامی طالب کو لائق پا کر
اشغال و افکار کی تلقین و ہدایت کی اور اس کو خود
اپنے پاس رکھ کر اعمالِ طریقت سکھاتے رہے
اوامر کو بجالانے اور نواہی سے پرہیز کرنے
کی رغبت دیتے رہے حوائجِ زمانہ کے تحت
اچانک اس کو آپ کی صحبت سے جدا ہونا
پڑا اور وہ خادم ایک قریہ کی طرف روانہ ہوا
جو اپنے مقام سے چند فرسنگ کی مسافت پر
تھا اچانک اثنائے راہ ایک بادیہ میں ایک
عورت کو دیکھا جو نوجوان اور فاحشہ تھی ایک
دوسرے سے پہچان ہوئی اور باہم ربط و ضبط
قائم ہوا تو دونوں کے دل میں فعلِ شیطانی
و ہوائے نفسانی غالب ہوئی اور دونوں اپنی
ہوس مٹانے کے لئے ایک گوشے میں چلا گئے
اور بوس و کنار میں مصروف ہو گئے اور قریب
تھا کہ دخول کرے یکایک خادم نے دیکھا کہ
اس کے چہرہ کے سامنے شاہ شاہاں ہادی گمراہاں

پیدا شد اے گرفتار نفس امارہ برخیز
زود جدا شو مگر ترس و حیای از حق تعالیٰ
نمیداری کہ چنیں گستاخانہ قدم برین
امر قبیح نہادہ تف برین فعل شیطانی و
امر نفسانی تو چوں آں بے چارہ احوال
معائنہ نمودہ از روے ترس و ہیبت و حیا
برخاستہ در ستر عورت خود مشغول شد
بعد از ستر عورت فارغ شدہ نگاہ کرد آں
سرور را از چشم خود غائب یافت. ترساں
و لرزاں و عرق از رخسارہ ریزاں بے
ادخال و انزال آں فاحشہ را از عذر خواہی
وداع نمود و ہمو لترماں از میاں راہ چوں
خدمت آنسرور شد روز دیگر خود را در ملازمت
آنحضرت رسانید شرمندہ و لرزاندہ سجدہ
بتقدیم رسانید بمجرد رسیدن او آنحضرت
شروع نمود کہ ای فلاں اگر ما ترا مانع نشدیم
و از خود در آنجا رسیدہ ملامت نمیکردیم
پس وائے حال تو اکنوں توبہ کن و راہ استغفار
پیش گیر کہ خدا غفور و رحیم است شنیدہ
شنیدہ شد کہ آں طالب مجرد
لحظی را از ہیبت از امروز بکلی شہوت
منقطع شدہ مدتے از کار رفتہ بود پس
لاعلاج ایں راز بما در ضعیفت خود

پوری ہیبت کے ساتھ ملامت کرتے ہوئے
نمودار ہو گئے ہیں زبان حال سے یہ کہہ رہے
تھے کہ اے گرفتار نفس امارہ اٹھ اور اس برے
کام سے باز آ کیا تو دل میں حیا و خوف خدا
نہیں رکھتا ہے افسوس ہے تیرے اس فعل
شیطانی و امر نفسانی پر۔ جب وہ بے چارہ
خوف و ہراساں شرم و حیا کے ساتھ اٹھا اور
اپنی ستر پوشی میں مشغول ہوا ستر پوشی سے فارغ
ہو کر دیکھا تو شاہ کو اپنی نگاہوں کے سامنے
نہیں پایا لرزاں و ترساں پسینہ پسینہ ہو کر بغیر
ادخال و انزال کے اس فاحشہ سے عذر خواہی
کرتے ہوئے اس کو وداع کرتے ہوئے اس کو
وداع کیا، اسی وقت وہاں سے نکل کر آپ
سرور کی بارگاہ کی طرف چلا۔ دوسرے روز
آنحضرت کی بارگاہ میں پہنچا تو شرمسار و لرزاں ہو
کر سجدۂ قدوم بجالایا اس کے آتے ہی آنحضرت
نے گفتگو شروع کی فرمایا اے فلاں اگر ہم تمھیں
اس فعل قبیح سے نہ روکتے اور ملامت نہ
کرتے تو آج تمہاری زندگی پر افسوس ہوتا
اب توبہ کرو اور طلب مغفرت کی راہ اختیار
کرو خدا غفور و رحیم ہے۔
سنا گیا ہے کہ اس طالب مجرم کو
ہیبت کی وجہ سے اس روز سے پوری طرح قوت باہ

درمیان نهاد آں ضعیفہ از استماع ایں واقعہ دلتنگ شدہ خود را در درگاہ عالی آنسرور رسانید زبان تمنّا چناں برکشاد کہ اے شیر فحول فلاں راہ معرفت فحلیت فرزند گناہ گار ایں ضعیفہ را بازدہ و اورا از زدی زن شرمسار مکن آخر تمنّا و درخواست آں عاجزہ مقبول خاطر عاطر حضرت افتاد روزے آنسرور در مجلسے نشستہ تنبول می خورد قدرے پس خوردۂ خود بلعاب دهن آلودہ از دهن مبارک کشیدہ بخادم معلوم داد کہ ایں را فرو بہر بقیۃ العمر از نفسانی شهوت ایمن باشی۔

میں کمزوری آگئی ایک مدت تک وہ اسی طرح لاعلاج زندگی گزارتا رہا ایک دن اس راز کو اپنی مادر ضعیف کے سامنے بیان کیا تو وہ بوڑھی اس دلگیر واقعہ کو سُن کر آنسرور کی بارگاہ میں گئیں اور زبانِ تمنّا سے یوں فریاد کی! اے راہ معرفت کے نرشیروں کے شیر میرے گنہگار فرزند کی مردانگی کو واپس فرما دیجئے اور اسے بیوی کے سامنے شرمسار نہ کیجئے آخر کار اس ضعیفہ کی درخواست نے حضرت کے دل مبارک کو متاثر کیا تو ایک روز حضرت اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے پان کھا رہے تھے۔ تھوڑا چبایا ہوا لعاب آلود پان اس خادم کو دے دیا اور فرمایا اس کو چبا لے تاکہ تو ساری عمر نفسانی شہوت سے بے خوف رہ سکے۔

۲۵

خوارقِ حیدر

ادارہ

حضرت شاہ حیدر ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ کے فرزندِ ارجمند حضرت شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمہ کے خوارق سے ایک خارق کا مفہوم خیز ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے، جس میں آپ کے ایک مرید کی دیوانگی و خبطیت اور اس کا حضرت پر وار کرنے اور حضرت کا اس کے ساتھ شفقت و مرحمت سے پیش آنے کا تذکرہ ہے ۔

خارقہ بستم

چنیں گویند کہ روزے آں حضرت بر عادت معہودہ جشنے مکیفانہ از انواع کیفیت ترتیب دادہ و ہم جلیسان و خادمان خود در خانقاہ عالی نشستہ بود پیالہائے کوکنار و قلیونہائے تنباکو زیر حکم دود در مجلس میگردانید و ہمہ اہل مجلس از انواع کیفیات شادان و سرخوش گشتہ باہر یکے از ہر درے در سخنان مشغول بودند و آں حضرت در آں وقت جامہ و سوزن در دست گرفتہ و ریختہ زدن کلاہ سر مبارک خود چناں مشغول گشتہ کہ غیر از جامہ و سوزن نظرش بچپ و راست نمی دوید ۔ قضارا از زمرۂ خادمان آنسرور یکے

بیسواں خارقہ

منقول ہے کہ ایکروز آں حضرت اپنی عادت کے مطابق ایک پُر کیف جشن ترتیب دیا اور اپنے ساتھیوں اور خادموں کے ساتھ خانقاہ عالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ کے حکم سے مجلس میں شربت انار اور حقہ کشی کا دور چل رہا تھا ۔ اور تمام اہلِ مجلس ان کیفیات سے خوش و خرم ہو رہے تھے اور ہر ایک کسی نہ کسی موضوع پر محوِ گفتگو تھا اس وقت آں حضرت کپڑا اور سوئی ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے سر مبارک کے لیے ٹوپی بنانے میں اس طرح مشغول تھے کہ آپ کی مبارک نظریں صرف کپڑا اور سوئی پر مرکوز تھیں اور دائیں بائیں جانب کی کوئی خبر نہ تھی ۔ اتفاق سے آپ کے خادموں میں سے ایک

بود مجنون کہ گاہ گاہ دماغش از حرارت خبطیت
در جوش آمدے بر آئنہ درچنیں حال او را از
عقل و شعور فراموش شدہ افعالِ نالائق واقوال
ناصواب از دست و زبانش صادر شدے
واگر عیاذاً باللہ شمشیرے و با خنجر در دستش
عالمے را بفغان آوردے وکسے را زہرۂ آں
نبود کہ بقوت از دست او بگیرد تا بعد از
ساعتے جوش خبطیت او تسکین یافتے آن
زمان خود بخود شمشیر بیفگندے و از کردہ
وگفتہ خویش مستغفر و نادم شدے قضارا
دراں مجلس حاضر بود یکایک دماغش برہم
شد تیغے کہ در دست داشت از نیام برکشید
و چوں شتر مست کف از دھان برآوردہ بر
یکے حملہ کردن گرفت چوں اہلِ مجلس بدیں حال
اورا دیدند از ترس و ھیبت او بگریختند الاّ
آں سرور از غایت استغراق کہ میداشت سرمُوے
از شور آن وقت خبردار نشد سر فرو گذاشتہ
ونظر در پیش داشتہ و ریختہ زدن کلاہ کہ مشغول
بود ہم چناں خود را درہماں کا دادہ بود اتفاقاً
چون مردکِ خسیس نہاد دون طبع شاہ
را تنہا یافتہ از تیغ ضرب محکم بر شاہ راند
تا کہ زخمی کارے و جراحتے ہایل بر ذات مبارک
آں حضرت پدید آمد ہم چناں خبرے دیگر چنانکہ
از ضرب آں مردک ہر دو شانہ مبارک آں حضرت

خادم مجنون تھا کبھی کبھی اس کا دماغ گرمی اور
دیوانگی سے جوش میں آجاتا اور وہ عقل و شعور سے
عاری ہو کر اس کی زبان سے اس عالم میں نالائق افعال و اقوال
صادر ہوتے۔ اللہ کی پناہ اس وقت اس کے
ہاتھ میں کوئی تلوار یا خنجر مل جائے تو وہ
ایک عالم کو ہلا دے کسی میں یہ طاقت نہیں
رہتی کہ ہمت سے اس کے ہاتھ کو پکڑ لے! چند
گھنٹوں کے بعد جب اس کی یہ دیوانگی اور جوش
و جنون ختم ہوتا تو اسی وقت تلوار نیچے ڈال دیتا
اور اپنے کئے پہ نادم و شرمسار ہو کر معافی کا خواستگار ہوتا۔ با
اتفاق سے وہ مرید مذکورہ مجلس میں موجود تھا۔ دفعتاً
اس کا دماغ گرم ہوا اور میان سے تلوار نکال کر مست
اونٹ کی طرح منہ سے کف نکالتا ہوا ہر ایک
پہ حملے کرنا شروع کر دیا۔ اس کی اس حالت سے
اہل مجلس پہ خوف وہراس پھیل گیا اور وہ بھاگنے
دوڑنے لگے۔ لیکن اس مجلس میں آپ کی تنہا وہ ذات
گرامی تھی جو اس وقت کے شور و غل اور ہنگامہ سے بالکل
بے خبر سر جھکائے ہوئے اپنی پرانی ٹوپی کو سینے میں
مشغول تھے۔ اور آپ اپنے کام میں مشغول اور منہمک رہے
اس خسیس طبع مرد نے جب شاہ کو تنہا پایا تو
اپنی تلوار سے آپ پہ ایک زبردست وار کیا جس
سے ایک کاری زخم ہو گیا۔

اسی طرح ایک دوسری روایت بھی ہے کہ
اس آدمی کی مار سے آپ کے دونوں بازو

شکستہ خود بقوت تمام شمشیر از دستش
بگرفت و اورا بر زمین کوفت بعد ازاں
از ہر طرف بدوید ند از مشت ولکد وسلاق
تادیبے سخت کردند چون آن صاحب قلبِ
رحیم
دید کہ اورا چنین نوع از ضربِ گوناگوں کوفتہ میکند
روی مبارک از غصہ سرخ کردہ بر ہر یکے نعرہ
چنیں زد کہ دست از و بدارید و در ایذائے
او نکوشید احیاناً اگر کسے از طالبان و
معتقدانِ من از حکمِ من تخلف ورزد و دست
ہر دو ازکند پس در روز قیامت یوم
یوخذ بالنواصی والاقدام دستش از
دامن کوتاہ باشد و از حضوریت من محروم
بمجرد استماع ایں حرف شفقت انگیز ہمہ کسان
دست از و باز داشتند فا دست
پر کتفش بستہ پیش دربار آں سید قادری
داشتند از ساعتے آں حضرت حکم فرمودہ
کہ آئینہ بیارید پس آئنہ خوب وصاف
ومربع بدست مجروح مبارک آنسرور دادند
تبسم کناں چوں
گل خنداں در آئنہ نگاہ کردہ چنیں فرمودہ
کہ اے محبوب جانہا وای مطلوب دلھا
جان ودلم فدائی نامت مارا بکسوت کسوۃ
الحمراء علامۃ العروس ملبس نمودہ نظارہ

ٹوٹ گئے تھے اس کے باوجود آپ اپنی پوری
قوت سے اس کے ہاتھ سے شمشیر کو کھینچ لیتے
ہیں اور اس کو زمین پہ پچھاڑ دیتے ہیں اتنے میں تمام لوگ
دوڑ کر آگئے اور اسے گھونسا، لات، اور سلاق سے بری
طرح مارنے لگے جب اس منظر کو قلبِ رحیم رکھنے والے
وہ بزرگ نے دیکھا تو فوراً آپ کا چہرہ غصہ
سے سرخ ہو گیا اور بلند آواز سے فرمانے لگے
اپنے ہاتھوں کو روک لو اور اُسے تکلیف نہ دو اگر
کوئی بھی میرا طالب یا معتقد میرے حکم کی خلاف
ورزی کرے گا اور دست درازی کرے گا تو
وہ قیامت کے دن یوم یوخذ بالنواصی
والاقدام کے عالم میں میرے
دامن سے وابستہ نہ رہ سکے گا اور میری صحبت
ومعیت سے محروم ہو جائے گا۔ تمام طالبین و
معتقدین نے اس قول کو سُنا تو اپنے اپنے ہاتھ روک
لئے اور اس آدمی کے ہاتھ پیر باندھ کر حضرت کے سامنے
پیش کیا۔ اسی وقت آپ نے حکم فرمایا کہ ایک
آئینہ لایا جائے۔ اس کے بعد آپ کے مجروح ہاتھ میں
ایک پاک صاف آئینہ دیا جاتا ہے۔ آپ پھول کی
طرح مسکراتے ہوئے
آئینہ کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے جانوں کے
محبوب اور دلوں کے مطلوب میری جان اور دل تجھ پر فدا
اور قربان کیا تو کسوۃ الحمراء علامۃ العروس کے
لباس کو پہنا کر نظارہ کر رہا ہے؟

کنی چوں قضا من تو بریں نہج واقع است
پس رضائے ما ہم درآں مندرج است زہے
شوق و زہے ذوق و زہے فخر و زہے سربلندی
القصہ بارے آن وقت آں حضرت در حرم
سرائے عقب ارادی خود نزول فرمودہ از جا بجا
معالجان و جراحت بندان داشت درین
اثنا ناگاہ حاکم آن شہر خادمِ خانوادہ قادری
عبدالوہاب شحنۂ شہر را معہ موکلان عذاب و
جراحت بندان باصواب و معالجان صداقت مآب
درخدمت آں سرور فرستاد موکلان عقوب را اشارت
داد بتروی آن واجب القتل را معہ جمیع
توابعان و لواحق او بگونہ عذاب و عقاب
بصحرای عدم رسانید۔ چنین حکم فرمودہ کہ جراحت
آں سرور را بزودی ہرچہ تمام تر مرہم آرند و از
صداقت کمال زخم آں سرور مرہم بکار برند علی
السرع اطال التیام پذیرد چوں شحنہ
معلوم مع وکیلان مرقوم بر درگہ عالی
وارد شد بمجرد رسیدن آن واجب السیاست
را از ضرب سلاق و دکہنا و کشاکش کردن
گرفت ناگاہ در خانقاہ عالی شور عظیم
برخاست اند کہ ازیں واقعہ بسمع ہمایون آں
آں حضرت رسید از نزدیکانِ خود استفسار
فرمود پس فرستادن شحنہ و علاج پردازان
حاذق حاکم شہر من وعن معروض

جب تیری قضا اس نہج پر واقع ہے تو اسی میں
ہماری رضا و خوشنودی بھی ہے۔ زہے
شوق زہے ذوق زہے فخر، زہے سربلندی
حاصلِ کلام! اسی وقت آپ خود سے اپنے
حرام سرا کے پیچھے چلے گئے۔ جہاں پر طبیبوں اور زخم
پر پٹی باندھنے والے موجود تھے۔

اچانک اس درمیان اس شہر کا حاکم، خانوادۂ قادری
عبدالوہاب نامی شہر کے کتوال کو چند موکلان و
جراحت بندان اور معالجوں کے ساتھ آپ کی
خدمت میں روانہ کیا اور اس نے سزا دینے والے
موکلین کو حکم دیا کہ اس واجب القتل کو اور
اس کے پیروکار اور لواحقین کو قسم قسم کی سزائیں
دے کر صحرائے عدم میں پہنچا دیں نیز یہ حکم
بھی دیا کہ جتنا جلد ہو سکے مرہم کو کام میں لایا جائے
اور آں سرور کا زخم جلدی سکھا دیں، جب کوتوال
اپنے ساتھیوں کے ساتھ درگاہِ عالی میں حاضر ہوا
اور اس واجب السزا مجرم کو سلاخ اور قمچی
وغیرہ سے مارنا شروع کیا۔

اچانک خانقاہ عالیہ میں شور و غل بلند ہوا تو یہ
خبر حضرت کے گوشِ مبارک تک پہنچی۔ اپنے پاس
جو لوگ تھے ان سے آپ نے حالات دریافت فرمایا تو
معلوم ہوا کہ حاکم شہر کوتوال اور طبیب حاذق کو آپ
کی خدمت میں روانہ کیا ہے صرف یہ لفظ سننا ہی تھا
غصہ سے رخسار مبارک سرخ ہو گیا اور حاکم کے بارے میں

خدمت النوابیت پناہ داشتند بمجرد استماع
این حرف رخسارۂ مبارک از غصہ سرخ شد
و حاکم را بسیار سخت گفتن آغاز کرد و بدست
خادمے گفتہ فرستاد کہ ای فلان شنیدہ ام
کہ سحنۂ شہر را مع وکیلان عقاب کہ بر در من
فرستاد محض از پئے ایذای این جراح بیچارۂ
من است کہ تا مع توابعان او را بشہرستان
عدم رسانند زنہار ترا درمیان این کار آمدن
و دعوئ خون ما کردن چہ مناسب الحق دعوئ
خون پدر بر پسر واجب است و یا از کسے
اولیای مقتول ولتو از ینہا
نہ بہیچ وجہ در سلک قرابت منسلک نیستی
و نیز حکم فرمودۂ کہ این بیچارہ را مع عیال و اطفال و
با خاک یکسان کنند مگر کلام مجید نہ خواندۂ ولا تزر و
زمۃ وزر اخری زنہار فعل بکہ در یوم یوخذ بالنواصی
والاقدام مواخذ و معاتب باشی از توت بفعل میار خون
ناحق این بیگناہان بگردن خود مسپار۔ الحق خطائیکہ
از ان بیچارہ واقع شدہ سہو است نہ عمدا و چون گاہ گاہ
عارضہ از شوریدگی دماغ و خفقان دل پا و پیدا شدہ در آں
حال بے اختیاری چنیں امر ہائے شنیع از و واقع می شود و
مہرگاہ از چنیں کس در چنیں وقت چنیں امرہا صادر می گردد
در شرع شریف او را معذور میدارند کہ المجنون
مرفوع القلم پس آن نہادم بہمیں نوع برحکم فرمودہ
آن رحیم دل حلیم

سخت کلامی شروع کی اور اپنے ایک خادم کے ذریعہ
کہلا بھیجا کہ اے فلاں میں نے سنا ہے کہ تم
نے اپنے شہر کے کوتوال اور معاونین کو میرے
دروازے پر روانہ کیا ہے۔
اور محض میری تکلیف اور مجھ بےچارے
کے لیے یہ اقدام کیا ہے کہ مجرم کو اسکے خاندان کے ساتھ
قبرستان بھیج دے۔ تجھے اس معاملہ میں
ہمارے خون کے بدلے کا دعویٰ کرنے کا کیا حق ہے۔
حق تو یہ ہے کہ بیٹے پر اپنے باپ کے خون کا دعویٰ
کرنا واجب ہے یا مقتول کے کسی سرپرست کو
یہ استحقاق حاصل ہے۔
اور تو کسی طور پر میری قرابت سے منسلک اور وابستہ
نہیں ہے۔ اور تو نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اس کو اس کے
اہل و عیال کو مٹی برابر کر دے۔ کیا تو قرآن مجید
نہیں پڑھا ولا تزر وازرۃ وزر اخری ضرور بضرور جو
کام تو کرتا ہے قیامت کے دن یوم یوخذ بالنواصی والا
قدام کے تحت مواخذہ و عتاب میں مبتلا رہے گا لہذا
تو اپنی قوت و طاقت سے ایسا کام نہ کر کے ان بیگناہوں
کے خون ناحق کو اپنی گردن پر ڈالے۔ حق تو یہ ہے
کہ اس بےچارہ سے جو غلطی سرزد ہوتی ہے وہ بھول
کر ہوئی ہے نہ کہ جان بوجھ کر۔ کیوں کہ اس کے دماغ کی
شوریدگی اور دل کی گھبراہٹ سے یہ واقعہ پیش ہوا ہے
اور وہ اپنے اختیار سے باہر ہونے کی وجہ سے ایسے معاملے
اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایسے افراد کو شریعت بھی معذور
قرار دیتی ہے لہذا اس واقعہ کو میں المجنون مرفوع القلم
پر محمول کرتا ہوں اسی طرح آپ صاحب رحیم دل و حلیم کی

این تقریر پُر فصاحت بے کم وکاست
بحضور آں دولت مندا نموده از حلم آں سرور
و رضادادن بقضائے الٰہی بغایت تعجب
ماند بارے در اندیشۂ دور و دراز افتاد

پُر فصاحت تقریر کو بے کم وکاست اس حاکم تک پہنچا
دیا گیا۔ حضرت کی بردباری اور قضائے الٰہی سے آپ
کی خوشنودی کے اظہار سے خود حاکم حد درجہ تعجب
میں پڑ گیا اور ذہن سے سزا دینے کی بات کو نکال دیا۔

خوارقِ حیدریہ

حضرت شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمۃ فرزندِ ارجمند حضرت شاہ حیدر ولی اللہ علیہ الرحمۂ کے خوارق سے ایک خارقہ کا مفہوم خیز ترجمہ ھدیۂ ناظرین ہے جس میں آپ کے ایک معتقد کا سکر کی حالت حملہ کرنے اور حضرت کا اس کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا تذکرہ ھے :

(ادارہ)

خارقہ بست و یکم

از خوارقات حضرت شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمہ، میگویند کہ از خادمانِ ایشان شخصے بود عبدالقادر نام باعتقادِ تمام مقیم خدمت آنسرور بود چنان کہ خدمتِ مالیدن کیف کوکنار کہ خاصۂ آنحضرت را می بایست بحوالۂ او بود او ہم ازان کیف و از کیفہائے دیگر چنداں بکار می بود کہ در ہیچ آنے و ہیچ مکانے کسے او را چشم کشادہ ندیدے ہمہ وقت بکیف و صاحب سکر بودے فی الجملہ در کیف خود چناں مستغرق بودے کہ عشر عشیر

اکیسواں خارقہ

حضرت شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمۃ کے خوارق سے کہتے ہیں کہ آپ کے خادموں میں عبدالقادر نامی ایک شخص پورے اعتقاد کے ساتھ آپ کی خدمت میں مقیم تھا۔ چناں چہ کوکنار کے (کھانسی کی ایک دوا) خمیر کو آپ کے بدن پر ملنے کی خدمت اس کے حوالے تھی اور یہ مالش حضرت کے عادات میں سے تھی۔ وہ خود بھی اس کیف اور دوسرے چند کیفیتوں کے استعمال کا عادی تھا۔ جس کی وجہ سے کوئی شخص کسی وقت اور کسی جگہ بھی اس کو کھلی آنکھ نہیں

از کار جہاں وجہانش خبر نبود۔

روزی اندیشۂ عاقبت دامن گیر شد مناجات چنین کردن گرفت کہ از خداوند شدید العقاب الیک المرجع والمآب سزاوارم بگونہ گونہ عذاب عہد خواہ تا الی الآن شیر و شکر نعمت خوردم ولیکن ہیات ہیات امر تو بجا نیاوردم عمرے در مناہی و ملاہی بسر بردم و بر طاعت و عبادت قیام نکردم نمی دانم عاقبت حال این مدبر کار چون است منزل کہ قبر است چہ عجب کہ از عذاب گوناگون است چوں ازین نوع در اندیشہ دُور و دراز افتادہ بود کہ با موی ژولیدہ بمجرد دوچار شدن۔ آن حضرت نیز تیز در و نظر کردن گرفت پس روی مبارک بسوے رفیقاں کردہ فرمود کہ ایں ہماں نیست جملہ گفتند آرے کہ ہماں واجب القتل است و او ہم شاہ را دیدہ بے اختیار نعرہ بلند کہ زہرۂ گردون ازان پارہ پارہ شدے برداشت و از شرمندگی عصیان و محنت زندان خود بہائے ہائے بگریست تا بحدیکہ دل مبارک آن حضرت بر حال او بسوخت بمجرد استماع زاری و نالہ او بے اختیار قدمے چند پیشتر شد و از دست مبارک خود کہ قائم ید اللہ فوق ایدیہم دست ناپاکش را گرفتہ ازان کدورات برشوید و اضطراب بساحل رسانید و او را ہمراہ خود

دیکھا اس لیے کہ وہ تمام وقت کیف وسکر کے عالم میں رہتا تھا اور وہ اپنے کیف وسکر میں اس طرح مستغرق رہتا تھا کہ دنیاوی معاملات کے عشر عشیر بھی اسے خبر نہیں رہتی تھی۔

ایک روز اُسے اپنی عاقبت میں سزا وعقوبت کا اندیشہ دامنگیر ہوا تو اس طرح مناجات کرنے لگا خداوند شدید العقاب الیک المرجع والمآب سے میں تیرے ہر قسم کے عذاب کا سزاوار ہوں اب تک ہر طرح تیری نعمت کھاتا آرہا ہوں لیکن افسوس کہ تیری کوئی فرمانبرداری بجا نہیں لایا۔ ساری عمر ناجائز کاموں اور کھیل کود میں بسر کیا۔ تیری طاعت وعبادت میں مصروف نہیں رہا، میں نہیں جانتا کہ میری کیا حالت ہوگی جب کہ ٹھکانہ قبر ہے۔ مختلف قسم کے عذاب ہوں گے اس پریشانی اور اندیشہ میں وہ پڑا ہوا بکھرے بالوں کے ساتھ تنہا حضرت سے دوچار ہوا اور حضرت کو گھور کر دیکھنے لگا۔ پس اپنے چہرۂ مبارک کو اپنے دوستوں کی طرف پھیر کر فرمایا کہ کیا یہ ایسا آدمی نہیں ہے؟ سب نے کہا ہاں ایسا آدمی واجب القتل ہے اور وہ بھی شاہ کو دیکھ کر ایسا نعرہ بلند کیا کہ آسمان کا پتہ پارہ پارہ ہوگیا۔ اپنے گناہوں کی شرمندگی اور قید ومشقت اور تکلیف کے احساس سے زار وقطار رونے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت کا دلِ مبارک اس کی حالت کو دیکھ کر جل اٹھا۔ اور اس کی آہ وزاری ونالہ کو سن کر بے اختیار آپ چند قدم آگے بڑھے اور اپنے دست مبارک سے جو ید اللہ فوق ایدیہم کے قائم مقام تھا اس کے ناپاک ہاتھ کو تھاما اور ان ناپاکیوں کو دھو ڈالا اور اس کو پریشانی و

گرفتہ بانواع تفقد و تعہد بخانۂ آن میزبان بردہ بر سر
خوانے کہ بدآن حضرت ترتیب دادہ بودند نشانیدہ از
لقمہائے گوارندہ سیر گردانید۔ پس بعد از انواع تعہدات
کریمانہ و تفقداتِ مشفقانہ روا را چنیں فرمود کہ اے
فلاں مصلحت چناں می بینم دیگر دریں شہر فکر اقامت
خود نکنی و ناپائے داری ازینجا بگریزی ازیں جراحت کاری
کہ از دست تو بر تن ما ظاہر شدہ غالباً از ان دلہائے
معتقدان من از تیغ غیریت چاک چاک می شود جملہ
بر سر انتقام آمدہ تشنہ خون تواند چوں این بے چارہ
بدرگاہ دید کہ نسیم تلطف و تعہد از ان جانب می و
زد۔

زبانِ تمنا چنیں برکشاد کہ اے بخشندہ گناہگاران
عظیم ازیں ناپکار لئیم صادر شدہ عاقبت حال این مجرم
چون ست بعد از ان آن حضرت از زبانِ عاطفت بیان
چنیں فرمود کہ فلاں خاطر جمع دار کہ از سر خطائے تو شرعاً و
عرفاً درگذشتیم و بر حکم لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا
ترا از میان برداشتیم ولیکن چوں تو زخمی کہ برین تن
نازک ما کردہ غالباً وجود ہمایون ما بضعہ است از
وجود طٰہٰ و یٰسٓ و قطعہ لبیت از قطعۃ الکبد شاہ
محی الدین پس آن زخم تنہا بر وجود ما نیست بلکہ درین
جراحت ہر آئینہ نما وجود مبارک این صاحبانِ شریک

اضطراب سے نکال دیا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر بڑی
نرمی اور مہربانی کے ساتھ اس میزبان کے گھر گئے جہاں کہ
دسترخوان کو خود حضرت نے اپنے ہاتھوں سے ترتیب دیا تھا،
اس کو بٹھایا اور مزیدار لقموں سے سیراب فرمایا۔ اس کے بعد
نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ آپ نے اس سے یوں فرمایا:
اے فلاں میں مصلحت اس میں دیکھتا ہوں کہ تو پھر اس شہر میں
بسنے کی فکر نہ کر اور یہاں سے ہمیشہ کے لیے کہیں چلے جا۔ یہ کاری زخم
جو تیرے ہاتھ سے ہمارے جسم پر ظاہر ہوا ہے غالباً اسے دیکھ کر
ہمارے معتقدین کا دل غیریت کی تلوار سے کہیں چاک چاک
ہو جائے اور تمام کے تمام انتقام کے درپے ہو کر تیرے خون
کے پیاسے ہو جائیں۔ جب یہ بے چارہ نرمی و مہربانی کے بادِ نسیم
کو آپ کی جانب سے چلتے ہوئے دیکھا

تو زبان تمنا اس طرح سے کھولی اے عظیم گناہگاروں
کو بخشنے والے اس نابکار نالائق سے جو کچھ صادر ہوا ہے
آخر کار یہ مجرم ایسے ہی رہے گا۔ اس کے بعد آپ نے نرمی کے
ساتھ یوں بیان فرمایا کہ اے فلاں اطمینان رکھو ہم نے شرعاً و
عرفاً تمہارے گناہوں کو بخش دیا ہے لن یصیبنا الا ما
کتب اللہ لنا کے حکم پر ہم تمہیں اس معاملہ میں معذور سمجھتے
ہیں لیکن جو زخم کہ تم نے ہمارے جسم نازک پر کیا ہے ہمارا
مبارک وجود طٰہٰ و یٰسٓ کے وجود کا ایک حصہ ہے شاہ محی الدین
کے جگر کا ایک حصہ ہے پس وہ زخم صرف ہمارے جسم پر ہی نہیں
ہوا ہے بلکہ یہ زخم ہمارے ساتھ ساتھ مذکورہ صاحبان کے جسم پر بھی

وسہیم است چنان چہ تو گناہ وجراح ایشان ہستی پس اندیشہ بخاطر راہ مداہ کہ در روز آن زلزلۃ الساعۃ شئ عظیمہ ازبرائے عفو تو ایشان درخواست کنم وترا از چنگ عقوبت آن روزہای رہایم بعدازیں گفتگو آں معصوب بدرگاہ سجدہ رسانیدہ ہمو نوقت از آن شہر غربت گزید ومنت سفر بر راحت اختیار نمود قریہ وقریہ قصبہ وقصبہ میگردید۔

دریں اثنا زمانہ از وبرگشت دستِ ناپاکش را بجراحت تبت یدا ابی لھب مجروح ساخت و ستے کہ شاہرا ازاں مجروح کردہ بود درمیان کف او ریش سخت ومولم پیدا ست ہرچند کہ در علاج آن کوشیدہ روز بروز جراحتش زیادہ می شد تا کہ از دست تجاوز کردہ بہ بیند وبست تا آرنج پُر از کرم کہ غیر از کرم واستخوان نشانے از گوشت وپوست نبود طاقت درد آں نیا ورد کارد بر شکم دریدن ہمایوں مرغ روح پر بدن ہماں شنیدہ شد کہ مرض آخرین بر آن حضرت سخت دشوار بود چناں کہ ریشہ در شکم مبارک پیدا شدہ بود آن حضرت بغایت ازان ملول ورنجور بود چناں کہ اثر رنج وملال آن صاحب محنت کش در نزدیکان او تاثیر کردہ بود بہر یکے از جان ودل میگفت اے خاک بر ایں چشمے کہ چنین تنِ نازک در

ہوا ہے لہٰذا تو ان لوگوں کو بھی مجروح کرنے کا گنہ گار ہے لیکن خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم کے روز تیرے خاطر ان حضرات سے میں عفو کی درخواست کروں گا اور تمہیں عقوبت کے چنگل سے رہا کروں گا۔ اس گفتگو کے بعد وہ مرد نیک خلقت آپ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا اور اسی وقت اس شہر سے مسافرت شروع کی اور سفر کی تکالیف کو راحت پر محمول کرتے ہوئے قریہ قریہ اور قصبہ قصبہ گھومتا رہا۔

انہیں دنوں میں زمانہ اس کے ناموافق اور نامساعد ہوا اور اس کا ناپاک ہاتھ تبت یدا ابی لھب کے بمصداق مجروح ہوا اور وہ ہاتھ جس سے اس نے شاہ کو مجروح کیا تھا اس کی ہتھیلی کے درمیان ایک زخم ابھرا جس میں سخت قسم کی تکلیف ہو رہی تھی اور مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ وہ زخم ہتھیلی سے تجاوز کرتے ہوئے کلائی سے بازو تک کیڑوں سے بھر گیا۔ سوائے کیڑے اور ہڈے کے گوشت وپوست کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور اس میں برداشت کرنے کی قوت نہیں تھی۔ ایک چاقو سے اپنے پیٹ پر مارا سینہ سے ناف تک پیٹ کو چیر ڈالا مرغ روح بدن سے پرواز کر گیا۔ اس طرح سُنا گیا کہ آپ پر آخریں مرض بہت ہی سخت ودشوار گزرا۔ چناں کہ ایک زخم آپ کے شکم مبارک پر ظاہر ہوا۔ تھا اور حضرت اس سے نہایت ہی ملول وپریشان تھے

درجبین کلاں وملال بیند۔ قضارا
درآن وقت درویشے یکے مقیمان خانقاہ عالی طوطی
درقفس کردہ پرورش می کرد وسخن می آموخت واو
ہم بانواع نو آواز درقفس غلغلہ وفرح میکرد۔
قضارا درعین شورش راغلغلہ او درگوش آمد بمجرد
استماع آن غلغلہ آثار بشاشت وبہجت برخسارۂ
مبارک پیداشد ومی گفت اے حاضران بدانید در
آگاہ باشید کہ الحال مابدین طوطی محبوس می مانیم ہر
گاہ کہ او را از قفس رہای کنند غیر از گلستان و
باغستان آرام نخواہد یافت ودر انجا باہم نفسان خود
شاخ بشاخ درخت بدرخت خواہند خرامید و
غلغلہ کنان گشت خواہند کرد وچوں فقیر ہم دراین
قفسِ تن چوں طوطی محبوس گرفتار است انشاء اللہ تعالیٰ
تا این وقت طوطی روح ما از قفسِ تن خلاصی ورہائی
خواہند یافت واز گلستان ولہٗ فیہا من کل الثمرات و
میوہائے خوش مزہ خواہند خرید واز جوئی بار فیہا انہار
من ماء غیرآ من شربت آب خواہند نوشید۔

جہاں چہ آپ کے رنج وملال کا اثر آپ کے معتقدین میں
اثر کرنے لگا ہر ایک جان ودل سے کہنے لگے ماٹی ملے
یہ آنکھ ایسے تن نازک کو اس طرح رنج وملال میں دیکھے
اتفاق سے اس وقت ایک درویش آپ کی خانقاہ عالی میں
سکونت پذیر تھے وہ ایک طوطے کو پنجرہ میں بند کرکے پال
رہے تھے اور اُسے بات چیت سکھایا تھا اور وہ کبھی قسم قسم
کی نئی آواز سے پنجرہ میں شور وشر کررہا تھا۔ اتفاق سے عین
موقعہ پر آپکے کان میں اس کی آواز پڑی اس آواز کے سنتے
ہی آپکے رخسار مبارک پر بشاشت وخوشی کے آثار نمایاں ہوئے
اور فرمایا کہ: اے مجلس والو! جانو اور آگاہ ہوجاؤ کہ فی الحال
ہم اس طوطی کی طرح محبوس ہیں جب کہ اس کو اس پنجرہ سے
رہا کردیا جائے گا تو سوائے گلستان اور بوستان کے وہ آرام
پائے گا اور اس جگہ ہم نفسوں کے ساتھ شاخ بشاخ درخت
بدرخت گھوم پھرے گا اور شور مچاتے ہوئے سیر کرتا رہے گا
اور فقیر بھی اس تن کے قفس میں طوطی کی طرح محبوس ر
گرفتار ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جب کہ یہ ہماری طوطی روح
تن کے پنجرہ سے رہا پائے گا اور ولہٗ فیہا من کل الثمرات
کے باغ سے خوش مزہ میوے کھائے گا اور فیہا
انہار من ماء غیر آسن کہ جوئے بار سے پانی پئے گا۔

خوارق حیدریہ

حضرت شاہ کریم اللہ قادری علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ حیدر ولی اللہ علیہ الرحمہ کے خوارق سے آخری خارقہ کا مفہوم خیز ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے جس میں آپ کے ایک متعقد کا سکر کی حالت میں حملہ کرنے کے بعد اس زخم کا سندمل ہوجانا اور اس پر ترس کھانے کا تذکرہ بیان کیا گیا ھے ـــ

ادارہ

خارقہ من خوارقات حضرت شاہ کریم اللہ قادری روح اللہ روحہ واوصل الینا فتوحہ

روزے در مجلسِ آخر خود بحضور خادمان چنین فرمود کہ اولیائے حق سبحانہٗ تعالیٰ را ہرگز موت نیست و نباشد چنان چہ بعضے عوام را گمہ اگر ایشاں کارے راہِ حیات سیرولی نیست بلکہ در اندک مدت بر بہانہ ہمیں جراحت سخت بعالم بقا خواہند خرامید پس بمجرد رسیدن آں حضرت بعالم قدس چنان چہ دانم نتوانم آں مقام خود از و حاصل کنم و وجود ناپاکش پارہ پارہ گردانم کہ تا ہیچ فردے دست بخونِ بزرگان دراز نہ کند۔ القصہ آن جازم از قصد و نیت آن امیرۂ سعیدہ آگاہ گشتہ کما حقہٗ ابن بو اقعی در خدمتِ آں حضرت مفصلاً

ایک روز اپنی دوسری مجلس آپ اپنے خادموں سے اس طرح خطاب فرمایا کہ اللہ کے دوستوں کو کبھی موت نہیں آتی، چناں چہ بعض لوگ جنھیں راہ حیات کے کاموں میں کوئی چلن نہیں ہے بلکہ اس شدید زخم کے بہانے عالم بقا کی جانب سیر کرتے پھرتے ہیں۔ اور عالم قدس جہاں اس کے ذریعہ میں اپنے آپ کو نہ پہنچا سکوں یہ میں جانتا ہوں اور اس کو وجود ناپاک کو بارہ پارہ کردوں تاکہ کوئی آدمی اس کے بعد بزرگوں کی جانب اپنا ہاتھ نہ بڑھائے، القصہ اسی وقت اس امر سعید (جس کا تذکرہ پچھلے خارقہ میں ہوا ہے) کے ارادے اور نیت

ومتبسّماً بیان نمود تبسّم کناں حسین فرمودای
ہم جلیسان

ای ہم جلیسان خالص و ای معتقدانِ
صادق بہ یقین بدانید و آگاہ باشید زخمہا
بر تنِ نازک ما رسیدہ عجبے نیست کہ حکیم محکم
و قضائے مبرم بذاتِ آں را بہانہ ساختہ
ارجعی الیٰ ربك راضیۃ ومرضیہ در
حلق وقتِ ما خواہد ریخت و مکنون دلے و منویہ
ضمیر این امیر خیان ست کہ بمجرد اصولِ ما
بعالم بقا ایں جراح بے چارہ مارا از انتقام
بمنزلِ عدم رسانم بس علی رغم آیند و بمنند
ورایں جراحت کارے کہ بہ ہیچ نوع التیام
پذیرفتی نیست فانما لبروفق قصدِ باطل او
ہر آئینہ فقیر بعالم بقا رجوع کردن نیستم بعد
از قدرے لعاب از دہنِ مبارک خود گرفتہ
بریں چسپانیدن۔ گرفت تاکہ بجائے مرہم
ہماں لعاب بکار بردے۔

قضارا در اندک مدت آں چناں
زخمہا کاری فراہم آمدن گرفت و عضوہائے
بریدہ و رگہائے گسستہ بہم پیوستن آغاز
کرد مانہ بکلی التیام پذیرفت و از مرہم
لعابِ مبارکِ خود بہ تمام و کمال صحت و
عافیتے روزے خود یافت بس روزے غسل

آپ آگاہ ہوئے اور لوگوں نے کماحقہٗ تمام
وتفصیلات حضرت کی خدمت میں پیش کیے
تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا ـــــ

اے مخلص ساتھیو و معتقدانِ صادق
یہ یقین جانو اور آگاہ ہو جاؤ۔ ہمارے نازک جسم
پر جو زخم لگے ہیں اس میں تعجب نہیں کیوں کہ
حکیم محکم وقضائے مبرم کو ہماری ذات کے ساتھ
بہانہ بناکر ارجعی الی ربك راضیۃ ومرضیۃ
کے شراب بشکل ہمارے حلق میں اتاریں گے
اور اس امیر کی دلی خواہش بھی یہی ہے کہ ہم
عالم بقا کو پہنچ جائیں تو اس بے چارے جو
زخم کیا تھا کو انتقام کے ذریعہ بمنزلِ عدم
پہنچا دے اور اس امیر کا دعویٰ کہ ہمارا یہ زخم
کبھی بھر نہیں سکتا، یہ اس کا خام خیال ہے
ہمیں عالم بقا کی طرف رجوع مقصود نہیں
اس کے بعد اپنے دہنِ مبارک سے لعاب
نکال کر زخم پر لگا دیے اور لعاب مرہم کا کام
کرتا رہا۔

قضارا چند دنوں میں وہ کاری زخم
مندمل ہونا شروع ہوا۔ پھٹا ہوا عضو اور
ٹوٹے ہوئے رگ آپس میں جڑنا شروع
ہو گئے اور بہت جلد زخم سوکھ گئے۔ آپ
کے لعابِ مبارک کے مرہم سے خود بخود پوری
صحت و عافیت چند دنوں میں مل گئی۔ ایک

از صحت بجا آورده جامہائے پاک پوشیده شکرانہ
آں جشن و ضیافتے کریمانہ مہیا نمود و بہ ضعیفان
و محتاجان نعمتے بسیار ایثار فرمود

ہمچناں ہر روزے ہر خادمے و معتقدے
بقدر وسع و طاقت خویش آں حضرت را
بوثاق خود برده از انواع طعامہا خوانہا می
کشیدند اتفاقاً دریں اثنا آں معتقد خفی
و جلی ولی نام طالبِ خاص آں حضرت از
صحبت از سرور بغایتِ مبہوج و مسرور
شده خوانِ عظیم مہیا و آماده نموده - آں حضرت
را استدعا داد - قضا را راہے کہ بخانہ باید
رفت از پایش او بخوانہ کہ جراح شوریده
آں حضرت را در آں کرده بودند واقع بود
چوں بہ نزدیک او بجا رسید جراح واجب
القتل خود را دید در روزن زندان نشستہ
و رشتۂ امیدِ رہائی از ہم گسستہ علی درسپ
د ہاشنیده ناگاه ہم دریں اثنا خواب بر او
غلبہ کرد او را از در ربود ناگاه در ہمیں حال دید
کہ شاہ شاہاں ہادی گمرہاں در پیش چشمش حاضر
آمده می گوید قادرا از غم عاقبت مشو نژند یک
ایں بیت خوش بخواں از بر - من بوستانِ سعدی
علیہ الرحمہ : نماند بعصیاں کسے در گرو
کہ دارد چنیں سید پیش رو

روز غسلِ صحت فرما کر پاک کپڑے زیب تن کئے
اور شکرانے کا جشن اور ضیافت کریمانہ
مہیا فرمایا اور غریبوں اور محتاجوں کو بہت کچھ
نوزا۔

اسی طرح ہر روز کوئی خادم یا کوئی معتقد
اپنی وسعت کے قابل اپنے اپنے گھروں میں دسترخوان
بچھاتا رہا۔ اتفاق سے اس اثنا میں آپ کا معتقد
خاص طالب ولی نامی جو کہ آپ کی صحت سے
نہایت ہی مسرور اور شادماں تھا اپنے گھر ایک
عظیم دسترخوان بچھایا۔ اور حضرت کو مدعو کیا۔
جس راستے سے معتقد ولی کے گھر جانا تھا اس سے
کچھ پہلے جگہ اس زخم کرنے والے کو مقید کر رکھا گیا
تھا۔ جب حضرت کا گزر ادھر سے ہوا تو وہ
واجب القتل جراح کو قید خانے کے دروازے پہ
ٹوٹی ہوئی امیدوں کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا
اچانک اس اثنا میں اس پر نیند غالب
آگئی اور سب بھول کر سو گیا۔ ویسی حالت میں
خواب میں دیکھا کہ شاہ شاہان، ہادی گمرہان
اس کے سامنے حاضر ہو کر فرماتے ہیں:
اے قادر! عاقبت کے غم سے نڈھال
نہ ہو بلکہ اس شعر کو ازبر کر لے جو بوستانِ سعدی
سے ہے۔۔

گناہ کے سبب سے وہ شخص گرفتار نہ ہوگا
جو ایسے سردار کو اپنا پیشوا رکھتا ہو ۔۔